اشعار قصیدہ

آگے تیری طبع موزون کے ہو اک فعل عبث	یہ جو کرتے ہین عروضی فاعلاتن فاعلات
فیض سے تیرے نکیونکر اک جہان سرسبز ہو	ذات ہے تیری شہا سرچشمۂ آب حیات

اشعار قصیدہ ہفت زبان

جبکہ سرطان واسد مہر کا ٹھہرا مسکن	آب و ایلولہ ہوئے نشو و نمائے گلشن
جوش روئیدگی سبزہ پہ یاد آئی ہے	آیت انبتہ اللہ نباتا حسنا
جس طرح شعلہ کا عالم ہو بفانوس خیال	خوف سے یون ترے لرزان ہے عدو زیر کفن

فرد

کوہ اور آندھی مین ہین گری آتش تپ خاک و باد	چل نہ سکینگے آج پر آتش و آب و خاک و باد

فرد

تا کجا گبر اور رہنو و طاق پرست یون باز	چھوڑ دین شرک پوجنا آتش و آب و خاک و باد

تمت

خاتمۃ الطبع بعد حمد خدائے سخن آفرین و نعت ناظم دیوان دین متین زباندانون کو نوید دردمند خیالون کو نشید سناتا ہون کہ کلام فصاحت انضمام مطبوع خاص و عام سراسر وجد و سرور یعنی دیوان ذوق مصنفہ شاعر شیرین مقال مستند شعرای ماضی و حال واقف فنون جامع علوم ملک الشعرا شیخ محمد ابراہیم ذوق مرحوم خاکسار ابو الحسنات قطب الدین احمد پروپرائٹر کے اہتمام سے چھٹی بار بالطرز و ترتیب فی ماہ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ مطابق مے ۱۹۰۸ء نامی پریس لکھنؤ مین طبع ہو کے مقبول دلہا ہوا

سر پہ طرہ ہے مزین تو گلے میں بدّھی — کنگنا ہاتھ میں زیبا ہے تو سر پر سہرا

رونمائی میں تجھے دے مہ و خورشید فلک — کھولدے منہ کو جو تو منہ سے اوٹھا کر سہرا

کثرتِ تارِ نظر سے ہے تماشائیوں کی — دمِ نظارہ ترے روے نکو پر سہرا

عمرِ خوش آبِ مضامین سے بنا کر لایا — واسطے تیرے ترا ذوق ثنا گر سہرا

جسکو دعوی ہو سخن کا یہ سنادے اوسکو — دیکھ اس طرح سے کہتے ہیں سخنور سہرا

رباعیات مدح

شاہا تجھے با دولت و بختِ فیروز — فرخ ہو سدا جہان میں جشنِ نوروز

ہو وے شرف اندوز ترے طالع سے — ہر سال حمل میں مہرِ عالم افروز

رباعی

خورشید سے اک روز جہان میں نوروز — اور تجھسے جہان روز بسرت اندوز

ہے تجھکو زمانہ میں شرف دوازدہ ماہ — اور ہے مہر جہانتاب کو یک ماہ یک روز

رباعی

کہتا ہے یہ فیروزی رنگِ نوروز — تو ہو صفتِ اعدا پہ مظفر فیروز

ہو دشمنِ سرکش کے لیے سہم الموت — اے شاہ عدو کش ہو ترا تیر دلدوز

قطعہ

دیا ہے ذوق کو جو خلعتِ ولیعہدی — مبارک آپ کو با آفتابی و کرسی

نہ آفتابی و کرسی خدا کرے فرخ — بحق سورۂ والشمس و آیۃ الکرسی

کرتی ہے صبا آ کے کبھی غالیہ بیزی
کرتی ہے نسیم آ کے کبھی لخلخہ سائی

رخسار گل چین کا ہے سرخی سے یہ عالم
جون وقت غضب چہرۂ ترکان خطائی

سردی حنا پہونچی ہے عاشق کی جگر تک
معشوق کا گر ہاتھ مین ہے دست حنائی

مطلع در مدح

یون کرسی زر پر ہے تری جلوہ نمائی
جس طرح سے مصحف ہو سر رحل طلائی

مانع جو ہوا دست درازی کو ترا عدل
پروانے کو پھر شمع نے انگلی نہ لگائی

سہرا

اے جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا
آج ہے یمن و سعادت کا ترے سر سہرا

آج وہ دن ہے کہ لائے در انجم سے فلک
کشتی زر مین مہ نو کی لگا کر سہرا

تابش حسن سے مانند شعاع خورشید
رخ پر نور پہ ہے تیرے منور سہرا

وہ کہے صل علی یہ کہے سبحان اللہ
دیکھیں مکھڑے پہ جو تیرے مہ و اختر سہرا

تا بنے اور بہی مین رہے اخلاص بہم
گوندھیے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا

دھوم ہے گلشن آفاق مین اس سہرے کی
گائیں مرغان نواسنج نہ کیونکر سہرا

روئے فرخ پہ جو ہین تیرے برستا انوار
تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا

ایک کو ایک پہ تزیین ہے دم آرائش
سر پہ دستار ہے دستار کے اوپر سہرا

اک گہر بھی نہین صد کان گہر مین چھوڑا
تیرا بنوایا ہے لے کے جو گوہر سہرا

پھرتی خوشبو سے ہے اترائی ہوئی باد بہار
اللہ اللہ رے پھولوں کا معطر سہرا

عجب نہیں ہے کہ راہب خطِ چلیپا سے
بناے تیرے طویلے کے واسطے خرزین

ناتمام

پیری میں پُر ضرور ہے جامِ شرابِ ناب
پائے فروغ صبح نہ بے نورِ آفتاب

تائب نہو تو اس سے کہ داڑھی ہوئی سفید
کر خوب میکشی کہ یہ ہے سیرِ ماہتاب

ہے پیر دل خنک کی ہوا پر بقائے عمر
یہ برف وہ نہیں جسے رکھیں نمی سے داب

جو دم مزے سے گذرے غنیمت سمجھ اوسے
گردش ہے آسمان کو زمانے کو انقلاب

دے گر چمن کو گریۂ مستانہ میرا آب
بیضون سے بلبلوں کی ہو پیدا بطِ شراب

جاگ اوٹھیں وہ جو خوابِ عدم میں ہیں ہوشمند
مستی میں گر بلند ہو میری صفیرِ خواب

مدح

کرتا ہے روز و شب کو برابر شہنشہا
میزانِ عدل ہے ترے میزان میں آفتاب

خورشید کھینچتا ہے جو برجِ اسد پہ تیغ
چاہے ہے شیرِ جنگ وہ تجھسے مگر خطاب

ناتمام

ساون میں دیا لو مہِ شوال دکھائی
برسات میں عید آئی قدح کش کی بن آئی

کرتا ہے ہلال ابروِ پُرخم سے اشارہ
ساقی کو کہ بھر بادہ سے کشتیِ طلائی

کونجے ہے جو بجلی تو یہ سوجھے ہے نشے میں
ساقی نے ہے آتش پہ مئے تیز اوڑائی

پہونچا کمکِ لشکرِ باران سے ہے یہ زور
ہر نالے کی ہے دشت میں دریا پہ چڑھائی

گیا ساغرِ زرین کو گیا جلد مہیا
ساقی نے تو سرسوں ہے ہتھیلی پہ جمائی

ناتمام

کرے ہی مہر علیؑ دل کو صاف پُرانوار
طلوع شمس پہ موقوف ہے وجود نہار

علیؑ سے کیونکہ نہو زیر لشکر کفار
علیؑ ہی شکل علی اور علیؑ ہی حرف جار

مخمس در مدح

خسروا چرخ جھکے سر گنبدِ دوار ہلال
خود لب عجز سے کرتا ہی یہ اقرار ہلال
حاضر خدمتِ عالی ہے بہر کار ہلال
گُرز بردار رہے خورشید کماندار ہلال
آسمان لیکے سپر چلتا ہے تلوار ہلال

دست ہمت ترا خورشید سے ہی بالاتر
تیری بخشش سی ہی نیسان عرق شرم مین تر
آئین تیرے در دولت پہ گدایانہ اگر
اپنے کانسہ مین بھری چرخ وہین لعل و گہر
اور کشتی مین بھرے درہم و دینار ہلال

ذوق کرتا ہی سخن تیری دعا پر کوتاہ
عید ہر سال ہو فرخ تجھے با حشمت و جاہ
تیری ہی دولت سی ہون خورسند ترے دولتخواہ
اور جو حاسد ہین ترے واسطے اُنکے ہر ماہ
چرخ پر تیز کرے خنجرِ خونخوار ہلال

قصیدۂ ناتمام در منقبت

لکھون جو مین کوئی مضمون ظلم چرخ برین
تو کربلا کی زمین ہو مری غزل کی زمین

یہ حال ہے مرا ضعفِ دماغ سے کہ مجھے
صدائے صور قیامت ہی ہر مگس کی طنین

زمانہ عربدہ پرداز و بخت بدناساز
ستارہ بر سر پرخاش و چرخ بر سر کین

ناتمام

پر نہیں پر ترا توسنِ وہ پری سان پران	سیر گہہ جسکی ہی ایک قاف سی لیکر تا قاف
ہو قوی دست ترے زور سے اسلام اگر	کھینچے شمشیر سرِ کفر پہ پھر مرکز کاف
پاتا گرداب سے ہے گردۂ نانِ آبی	تیری بخشش سی جو دریا کا معین ہو کفاف
دستِ ہمت نے ترے کوئی روپی کی قدر	چٹکیوں میں ہیں اوڑاتی اوسی کیا کیا اصراف

فرد

دیتا ہی تیری فوج میں نقارہ جب فلک		آتا ہی صاف چوب کی صورت نظر ہلال
تا نسرِ طائرِ ایک پرندہ نہ بچ سکے	فرد	منظور تجھکو جب کہ شکار پرند ہو

مطلع قصیدۂ مدح حضرت بادشاہ اکبر شاہ جنت آرامگاہ

نام کو اللہ اکبر کیا تری توقیر ہے	داخل ہر بانگ ہی شامل ہر تکبیر ہے

ناتمام

کردوں اگر رقمِ تہنیت کا آج آہنگ	تو نکلے میری قلم سی صدای بربط و چنگ
ترا وہ زور حمایت ہی پانون کو اپنے	کرے ہی شیر کی چربی سی مالش آہوی لنگ
شہا ترے رخِ روشن کو کس سے دوں تشبیہ	کہ مہر و مہ کو گہن لازم آئینہ کو ہی زنگ

مطلع

ہیں وہ نعلین خسروا تیری ہرا و رنگ گل	جن پہ کھاتا ہی چمن میں تختہ او رنگ گل

شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے
خوشی تا حاجیوں کو ہووے کعبہ کی زیارت سے

رہے تا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے
نماز اہل سنت تا ہو مسجد میں جماعت سے

ترا خطبہ میں ہو نام اور خطیب منبر ہو
ترا حامی ابوبکر و عمر عثمان و حیدر ہو

قلم تا راستی پیشہ ہو اور کاغذ صفا آئین
قلمزن تا ہو مشک افشاں کاغذ خط مشک آگین

زبان پر تا سخن ہو اور سخن میں معنی رنگین
سخن تا داد چاہے اور تا اہل سخن تحسین

ترا مداح دائم خسرو ذوق سخنور ہو
ہمیشہ تہنیت خواں ہو دعا گو ہو ثنا گر ہو

اشعار متفرقات قصائد و قطعات وغیرہ مخمسات

مطلع

لکھتے ہیں کسکی تہنیت عہد مدح خوان
آراستہ ہوا جو قلمدان آسمان

ناتمام

عہد میں تیرے نکلے دانت گر سین ستم
کام لے زنبور کا خامہ سے دست معدلت

گر پڑے پاؤں پہ تیرے مہر آکر سایہ وار
آفتابی سے جو تو کہدے کہ اسکو روک مت

فصل گل آج ہے وہ سلطنت آرای طرب
کہ ملا باغ میں بلبل کو ہزاری منصب

ہے اگر لیلی سیاہی تو ورق عذرا عذار
خط ترا شیرین ہے شاہا اور قلم شاخ نبات

ہو گیا خورشید مالا مال وہ نہیں نور سے
دی جو تو نے دولت انوار دانش کی زکات

ہاتھ میں بندوق لے جسوقت تو بہر شکار
شیر گردون کو ہو مشکل ہاتھ سے تیرے نجات

رہے نام سلیمان تا نگین حکمرانی سے	رہی نام فریدون تا درفش کاویانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے	سکندر رہتا ہو نامی سکہ کشورستانی سے
ترا اے خسرو والا حشم عالم مسخر ہو	سریر سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو
بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر مین پانی	روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
زمین مین تا ہو کان اور کان مین تا جوہر کانی	لئے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو	ترے قبضے مین بحر و بر گہر ہو کان مین زر ہو
رکھین تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر مین	گل تر تا ہو گلدان مین تری بو تا گل تر مین
رہے نافہ مین مشک اذفر اور بو مشک اذفر مین	صدف مین تا ہو گوہر اور رہے تا آب گوہر مین
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو	شمیم خلق سے تیری جہان یکسر معطر ہو
طریق رہبری مین خضر ہو جب تک ہدایت فن	سہارا ہو وے تا بحر غریق الیاس کا دامن
رہے ادریس تا قطع تعلق سے جنان مسکن	مسیحا کا ہو بالاخانہ تا خورشید سے روشن
چراغ عمر سے تیری جہان سارا منور ہو	فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو
شفق گلگونہ ہو جب تک سحر کی روئے نیکو کو	کرے آراستہ تا شام اپنے موئے گیسو کو
ثریا نورتن تا کہکشان کے ہو وے بازو کو	کرے وسمے سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو
لب پانخوردہ دشمن کی لہو سے تیرا خنجر ہو	سر بدخواہ فندق تیری انگشت سنان پر ہو
گلستان مین ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا	نیستان مین ہو تا نے اور نے سے نغمہ ہو پیدا
نہال تاک مین انگور ہو انگور مین صہبا	نشہ صہبا مین ہو اور ہو نشہ جب تک نشاط افزا

تیری گہر فشانی دستِ کرم سے ہی — گویا کہ ایک دامنِ پُر گوہر آسمان
چمکائے تیغ تیز کو اقبال گر ترا — ہو مصقلہ ہلال تو صیقل گر آسمان
یون دل مین ترے جلوۂ ذاتِ محیط حق — آجائے جیسے آئنہ کے اندر آسمان
سرعت مین تیرا رخشِ فلک سیر کیا شہاب — رفعت مین بھی ہی پیل جبل پیکر آسمان
شاہا عجب نہین ترے شبدیز کے لئے — بنوائے ماہِ نو سے رکاب زر آسمان
پہونچا نہ اوسکے کاوے کی انداز کو کبھی — کھاتا رہا زمین پہ سدا چکر آسمان
انجم ہین کیا شرر ترے نعلِ سمند کے — ہے بلکہ تیرا گردِ رہِ لشکر آسمان

قطعہ

مانا اگر بلندیِ شان و شکوہ مین — ہاتھی سے تیرے ہو بھی گیا ہمسر آسمان
پر اوسکے نقش پا کے مقابل بنا سکے — چار آفتاب ایک جگہ کیونکر آسمان
یہ ذوق کی دعا ہی کہ جبتک زمانہ مین — منسوب ہر ستارے سے ہووے ہر آسمان
بزمِ نشاط و عیش رہی تیرے گھر مین روز — لائے ہمیشہ تیری مرادین بر آسمان
مارے جگر مین حاسد بدخواہ کی ترے — تارِ خطوطِ مہر سے سو نشتر آسمان

قصیدۂ مسدس دعائیہ

سر پر آرائے گردون جبتلک سلطان خاور ہو — قمر دستور اعظم صدر اعلیٰ سعد اکبر ہو
عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو — زحل میر عمارت ترک گردون میر لشکر ہو
سر ہفت آسمان جبتک کہ دورِ ہفت اختر ہو — الٰہی یہ بہادر شاہ شاہِ ہفت کشور ہو

بدبین کی ہے نظر کے جلانے کیواسطے — انجم سپند آگ شفق مجمر آسمان

جسوقت سہرا باندھکے دولہہ ہوا سوار — کیا کیا بلائین لیتا تھا جھک جھک کر آسمان

کرتا تھا ان یکاد کو دم پڑھکے دمبدم — دولہہ کے صبحدم رخ روشن پر آسمان

ایسا نہین جہان مین کوئی نخل آرزو — لایا ہو آج جسمین نہ برگ و بر آسمان

کرتا ہے شاخ خشک تمنا کو نخل سبز — در پردہ مثل پردہ بازیگر آسمان

شادی کا اوسکے نور بصر کی ہے اہتمام — کرتا ہے جسکا روز طواف در آسمان

وہ شاہ نامور کہ بہادر شہ اوسکا نام — ہو حکم سے نہ اوسکے کبھی باہر آسمان

وہ آفتابی اوسکی مجلس جس ہے آفتاب — وہ چتر اوسکا جس سے نہو ہمسر آسمان

مطلع پڑھون حضور مین وہ مین جسے کہے — مطلع سے آفتاب کے بھی برتر آسمان

مطلع ثانی

تجھسا زمین پہ دیکھے جو فرخ فر آسمان — قربان نکیون زمین کی ہو پھر پھر کر آسمان

طالع سدا مساعد و عالم سدا مطیع — کوکب ہمیشہ یار ترا یاور آسمان

نہ آسمان سے رتبہ ترا یون بلند تر — جس طرح کوہسار سے بالاتر آسمان

خطبہ کے واسطے ترے نام بلند کے — گر مشتری خطیب ہو تو منبر آسمان

وہ بحر بیکران ہے تری ہمت وسیع — ہے بلبلا سا ایک کنارے پر آسمان

دریاے قہر تیرا جو طوفان کرے بپا — بہ جاے مثل کشتی بے لنگر آسمان

قد پر ترے وہ راست قباے علو جاہ — زیبندہ جسکے واسطے بالا بر آسمان

یہ کہنہ و سیاہ وہ خوشرنگ و نو یہ تو | فائق ہو کیا سبوچہ ساچق پر آسمان
ٹھلیون مین ہین وہ نقل پڑے ہی اوسکا عکس اگر | لے کہکشان کی مانگ مین موتی بھر آسمان
آرائش ایسی اور وہ گلہائے رنگ رنگ | ادنی ساجنمین غنچہ نیلوفر آسمان
نوائے اسمین پھول طلائی و نقرئی | لے لیے کے ماہ و مہر سے سیم و زر آسمان
نقارخانہ کی ہے چراغان سے وہ شکوہ | گویا ہے اک زمین پہ پُر از اختر آسمان

قطعہ

کرتا ہے رقص تخت پہ نقارخانہ کے | شہنائی کی صدا کو جو سن سنکر آسمان
آوازۂ دمامۂ نوبت سے گونج اوٹھا | وہ جو سب آسمانونکی اوپر ہے آسمان
دولہہ دولھن کی ہے یہ علامت سہاگ کی | آیا ہے اک سہاگ پڑا بنکر آسمان
جائے عجب نہین ہے کہ عطر سہاگ کے | شیشے کی شیشے بھر کے لنڈھا دے گر آسمان
یارب ہمیشہ دولہہ دولھن مین رہی سہاگ | جبتک کہ ہووے نیچے زمین اوپر آسمان
مسند کے وصف لکھنے کی قابل نہین کہ ہے | نیلا سا ایک کاغذ لے مسطر آسمان
جو برج اوڑے ہی اوڑ کے یہ ہوتا ہی وہ بلند | رکھلے ہے سر پہ مثل گل احمر آسمان
کرتا رہا برات کی شب شام سے نثار | شبنم کی جا صبح تلک گوہر آسمان
پہونچے براتیون کے نہ ہرگز ہجوم کو | انجم سے لاکھ جمع کرے لشکر آسمان
عیش و طرب کو مژدہ کہ کرتا جدا نہین ہے | زہرہ سے اب قران مہ انور آسمان
ہنگام بزم عقد ثریا کے واسطے | کیا کیا سجے ہے اوج و شرف کے گھر آسمان

قصیدۂ دوازدہم

پائے نہ ایسا ایک بھی دن خوشتر آسمان
کھائے اگر ہزار برس چکر آسمان

ہے بادۂ نشاط و طرب سے لبالب آج
ایک عمر سے پڑا تھا تہی ساغر آسمان

دیکھے نہ اس طرح کا تماشا جہان مین
گر ہو تمام چشم تماشا گر آسمان

اترا رہا ہے عطر سے عیش و نشاط کے
سچ ہے زمین پہ پانون رکھے کیونکر آسمان

افراط انبساط سے ہے کیا عجب اگر
مثل حباب جامہ سے ہو باہر آسمان

شادی کی اوسکی دھوم ہے آج آسمان تلک
تابع زمانہ جسکا ہے فرمان بر آسمان

فرزند شاہ یعنے جوان بخت ذی وقار
تسلیم کو ہے جسکی جھکاتا سر آسمان

ہے اوسکی بارگاہ مین مانند چوبدار
حاضر عصائے کاہکشان لیکر آسمان

اس بیاہ کی نوید سے ہے اسقدر سرور
ہے پیر پر جوانون سے ہے بہتر آسمان

پھرتا ہے اہتمام مین شادی کے رات دن
مقدور کیا کہ ٹھہر سکے دم بھر آسمان

فرد حساب صرف سے اس بیاہ کی ہو کم
گو لاکھ جمع و خرچ کا ہو دفتر آسمان

تورون کی پخت طبخ عالی مین اسقدر
ہے جسکا ایک تودۂ خاکستر آسمان

اس روشنی کی چند دکھا دیجے بیچیان
تا نان ہے آفتاب کے نیچے پر آسمان

اس بہار دو چراغان سے توبہ توبہ
ہون سات آسمان کی جگہ ستر آسمان

چشم قمر مین اور بھی ہو روشنی دوچند
کاجل لگائی اوسکے دھوین سے اگر آسمان

کر ڈالے پارہ پارہ فتیلون کے واسطے
مہتاب کو سمجھ کے کہین چادر آسمان

بلکہ حیرت کی نہین جا کہ سر شاخ خدنگ | روش غنچۂ گل ہووے شگفتہ پیکان
وہ ترازو رحمایت ہے کہ جسکے باعث | ناتوانوں کو بھی ہے دہر مین یہ تاب و توان
ہل سکین پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ رکھین | ایک تار نگہ مور سے بھی سیل زمان
دیگ شطرنج پہ ترے یہ فلک پر انجم | کیا عجب صورت سر لوٹن ہو گر قطرہ فشان
پیل تیرا گل سوسن کا بڑا ایک انبار | گل مہتاب کے گلدستہ ہیں اوسکے دندان
اوسکی خرطوم کبھی دلبر لیلی وش کی | جعد مشکین ہے کہ ہے کاکل عنبر افشان
لکھوں شوخی جو ترے توسن چالاک کی مین | اشہب خامہ بھی ہو مثل رم برق جہان
وقت کاوے کے دم معرکہ راکب اوسکا | پھیر حاسد کو رکھے صورت گوے چوگان
ای فلک جاہ ترے در کے ہین وہ ذرۂ خاک | جنسے خورشید چنے اپنی جبین پر افشان
طبع رنگین مین ترے وہ چمن لالہ و گل | رو برو جسکے ہے گلزار ارم خارستان
عید اضحی تجھے ہر سال مبارک ہووے | تجھپہ ہو سایۂ حق اور ترے سایے مین جہان
تیرے ہاتھوں سے کمان ہو جو سعادت اندوز | کیا تعجب ہے کہ ہو رشک ہما زاغ کمان
قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پر | چشمۂ مہر ہو مانند تنور طوفان
اس طرح عدل سے ہے تیرے بہم آتش و آب | جس طرح آئنہ مین عکس رخ شعلہ فشان
تیری احسان سے ہر انسان ہے غلامی مین ترے | سچ کہا ہے کہ الانسان عبید الاحسان
دل مین ہے جوش مضامین تو نہایت لیکن | دل حوادث سے زمانے کے ہے بے تاب و توان
ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر تیری | کیا لکھے وہ ترے اوصاف کہ ہے عجز زبان

ہے بجا گر دلاورانِ جہان — کھائین اوسکی دلاوری کی قسم
جبکہ اِس جرأت و شجاعت کو — چاہا اِس طرح دل نے کیجے رقم
تا رہے یادگار عالم مین — وصفِ عالیِ صاحبِ عالم
لکھی اے ذوق مین نے یہ توصیف — مع تاریخ ثانیِ رستم

قصیدۂ یازدہم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزاے جہان — کہ تجھے دیکھکے ہو عید بھی قربان قربان

قطعہ

حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے — سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بُران
گاوِ گردون نہ فقط خوف سے اوس دم کانپے — بلکہ ہو زیرِ زمین گاوِ زمین بھی لرزان
تو جو ہو حامیِ اسلام تو بتخانہ مین — بُت کرے قصدِ نماز اور کہے ناقوس اذان
نیرِ جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز — مہر تابان کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنہان
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحابِ ہمت — لیکے پنجہ مین گہر بحر سے نکلے مرجان
اور گہر بھی وہ خوش آب جنھین دیکھکے دور — طرفۃ العین مین ہو کاہ رُبا کو یرقان
قطعہ
نطقِ شیرین ترا وہ ہے کہ ثنا مین اوسکی — تر زبان موجۂ دریا ہو اگر ایک زمان
آب دریا مین ہو یہ جوشِ حلاوت پیدا — لبِ دریا بھی بہم ہو کے ہون دونون چسپان
اسقدر تابعِ فرمان ہے زمانہ تیرا — ہو نہ گلشن مین بھی روئیدہ گلِ نافرمان
ہوکے سرسبز بہارانِ کرم سے تیرے — شاخ پر گل چمنِ دہر مین ہو شاخ کمان

تیر برسائے عدو پر جو کماندار قضا — کم نہ فواری سے ہو تیر دن کے اوسکی قندیل
رہزن نطفہ بکر خواہ ہوا دل سے ہے قضا — آسکے پشت پدر سے نہ کبھی تا احلیل
محکمہ مین ترے انصاف کے ہون ہاتھ قلم — دے اگر بھول کے بھی کوئی سر حرف کو جھیل
ذوق کرتا ہے سخن تیری دعا پر کوتاہ — ہو گران خاطر نازک پہ مبادا تطویل
عید ہر سال ہو فرخ تجھے باجاہ و جلال — ہون قوی پایہ ترے دوست بصد قدر جلیل
جو ضلالت سے ہون گمراہ وہ از ظل خدا — ذل اقدام سے ہون خاک مذلت پہ ذلیل

قطعہ در مدح میرزا شاہرخ بہادر

میرزا شاہرخ بہادر نے — قصد صید افگنی کیا جس دم
خون نخچیر سے ہوا سارا — دامن دشت لالہ زار ارم
نہ بچا اوس شکار افگن سے — صید کوئی سوائے صید حرم
مرغ و سیمرغ اور غزال و پلنگ — ہوئے مسکن پذیر دشت عدم
ہے جگر گوشۂ بہادر شاہ — ہو بہادر نہ کیون وہ نیک شیم
سمجھے شیر آپکو ہزار غنیم — اوسکے پر سامنے ہے مثل غنم
شیر گردون بھی اوسکے لشکر مین — پائے ہرگز نہ قدر شیر علم
رہے مانند شیر قالین کے — اوج ہمت سے اوسکے زیر قدم
ہاتھ مین جب تفنگ لی اوسنے — ہمسر اژدہائے آتش دم
کئی شیر ژیان شکار کیے — اوس غضنفر شکار نے بہم

جب ہون جرعمان ہوا تیر ہی نشانِ بندوق
نسر طائر کبھی تو سمجھے اک اوڑتی ہوئی چیل

مہرۂ پشت عدو مین ترا تیر صف دوز
رشتۂ مہرۂ تسبیح کے مانند دخیل

طائرِ روح عدو کے لیے بہر پرواز
تیر کی تیرے صدا جیسے کبوتر کو زفیل

قطعہ

وہ قیامت ہی تری فوج کہ شورِ محشر
دم نمارے کبھی سن پای جو گھوڑونکی صہیل

نالۂ بوق کی ہیبت سے رکھے پھونک کے پانون
کوچۂ صور سے گذرے جو دم اسرافیل

دون تری گھوڑی کو کیونکر مین پری سی نسبت
نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

گرم جولان وہ کہان ہو کہ رکھے ہی وسعت
نہ تو میدانِ تصور نہ فضائے تخییل

عرصۂ معرکہ مین گر تجھے اے شاہسوار
اوس سبکسیر سے منظور ہو کارِ تعجیل

اوڑے یون جیسے ہوا سم بھی پانی سی ہو تر
نہ یہ پروا اوسے ہی راہ مین تالاب کہ جھیل

قطعہ

کوہِ البرز کو سایے مین دبالے اپنے
ہے وہ ای شاہ فلک رتبہ تری رفعتِ فیل

حملہ آور ہو وہ جسدم تو پے جانِ عدو
اوسکی خرطوم ہو دستِ کششِ عزرائیل

تو جو محراب عماری مین ہوا جلوہ نما
اوسکے دانتو نہین یہ خرطوم سی سوجھی تمثیل

خانۂ قوس مین خورشید جہانتاب آیا
دن ہی کوتاہ ہوے اور ہوئی رات طویل

عدل نے تیرے کیا روے زمین کو گلزار
آجتک عدل مین تیرا نہوا کوئی عدیل

نہین یہ جوشش گل و لالہ نکل آیا ہے
دادخواہی کے لیے خاک سے خون ہابیل

واسطے دیدۂ بدبین کے ہی یہ عین صلاح
ہو تری نوک سنان سرمہ کوری جو میل

گاہ مے خم مین ہی گہ شیشہ مین کیا کیا پی سیر
روح کرتی ہی کسی مست کی قالب تبدیل

تہنیت خوان ہو تو آج اوس شہ دریا دل کا
جسکے نزدیک ہی ایک قطرہ سی کم قلزم و نیل

وہ بہادر شہ والانسب و پاک گہر
خسرو چرخ سریر و شہ خورشید اکلیل

ماہ نو چشم زدن مین مہ کامل ہو جائے
نظر مہر مین ہی اوسکی وہ نور تکمیل

نور معنی ہے بہر شکل نتیجہ اوسکا
اللہ اللہ رے نرے شکل شہنشاہ تشکیل

مدح حاضر مین پڑھون مطلع روشن ایسا
مطلع شمس کو بھی جسکی ہو واجب تبجیل

مطلع ثالث

بعد شاہان سلف کے تجھے یون ہی تفضیل
جیسے قرآن پس توریت و زبور و انجیل

تو ہے اس طرح سے عزت دہ اولاد ثمر
جیسے موسی شرف افزاے نبی اسرائیل

نور افزاے بصارت ہو اگر تیرا جمال
آئین آنکھون سے نظر معنی اللہ جمیل

روے نیکو پہ ہے مائل تری خوے نیکو
کہون کیونکر نہ کہ الحسن الی الحسن یمیل

ہی جو انسان کے قالب مین ترا نور ظہور
برج خاکی مین ہی خورشید فلک کی تحویل

دانش آموز ہو گر تربیت عام تری
بید مجنون کو بنا دے ابھی انسان عقیل

جوہر تیغ اجل ایک ترے حکم کی نقل
تیر حکمی قضا حکم کی تیرے تعمیل

عہد مین تیرے جو ہو راہ تعدی مسدود
کھلے فعل متعدی سے نہ باب تفعیل

تشنۂ ذوق حلاوت ہون نہ کیونکر سیراب
تیری شیرین سخنی ہی اونھین شربت کی سبیل

نکتہ چینیون کے لیئے نکتۂ برجستہ ترا
قابض طبع روان ہی روش دانۂ ہیل

دل کے ہی ایک ورق مین وہ حقیقت ساری
جسکا اجمال قضا اور قدر ہے تفصیل

جی مین ہی اور پڑھون مین کوئی مطلع ایسا
گوہرِ مخزنِ معنی سے ہو جسکو تاویل

مطلع ثانی

کنج حیرت مین کرون علم خموشی تحصیل
یہ عجب مدرسہ ہی جسمین نہ ہی قال نہ قیل

درس توحید سے لون ایک شفا کا نسخہ
بحث مین علت و معلول کی ہی عقل علیل

جلوہ افروزی یک بدر دجی ہے اوسکو
شمع فانوس سمجھ خواہ چراغ قندیل

فکر بیہودہ مین کسواسطے ہے تو پابند
کچھ نکال اپنے لیئے ذوق نکلنے کی سبیل

خواب غفلت سی ہو بیدار کہ آئی پیری
نہین مہتاب یہ ہی روشنی صبح رحیل

عرصۂ عمر ہے وہ تار کھنچا اور ٹوٹا
کچھ اگر وقت معین کیطرف سی ہو نہ ڈھیل

وہی منزل ہی جہان ٹھہری حیاتِ گذران
کہ پئے راہ فنا کوئی نہ فرسخ ہے نہ میل

مشق اندوہ سے اک روز نہین تو بیکار
تیرے ہفتے مین نہین کوئی بھی روزِ تعطیل

غم عصیان ہی تو ہی رحمتِ غفار وسیع
فکر روزی ہی تو ہی رزق کا رزاق کفیل

ہی تمنائے زر و مال تو سب جائیگا چھوڑ
چھوڑ جانیکو تو کافی ہے فقط ذکر جمیل

پھر بہار چمن عمر مین دلگیر ہے کیون
سیر کر سیر کہ ہی فرصت گلگشت قلیل

مژدۂ عید سے ہی دیکھ تو کیا رنگ چمن
گل کی رنگین ہی قبا غنچہ کی رنگین مندیل

ہوے آراستہ ہین آج بدل کر پوشاک
فصل سے باغ تلک باغ سے تا بہ نخیل

نظر آتا ہے برنگ لب ساغر جو ہلال
ٹپکا پڑتا ہی لب مست سی شوق تقبیل

قصیدۂ دہم

لاتا نیرنگ سے ہی رنگ نئے چرخ محیل — واہ بگڑا ہی کچھ اس خُم مین عجب رنگ سے نیل

ڈر زمانہ سے وہ عیار ہے یہ ہوش ربا — لاکھ بہیو شیونسے جسکی بھری ہی زنبیل

ہی توکل کا احاطہ وہ عزیمت کا حصار — کہ بجز حفظ خدا جسکی نہ خندق نہ فصیل

گم ہون ظاہر کی خرابی سے صفاتِ اصلی — رنگ دیتا ہے چھپا جوہر شمشیر اصیل

پیش دشمن نہ گذر حق سے نہین سانچ کو آنچ — بلکہ ہی آتشِ نمرود گلستانِ خلیل

ہوتے سیرت سے ہین مردانِ دلاور ممتاز — ورنہ صورت مین تو کچھ کم نہین شہبا سے جیل

نہین بے قید علائق کسی عالم مین بزرگ — رسم تحریر مین بھی چھوٹی نہ زنجیر سے فیل

ہی تہِ خاک بھی قارون کو سفر حشر تلک — نہین تا تحت ثری منزلِ آرام بخیل

عید اک روز جہان مین رمضان ہی یک ماہ — بعد ہی کثرتِ تکلیف کے یان عیش قلیل

کشتِ سبزِ فلکِ دون سے نرکھ چشم ثمر — خوشہ فیض سے بے بہرہ ہے یہ مزرعۂ نیل

قابلِ انسان کی صحبت کو ہی انسان نہ ملک — بنگیا پیش نبی صورتِ وحیہ جبریل

جتنا خورشید تپے اوتنی ہی بارش ہو سوا — ہو وے گیونکر تپشِ عشق نہ رحمت کی دلیل

عشق کھچوائے ہی اک زار جفاکش سے بزور — بار صد کوہ الم بے عمل جر ثقیل

لگے نہ چرخ کو گر نالۂ عاشق کی ہوا — دم مین اجزاے دخانی کی طرح ہون تحلیل

شمع کشتہ کے لیے ہی دمِ عیسی آتش — سوزشِ عشق سے ہی زندہ ہون محبت کے قتیل

معتبر ہے جو کرے نالۂ دل دردِ اظہار — نالہ ہی دل کی زبان دل ہی موکل یہ وکیل

جیسے ماتھے پہ بزرگون کے ہو سجدہ کا نشان
اوسکی مستک پہ شہا جلوہ نمایون ہی ڈھال

ہی جو اوس فیل کی خرطوم سرافیل کا صور
آئے اعدا پہ قیامت سر میدان قتال

اوسکے دانت اوسکے لئے ہین روشن تیر شہاب
ہی جن اعدا کو سر اوج شیاطین کی مثال

آبداری ہین تری تیغ کی ہی برق کی موج
قطعہ کیا تماشا ہی کہ ہے آب سے آتش سیال

تیری شمشیر کو ہی خون عدو روز مباح
یہ غلط تیسرے دن ہوتا ہی مُردار حلال

طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل
سبزۂ تیغ مین جوہر سے لگا رکھتا ہی جال

طاقت دم زدن اس دور مین ہی کسکو رہی
دیکھکر نطق ترا اے شہ فرخندہ خصال

پر ترا ذکر جو آتا ہے زبان پر تو نفس
لب پہ آجائے ہی سینہ سے پئے استقبال

ہو قوی دست اگر زور حمایت سے تری
شیر سے پنجہ کرے پنجۂ مژگان غزال

تقویت دیوے اگر پاس حفاظت تیرا
شعلۂ شمع کو صرصر سے نہو اضمحلال

ہی ترے عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی
فیلسوفی ہی حکیمون کی خلا کہنا محال

آتش و آب مین یہ ربط تری عدل سی ہے
قطعہ دیوے ہیزم کو جلا کر کوئی پانی مین جو ڈال

کاکل موج دخان کے لیئے اوسکے دریا
لے تہ آب سے شانہ پر ماہی کا نکال

خبر جملۂ عشرت ہی ترا جشن سعید
مبتدا جسکا شہا غرۂ ماہ شوال

ہوتی ہی حیرت توصیف سی تیری شاہا
روش غنچۂ تصویر زبان منھ مین لال

بس دعا ہی یہ فقط ختم سخن کرتا ہے
یہ جو ہی ذوق ثناخوان ترا اور مدح سگال

جشن ہر سال ترا ہووے مبارک تجھکو
رہے جبتک کہ زمانہ مین حساب مہ وسال

نیرِ جاہ ترا وہ ہے جسے تا دورِ فلک — نہ کسوف و نہ غروب و نہ ہبوط و نہ وبال
آگے بخشش کے تری خرمنِ دُر یکدانہ — آگے ہمت کے تری کوہ طلا اک مثقال
ہووے جون چادرِ مہتاب گلیمِ شب تار — رُخ پُر نور جو تو پونچھ کے جھاڑے رومال
جام سے قطرہ جو ٹپکا تو معلق ہی رہا — دستگیری نے لیا تیری جو گرتونکو سنبھال
گر ترے قہر کی گرمی تپِ محرق بجائے — لب دریا پہ حبابون کی جگہ ہون تبخال
قوتِ ماسکہ ممسک کے قویٰ سے گم ہو — فیض جاری ہی ترے بخل کو یانتک ہو زوال
حکمت آموز ترا علم جہان ہو تو وہان — نہ ارسطو کو ہو طاقت نہ فلاطون کو مجال
ہو تری عقل سے عاجز دمِ بحثِ معقول — اک مقولہ مین فقط فعل کے عقلِ فعال

قطعہ

دم ہی کیا بادِ صبا مین کہ دمِ سیر جہان — تیرے گلگون سبک سیر کے جاوے دنبال
یون ہی دو چار قدم خاک اوڑا کر رہجائے — اور پہونچ جائے کہین سے وہ کہین مثلِ خیال
ہی وہ ہیکل مین اگر دیو تو صورت مین پری — ہی اوڑان اوسمین ملک کی تو بشر کے سی خصال
جلد اتنا کہ جہان عرصۂ جولان اوسکا — عہد مستقبل و ماضی کا وہان ہی اک حال
زیب تن اوسکی جو بنہدی کا ہی ہر گل تصویر — پھر تا کاوے مین ہی وہ صورتِ فانوسِ خیال
اوس فلک سیر کو جولان جو کرے تو تو یہ ڈر — مزرعۂ سبز فلک ہو نہ مبادا پامال
تیرے ہاتھی کی بلندی کی طرف کی جو نگاہ — قطعہ — سر پہ اندیشہ نے لی ہاتھ سی دستار سنبھال
کہکشان کو وہ فلک پر سی زمین پر پھینکے — نیشکر راہ مین مانگین اگر اوس سی اطفال

شور بلبل بھی یہ رکھتا ہی نمک آج کہ گل
بنگیا کثرت شبنم سے نمکدان کی مثال

دیتی ہی طاقت پرواز یہ کیفیت مے
اس ہوا مین ہی بطِ مے کہ اوڑون بے پر و بال

ہی یہ وہ دور کہ ہر صوفی صافی مشرب
رقص مستان مین رہی وجد کنان شامل حال

بیدمون کو ہو جو نے چارہ گر عیسیٰ دم
شمع مردہ کی رگ تار سے کھوین قیفال

پتلیان ناچتی ہین چشم کے گھر مین بے ساز
جنبش دست مژہ دی ہی اس انداز سے تال

اللہ اللہ رے سر سبزی گلزار جہان
آج یکرنگ ہی رنگ روش خضر و بلال

ہون قلم ہاتھ اگر کوئی لکھے خط غبار
صفحۂ دہر پہ کیا دخل کہ ہو گرد ملال

روز جشن آج ہی اوسکا کہ جسے کہتی ہی خلق
نائب ختم رسل ظل خدای متعال

وہ بہادر شہ غازی کہ اگر تیغ اوسکی
اپنی دکھلادے چمک چرخ پہ کٹجائی ہلال

وہ نکو خوئے نکو روئے خجستہ منظر
وہ بلند اختر و فرخ روش و فرخ فال

وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داؤد الحان
وہ سلیمان وش و موسیٰ کف و صالح اعمال

چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا
چشمۂ فضل و ہنر کان عطا بحر نوال

آسمان جاہ و عطارد قلم و مہر علم
مشتری دانش و مہ بینش و مریخ جلال

خسرو جم حشم و داور کسریٰ انصاف
شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال

مدح حاضر مین پڑھون اوسکی وہ مطلع جس سے
ہمسری کی نہ رکھے مطلع خورشید مجال

مطلع ثانی

ہو تری اک نظر فیض سے ناقص کو کمال
مہر سے گرنہ کامل ہو وہ ہفتے مین ہلال

مرغ دل کو ترے دشمن کے قفس ہے سینہ
اور جگہ چوب قفس کی ہے ترا تیر خدنگ

ہووے حاسد کو نہ آزار حسد سے صحت
تا کہ دارو نہ پیالے مین بھری تیری تفنگ

مفسد و حاسد و غماز عدو وے سرکش
زیر شمشیر غضب تیری ہون چارون چو رنگ

آنہین سکتے بیان مین ترے اوصاف تمام
ہوتا ہے قافیہ سنجون کا یہان قافیہ تنگ

کرتا اس رنگ سے ہے ختم سخن دیکے دعا
ذوق جو ہے ترا مداح محبت یکرنگ

گلشنِ دہر مین ہر سال مبارک تجھکو
جشن نوروز بہر رنگ بتاج و اورنگ

اور ترے حاسد بدبین کو دکھائین لاکھون
خسروا روز نئے رنگ فلک کے نیرنگ

قصیدۂ ہشتم

حبذا ساقیِ فرخ رخ و خورشید جمال
مرحبا مطرب ہاروت فن زہرہ خصال

بارک اللہ کہ دُرافشان ہے تو اے ابر بہار
خیر مقدم کہ خرامان ہے تو اے باد شمال

للہ الحمد لبالب ہے مئے عیش سے جام
شکر للہ زر گل سے ہے چمن مالامال

جوش روئیدگیِ سبزہ سے ہو جائیگا سبز
گل زمینِ چمنِ حسن مین تا دانۂ خال

شررِ تیشۂ فرہاد سے پیدا ہووے گل
بل بے جوشِ گلِ خود رو سرِ دامانِ جبال

جوش فوارہ ہے وان کثرتِ تار بارش
سر مجنون کے تھے آلودہ جہان گرد سے بال

کیا عجب رحمتِ باری ہے کہ وقتِ باران
ابر مردہ سے بھی ہو قطرہ فشان آب زلال

معجزِ باد سے مانند عصائے موسیٰ
شجرِ خشک بھی ہو جائے تر و تازہ نہال

ذوق مستی سے ہے طاؤس چمن مین رقاص
شوق آہنگ سے ہے سرو پہ قمری قوال

شاہا زمانہ مین ہو تو با آبرو اور سرخرو | ہو جلوہ گر مشرق سی تا نور سحر رنگ شفق
دشمن کا تیری منھ ہو فق اور خون سی دل کی ہو شق | دیکھی نہ وہ اسکی سوا نور سحر رنگ شفق

قصیدۂ ہشتم

طرب افزا ہی وہ نوروز کا نارنجی رنگ | دیکھکر بھاگے جسسے رنج ہزاروں فرسنگ
بلبلے بالیدگی عیش کہ برگ گل پر | قطرۂ شبنم کا ہی مینائے شراب گلرنگ
واہ کیا گلشن آفاق مین ہی جوش بہار | چہچہے کرنے لگے بلبل تصویر فرنگ
کلک نقاشی قدرت سی گلستان مین ہی آج | تختۂ لالہ و گل صفحۂ نقش ارژنگ
خسروا تو نے کیا آج وہ جشن نوروز | دیکھکر جسکے تجمل کو ہو جمشید بھی دنگ
ہے تری بزم طرب مین پئے رسم نوروز | صورت بیضۂ رنگین فلک مینا رنگ
مشک افشان ہو جہان مین جو تری نکہت خلق | نافۂ آہوئے ختن سے نہو کم داغ پلنگ
بلکہ ہو جوش بہاران کرم سے تیرے | کیا عجب شاخ مین آہو کی گل رنگا رنگ
تیرے انصاف سے ہی بزم جہان مین شاہا | شمع گلگیر سے اور شمع سے محفوظ پتنگ
ہو اگر شعلہ فشان تیری اگر آتش قہر | تو سمندر رہے پانی مین بجائے نہنگ

قطعہ

زیر ران تیری ہی وہ توسن چالاک کہ تو | چھیڑ دے ایک ذرا اوسکو جو وقت جنگ
یون بھرے جست کہ جیسے سر میدان نبرد | منھ سے اوڑ جائے حریفون کی تری خوف سے رنگ
رکھتی سرعت ہی تپ لرزۂ ہیبت سے تری | نبض محموم کی مانند جبل مین رگ سنگ

مطلع ثانی

روکش ہو تیری رخ سے کیا نورِ سحر رنگِ شفق
ذرّہ ہے تیرے فیض کا نورِ سحر رنگِ شفق

اے آفتابِ روشان تیری جبین سے ہی عیان
نورِ یقین رنگِ حیا نورِ سحر رنگِ شفق

روشن بیانی ہی تری رنگین کلامی ہی تری
شرمندہ ہوتا ہی سدا نورِ سحر رنگِ شفق

وہ سیمگون ایوان ترا وہ سائبان رنگین کھنچا
ہین دام ابجس سے صفا نورِ سحر رنگِ شفق

فانوس شیشہ لعلگون روشن تری محفل مین یون
گویا کہ شیشہ مین بھرا نورِ سحر رنگِ شفق

انصاف نے تیرے شہا سیماب و آتش کو کیا
یون جمع جیسے ایکجا نورِ سحر رنگِ شفق

تیری امان و حفظ سے ہو جائے حق مین شمع کے
نارِ خلیل آبِ بقا نورِ سحر رنگِ شفق

خورشید تجھسے فیض کو پہونچے تو مشرق مین ہیچ
جز دُرّ و لعلِ بے بہا نورِ سحر رنگِ شفق

جسپر کہ تو ہووے غضب ہو اوسکے حق مین کیا عجب
سیلِ فنا برقِ بلا نورِ سحر رنگِ شفق

شمشیر کی تیری چمک خونِ عدو سے یک بیک
دکھلائی ہے روزِ وغا نورِ سحر رنگِ شفق

پیکان تیر الماس گون منہ سرخ سوفاروں کے یون
گویا لگا کر پر اوڑا نورِ سحر رنگِ شفق

جلوہ ہے تیری مہر کا شعلہ ہے تیرے قہر کا
ہے جسکو عالم جانتا نورِ سحر رنگِ شفق

اسپِ حنا بستہ ترا وہ نقرہ خنگِ بادپا
غیرت سے جسکی اوڑ گیا نورِ سحر رنگِ شفق

اب ذوق کی ہے یہ دعا جبتک رہے شاہنشہا
خورشید و مہ ارض و سما نورِ سحر رنگِ شفق

جبتک لباسِ دہر کو صابون اور شنجرف ہو
زینت دہِ صبح و مسا نورِ سحر رنگِ شفق

ہر جشن فرخ ہو تجھے اس طرح آب و تاب سے
ہون تیرے محتاج ضیا نورِ سحر رنگِ شفق

ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر اس طرح
تاکہ ہوں ارض و سما دونوں طبق زیرِ طبق

ہو دی ہر سال مبارک تجھے عیدِ رمضان
اور دشمن کو رہے تیرے سدا رنج و قلق

قصیدہ ہفتم

ہے آج جو یوں خوشنما نورِ سحر رنگِ شفق
پر تو ہی کس خورشید کا نورِ سحر رنگِ شفق

یہ جوشِ نسرین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن
گلشن میں گویا چھا گیا نورِ سحر رنگِ شفق

ہر سرو قد غنچہ دہن زیبِ چمن شانِ چمن
ہر پیرہن گلگون قبا نورِ سحر رنگِ شفق

افشاں جبیں پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر
اور گوری ہاتھوں میں حنا نورِ سحر رنگِ شفق

لب پر تبسم ہے کہ ہے جوشِ بہار و موج گل
دندان پان خوردہ ہیں یا نورِ سحر رنگِ شفق

ہر مجمعِ پیر و جوان اک طرفہ مشرق ہے کہ وان
روشن دلِ رنگین ادا نورِ سحر رنگِ شفق

جامِ بلورین میں ہے یوں عکسِ شرابِ لالہ گون
ہو جیسے کیفیت فزا نورِ سحر رنگِ شفق

حسنِ گلِ مہتاب نے جوشِ گلِ سیراب نے
کیا باغ میں چمکا دیا نورِ سحر رنگِ شفق

دیکھے چمن میں برگِ گل آلودۂ شبنم جو گل
خجلت سے پانی ہو گیا نورِ سحر رنگِ شفق

ہے شوق کو بالیدگی ہے ربط کو چسپیدگی
کس رنگ ہوں ملکر جدا نورِ سحر رنگِ شفق

ساقی مئے عشرت سے بھر ساغر کہ ہے اس رنگ پر
آب و ہوا جائے فضا نورِ سحر رنگِ شفق

جشنِ بہادر شاہ ہے روزِ علو جاہ ہے
ہے اسلیے بہجت فزا نورِ سحر رنگِ شفق

وہ خسرو روشن گہر جسکو خجل ہوں دیکھکر
ماہ و ثریا و سہا نورِ سحر رنگِ شفق

اک صاف مطلع میں لکھوں اور وہ ثنا سنگ دون
ہو دیکھکر غرق حیا نورِ سحر رنگِ شفق

نطق شیرین سے ترے ہووے حلاوت گر عام ۔ کام مین خلق کے بورا ہو بجای بورق
ناتوانون کو جو دی زور حمایت تیری ۔ مارے لات اوڑ کے سر پیل دمان بچہ بق
کہتے ہین برق جہان جسکو وہ ہی اک دنا ۔ توپخانہ مین تری توپ پہ زرین بیرق
کوتہی جسپہ کرے کاہکشان کی بھی کمند ۔ وہ تری ہمت عالی کا ہی عالی جوسق
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت ۔ بوٹی اکسیر کی پیدا ہو بجاے سرتق
کرتا ادنی کو جو اعلی نہ ترا منصوبہ ۔ یاتا شطرنج مین فرزین کا نہ رتبہ بیذق
کرتا اک جست مین سیر ماہی گردون کا شکار ۔ طائر تیر ہوائی ترا مثل لقلق

قطعہ

ای شہ دادگرای خسرو انصاف پرست ۔ اللہ اللہ ری عدالت کا تری نظم و نسق
اتنا عالم مین حذر خون سے ہے خونخوارون کو ۔ خون فاسد کو بھی ہرگز نکرے نوش علق
پرتو افگن ہو اگر روشنی طبع تری ۔ ابرق آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو ابرق
مشتری ہی بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہے ۔ آفتاب ایک ترے گنجفہ کا گر ہی ورق
ابر ہے گرچہ مثال سمند نم دیدہ ۔ قطعہ ۔ گر تری برق غضب جہاڑدی اوسپر چقمق
تو شتابی سے بھی جل اوٹھے زیادہ وہ شتاب ۔ آگ لگجانی مین دیر اوسکے نہووے مطلق
تیری توسن مین وہ جلدی کہ اگر چھیڑدے تو ۔ یون وہ اوڑ جائے کہ جیسے سر آتش زیبق
شمس کو پہونچی تری ای سے یون شرق مین نور ۔ قطعہ ۔ تو ہو مغرب مین گرائے پر تو نور مطلق
جسطرح روشنی قلب سے اہل اشراق ۔ عرصہ دور سے شاگرد کو دیتے ہین سبق

آکے بالین پہ وہ طناز سراپا انداز | مجھسے یہ کہنے لگا کیون ہو تو غمگین ناحق
مژدۂ عید سے ہے گلشن عالم مین بہار | نغمۂ عیش سے ہے بزم جہان مین رونق
دوش پر سرو لب جو کی ہو اک سبز قبا | بر مین لالہ کی بھی گلشن مین ہو گلگون یلمق
جوش سبزہ سے ہو وہ فرش سر صحن چمن | کوئی مخمل اوسے کہتا ہے کوئی استبرق
باغ عالم مین ہو یہ جوش بہار عشرت | ٹپکے ہے نخل سے مستی مین ہمیشہ اوق
تو بھی کر تہنیت عید کا اوسکے سامان | کہ وہ ہو خسرو دین حامی دین برحق
وہ بہادر شہ غازی کہ دم معرکہ ہون | اوسکے تیرون کے ہدف اوسکی حسودون کے حدق
مدح اوسکی ہو مناسب تجھے بلکہ انسب | یعنے یہ وصف کے لائق ہو وہ بلکہ الیق
سنکے مین نے یہ لکھا مدح مین اوسکی مطلع | جسپہ تحسین کہین مجھکو لبید و عمق

مطلع ثانی

تو وہ ہو نائب ختم رسل ای سایۂ حق | کہ ترے سایہ مین ہو گلشن دین کو رونق

مطلع ثالث

ابر رحمت کا ہو سایہ ترا اے سایۂ حق | کیونکہ سایہ مین ترے ہو نہ جہان کو رونق
کس کا مقدور کہ سرتاب ترے حکم سے ہو | جو ترا امر ہے الحق جو کہے تو صدق
ذکر حق سے کوئی خالی نہین ترا ہو وہ دور | کرتا میخانہ مین ہو شیشۂ مے بھی حق حق
گر کرے نشو و نما نامیۂ فیض ترا | گل جو ہو شمع سی پیدا تو گلاب و زنبق
حرف ہیبت کا ترے کوئی زبان پر آیا | ہوگئی وقت کتابت جو زبان خامہ کی شق

وہ جبین ماہ مبین اوسپہ خطِ چین جبین
تھی وہ انگشت نبیؐ جسنے کیا ماہ کو شق

کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار
باندھکر کھینچ لے دل زلف مسلسل کی رہق

تیر انداز جو مژگان تو ادا دشنہ گزار
چشم ابلق تو نگہ ترک سوارِ ابلق

غمزہ و ناز و کرشمہ وہ بلا غارت گر
کہ نہ چھوڑین تنِ عشاق مین جان ایک رمق

سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار
ہونٹ گلبرگ دہن غنچہ او بینی زنبق

سرو قامت سے اگر اوسکی ہو طوبیٰ سرکش
راست ہان راست ہے یہ نخل طویل احمق

شکر آمیختہ بادام مقشر دندان
سیب فردوس زنخدان لبِ خندان فستق

کھلنا اوسکے دہنِ تنگ کا ایسا مشکل
جیسے دشوار ہو مفہوم کلامِ مغلق

مصحف روے کتابی کو جو دیکھو اوسکے
تو کہین صورتِ اخلاص بنا و مطلق

لوح رنگین سے نہ زیبا ہو بیاضِ گردن
تاکہ ہو سرخیِ شنجرف نہ خونِ ناحق

دست و بازو و بر و دوش عجب صبح بہار
پنجہ وہ پنجۂ خورشید و حنا رنگ شفق

سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا
ناف اِک عکس دُر اوسمین بجاے زورق

نازک ایسی کمر اوسکی کہ سمجھنا مشکل
جسطرح شعر خیالی مین ہو معنی ادق

ہے گران اوسپہ نزاکت سے نہ باندھے ہرگز
گر ہو تارِ نظر دیدۂ عنقا منطق

اوسکا زانو وہ مصفا کہ اگر دیکھے اوسے
آئینہ آب خجالت مین رہے مستغرق

کیا کہون ساق بلورین کی صفائی اوسکی
شمع گر دیکھے اوسے شرم سے آجائے عرق

قد جو گلبن تو وہ پانون کے حنائی ناخن
نیچے گلبن کے پڑے بکھرے ہوے گل کے ورق

تیری شمشیر کے آگے نہیں رکھتی ہرگز | مغربی تیغ مہ نو کی شہا رتبۂ داس

فیض تعلیم سے تیرے ہو جو منکر انسان | احمق الناس اوسے جانیے بلکہ نسناس

لوح تقدیر کے لکھے کو پڑھے حرف بحرف | تربیت سے تری اُمّی بھی ہو یہ حرف شناس

یوں ترا حاسد پر عیب ہے عالم میں حقیر | اسپ بدفال کوئی جیسے میان نخاس

دیکھے آہو کو جو ضیغم تو وہیں عدل ترا | ڈھانکدے آنکھونکو اوسکی روش گاؤ خراس

ترے ہے خورشید کے طالع کہ شعاع خورشید | دم تزئین تری گھوڑی پہ لگے جای قطاس

ایسا چالاک کہ اس طرح سے اوڑ جاتا ہے | جسطرح عاشق دلباختہ کے ہوش و حواس

پہونچے اوس رخش فلک سیر زمین پیما کو | نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس

تیرا ہاتھی ہے فلک کاہکشان ہے خرطوم | کان دونوں مہ و خور دُم ہے ذنب سر ہے راس

ذنب و راس وہ جنسے ہوں سیہ بخت عدو | ماہ و خور وہ کہ ہوا خواہ ہوں روشن الفاس

ق رنگ ہاتھی کا سیہ اور وہ دانت اوسکی سفید | کہتا ہے دیکھکے یہ ظلمت و نور اپنا قیاس

طرفہ صنعت سے لپیٹا ہے شب یلدا نے | صفحۂ صبح منور کو مثال قرطاس

ختم کرتا ہے سخن ذوق دعا پر اس طرح | تا ہوں دریا میں گہر کان میں پیدا الماس

توشۂ بحر و برا ے شاہ سکندر فر ہو | دے خدا عمر خضر تجھکو حیات الیاس

عید ہر سال ہو فرخ تجھے با عیش و نشاط | تو ہمیشہ رہے خوش اور ترا بدخواہ اوداس

قصیدۂ ششم

ایک خورشید لقا طرفہ جوان ارشق | تاب رخسار فلق سرخی رخسار شفق

میں یہ کہتا ہی تھا جو دل نے مرے مجھسے کہا | توبہ کر توبہ نکر اتنی زیادہ بکواس
ایسی مُردار بد افعال کا تو نام نہ لے | حامیِ شرع ہے وہ پادشہِ پاک انفاس
شاہ دیندار بہادر شہِ غازی جسنے | خانۂ توبہ و تقوے کو کیا محکم اساس
عہد میں اوسکی ہو گر مرتکبِ مے کوئی | کرے ہر قطرہ کلیجے میں خراشِ الماس
مے اگر آبِ بقا بھی ہو تو ہو وہ زہرِ آب | جسکے پینے سے ہو جینے ہی سے مےخوار کو یاس
دھووے اس عہد میں گر زخم کو مے سے جراح | تو رہے حشر تلک سوزش و درد و آماس
کہتے اس آبِ شر انگیز کو ہیں آج بشر | کہ یہ روغن ہے سرِ آتشِ شرِ خناس
تا نہ باقی رہے مے اور نہ مے میں مستی | توڑتا سنگِ نمک سے ہے وہ شیشے کا گلاس
احتساب اوسکا جو دے سنگ پہ شیشے کو ٹپک | تو صدا ہو نہ بلند اوس سے بجز حمد و سپاس
مدحِ حاضر میں پڑھوں اوسکی کوئی مطلع میں | کہ سخن فہم و سخنور کا ہے وہ قدر شناس

مطلع ثانی

نطقِ شیریں وہ ترا شہد کہ ہر درد کو راس | شان میں جسکی شہا فیہ شفاء للناس
ہندوِ زلف کی ہے پاس بہ مصحفِ رخ | عہد میں تیرے ہے کافر کو بھی اسلام کا پاس
سو سیاہی ہو حمایت تری حق میں اوسکی | سخت گیری سے فلک توڑے کسی کی گر آس
بوٹی اکسیر کی اور پارس اگر ہاتھ آئے | بل بے ہمت تری نزدیک ہے پتھر وہ گھاس
چمنِ دہر میں ہے نرگس بھی تری بخشش سے | رکھتی اک کاسۂ زریں ہے اور اک سیمیں طاس
کیا عجب فیض سے گر ابرِ کرم کے تیرے | بیدِ مجنوں میں ہو پیدا ثمرِ سیب و گلاس

قصیدۂ پنجم

ہے وہ جاندار وہ مے نافعِ اعضاء و حواس — کہ دلِ مُردہ ہو زندہ تنِ بیحس حساس

قطرۂ مے سے ترقی حواسِ خمسہ — یون ہو جسطرح کہ اک نقطہ سی ہون پانچ پچاس

ہووے اس روغنِ کبریت سے مثلِ زرِ سُرخ — رنگ رخسار جو کلفت سی ہو ہم رنگ نحاس

خشک مغزونکو جو ہو بوے گلاب اسکی بو — تر دماغ اتنا ہو دم لینے نہ دی فرطِ عطاس

قلب ماہیت اگر اس سے نہ بالکل ہو تو کیون — قلبِ انسان مین تھوڑے سے مبدل ہو ہراس

اوسکی دولت سی عجب کیا دلِ مفلس ہو غنی — کہ یہ ہی شربتِ دینار علاجِ افلاس

دیوے ساقی جسے اک جام وہ دیکھ کے کہے — آج جو پاس ہے میری نہین جمشید کے پاس

اللہ اللہ رے تری مستی و بالا دستی — شب کہے مست کہ گر کوئی گردون ہے مساس

سلسبیل آ کے اگر خلد سے ہو آبِ سبیل — کہے مے نوش کہ بجھتی ہے کوئی اوس سے پیاس

زندگانی سے ہے مقصود شراب و ساقی — اور باقی تو ہے سب وہم و خیال و وسواس

زندگی چند نفس ہے کہو ساقی سے کہ تو — ق — پاس کر عیش کا کیا کرتا ہے پاسِ انفاس

بیٹھ گوشے مین نہ تو چھوڑ کے اس جلسے کو — دیکھ رندان خرابات نشین کا اجلاس

مے نہین برقعِ مینا مین مگر جلوہ فروز — کوئی خورشید لقا ہے شفقی رنگ لباس

اے خنک دل کبھی تو اس سے ہو سرگرم نشاط — غم کو جا دل مین نہ دے جیکو نہ رکھ اپنا اوداس

دل جو گھر غم کا ہو گیا اوسمین ہو سرمایۂ عیش — وہ مثل ہے کہ کہان گھونسلے مین چیل کے ماس

دل پر وسوسہ کی ہوتی ہے مے سے داشد — کھلتا ہے ہاتھ سے ساقی کے یہ قفلِ وسواس

لیکے خرطوم مین جو آب ہو وہ قطرہ فشان
دیوے جون ابر بہاران ابھی برسا گوہر

ہے ترے قطرۂ پیکان سے دمِ بارشِ تیر
جگرِ چاک عدو مین صدف آسا گوہر

تیرا نیزہ ہے وہ طائر کہ عوض دانہ کے
مُہرۂ پشت سے دشمن کی ہے چنتا گوہر

شعلۂ برق غضب سے ترے شاہا تہِ آب
شکلِ مریخ ہے اک سرخ ستارا گوہر

مہرداروں مین تری ایک ہے ناچیز عقیق
آبداروں مین ترے ایک ہے ادنا گوہر

گرچہ گردون کیطرح سے وہ باآوازہ مہیب
جوہری جسکو کہ بتلائے ہے گرجا گوہر

ہو ترا کلکِ کرم جبکہ شہا گوہر بار
جیمِ محتاج کے دامن مین ہو نقطا گوہر

نقطۂ قافِ قلم سے جو ہو تیرے ہمسر
قاف تک قاف سے ہو بیضۂ عنقا گوہر

سینہ صافی سے تری ہووے صفا ایسی عام
دلِ کافر مین بھی ہو خالِ سویدا گوہر

ہو جو روشنگرِ عالم ترا نورِ دانش
موے چینی مین پرو یا کرے اعمیٰ گوہر

خسروا مین جو کہون سب ترے اوصاف کو
تو سدا مُنہ سے مرے پھول جھڑین یا گوہر

ذوقؔ کرتا ہے دعا یہ پر اب ختمِ سخن
تاکہ ہو سنگ سے لعل آب سے پیدا گوہر

تا رہے پنجۂ خورشید پہ ہر روز طلا
تا گرہ مین رکھے شب عقدِ ثریا گوہر

دانۂ انجم گردون سے پروئے جبتک
رشتۂ کاہکشان مین شبِ یلدا گوہر

جبتلک جوشِ بہاران سے ہوائے دمِ صبح
ٹانکے شبنم سے سرِ دامنِ صحرا گوہر

ہر برس جشن ترا تجکو مبارک ہووے
برسین نیسانِ کرم سے تری شاہا گوہر

دوستون کو ہو ترے گنج گہر روز نصیب
ہو نہ جز اشک سرِ دامنِ اعدا گوہر

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم
موتیا مین عوض غنچہ ہو پیدا گوہر

ماہ کہنے کے لیئے ہو نہ کہ گہنے کے لیئے
تیرے گہنے کا کہون کیا اوسے زیبا گوہر

دُر فشانی سے تری اتنے گہر ہین ارزان
لکھتے ہین نسخۂ مفلس مین اطبا گوہر

قطعہ

عکس سے نیّر اقبال کے دریا مین ترے
اے محیط کرم و جود کے یکتا گوہر

آب گوہر ہو تہ آب یہ اعجاز نما
کف دریا کو بنائے ید بیضا گوہر

کوہ کا زہرہ کرے آب تری ہیبت عدل
گر یہ سُن پائے کہین سنگ نے توڑا گوہر

طبع نازک پہ تری بار گہر ہو جو گران
پوست بیضۂ ماہی سے ہو ہلکا گوہر

آب دریاے کرم سے جو ہو تیری سیراب
ابر مُردہ سے برسنے لگین کیا کیا گوہر

آج محفل مین تری وہ گہر افشانی ہے
لگن شمع مین ہین آنسو ونکی جا گوہر

دست فرّاش مین جاروب ہے ریش فرعون
فرش پر تیلیون مین اولجھے جو صدہا گوہر

تیرے دوران حفاظت مین کہان رنج و گزند
حق مین بیمار کے تبخالہ ہے لب کا گوہر

افعی زلف کے کاٹے کو ہے جون مہرۂ مار
گوش خوبان مین نہین زلف سمن سا گوہر

سینہ صافی کا تری ایک ہی نقشہ دریا
دل روشن کا ترے ایک نمونہ گوہر

نقرئی خنگ ترا ایسا برنگ شفاف
روبرو جسکی صفائی کے ہو میلا گوہر

غرق دریاے جواہر مین ہے وہ کوہ گران
کہ ہے مہندی کے جگہ لعل بسینا گوہر

پیل تیرا ہے بلندی مین فلک سے افزون
جھول مین جسکی ہین انجم سے زیادہ گوہر

پہونچے گر گوش صدف تک یہ نوید عشرت
اتنا بالیدہ بخود ہو کہ ہو مینا گوہر

کہتا ہی قطرۂ نیسان بھی کہ اس دور مین کاش
ہوتا مین دانۂ انگور نہوتا گوہر

جدول آب مین کثرت سے حبابونکی بھرے
مانگ مین مثل بت خویشتن آرا گوہر

ٹوٹتا ہی کشمکش عیش سے جو صبح کا ہار
بکھرے شبنم سے ہین گلزار مین کیا کیا گوہر

گل شگفتہ مین یہ قطرۂ باران سے بہا
بھر دیے دُرج یاقوت مین گویا گوہر

موج گوہر مین بھی ہے طرز تبسم پیدا
کوئی دم مین روش غنچہ ہنسیگا گوہر

رخ گلرنگ پہ ساقی کے عرق کا قطرہ
کیا تماشا ہی کہ بنجائے ہی مونگا گوہر

قطرۂ آب لطافت سے ہے ٹپکا پڑتا
گوش خوبان سمن بر مین مصفا گوہر

مدح حاضر مین کرون مین کوئی مطلع تحریر
آج ہے خامہ مرا منہہ سے اوگلتا گوہر

مطلع ثانی

آج وہ دن ہی کہ اے خسرو والا گوہر
کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر

بحر و بر مین ہی شہا تیرے مہیا نثار
سیم سے زر تلک اور لعل سے لیتا گوہر

ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز
ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر

مشتری کہتے ہین جسکو وہ اوٹھا لایا چرخ
ٹوٹ کر جو ترے ثمرن سے گرا تھا گوہر

صبح اقبال وسعادت کا ستارہ چمکا
جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر

تیرا آویزۂ سرپیچ کا اے قبلۂ خلق
صاف قندیل در مسجد اقصا گوہر

حلب خلق مین ہی سینہ ترا آئینہ
عدن علم مین ہی قلب مصفا گوہر

غیر پُر مایہ نہ کم مایہ سے ہو ضبط ہوس — بہگیا ژالہ ہوا لگ کے نہ پگھلا گوہر
جوہرِ خوب کو درکار ہی آرائش خوب — خوب تو آب کی خوبی سے ہی ٹھہرا گوہر
سرکشی کرتی ہین ہم مغز نہ پر مغزِ وقار — جز حباب آب سے سر کھینچے نہ بالا گوہر
ربط نا چیز سے کرتے ہین کوئی پاک نہاد — ہو نہ ہمصحبتِ تارِ رگِ خارا گوہر
دلخراش اور ہی طاقت دہِ دل ہی کچھ اور — کہ نہ گوہر کبھی ہیرا ہو نہ ہیرا گوہر
فیض کو عالم بالا کی ہی شرط استعداد — قطرہ یکجا ہے طباشیر ہے یکجا گوہر
صدق اور کذب پر ہر نکتہ کی ہی شرط نظر — کور کیا جانے یہ سچا ہے کہ جھوٹا گوہر
صاف باطن کی ہو جب قدر کہ ظاہر ہو درست — ہول بھی ٹوٹ گیا صاف جو ٹوٹا گوہر
ہوتی غربت مین اگر قدر نہ خوش جوہر کی — تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر
خلشِ خارِ جنون سے ہی پروتا کیا کیا — ہر قدم پر قدمِ آبلہ فرسا گوہر
دلِ عاشق مین کرے کیونکہ نہ آنسو سوراخ — اِسی الماس سے جاتا ہی یہ بیدھا گوہر
ذوق موقوف کر انداز غزلخوانی کو — ڈھونڈھ اِس بحر مین اب تو کوئی اچھا گوہر
غوطہ دریاے سخن مین ہی لگانا بہتر — آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر
اثرِ مدح سے اوس خسروِ دریا دل کے — کر سخن قابلِ گوشِ دلِ دانا گوہر
وہ بہادر شہِ غازی کہ برنگ نیسان — روز برسائی ہے ابرِ کرم اوسکا گوہر
جشن سے اوسکے ہی اک فیض کا دریا جاری — بہتے پھرتے ہین برنگ کفِ دریا گوہر
زیور آرا ہون اگر آج چمن مین گل سرد — بیضۂ قمری و بلبل ہون عجب کیا گوہر

زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے | تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

قطعہ

بچشم مہر اگر تیرا نیر اقبال | کرے نگاہ سر آب جو و آب غدیر

تو فلس فلس سے ہو ماہیوں کے وقت شکار | نگین دست سلیمان بدست ماہی گیر

نہ ہے ثنا کے لیئے تیرے اختتام و تمام | نہ ہے دعا کے لیئے تیری انتہا و اخیر

مگر یہ ذوق ثنا سنج و مدح خوان تیرا | غلام پیر کہن سال اک فقیر حقیر

کرے ہے دل سے دعا یہ سدا فقیرانہ | سنا ہو جسسے کہ رحم خدا دعائے فقیر

الٰہی آپ پہ تا ہو زمین زمین کو ثبات | زمین پہ تا ہو فلک اور فلک کو ہو تدویر

فلک پہ چھوڑے نہ تا دامن مسیح حیات | زمین پہ خضر کی تا ہو فنا نہ دامنگیر

عطا کرے تجھے عالم مین قادر قیوم | بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر

تن قوی و مزاج صحیح و عمر طویل | سپاہ وافر و ملک وسیع و گنج خطیر

قصیدہ چہارم

ہین مرے آبلۂ دل کے تماشا گوہر | اک گہر ٹوٹے تو ہون کتنے ہی پیدا گوہر

نظر خلق سے چھپ سکتے نہین اہل صفا | تہ دریا سے بھی جا ڈھونڈھ نکالا گوہر

نہ رزق تو در خور خواہش ہے پہونچا سبکو | مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر

پاک دنیا سے ہین دنیا مین ہین گو پاک سرشت | غرق ہے آب مین پر تر نہین اصلا گوہر

ہے دلی صاف کو عزلت مین بھی گردون سے غبار | گرد آلود یتیمی ہوا تنہا گوہر

کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی شناخت | کہ پرکھتا نہین جز دیدۂ بینا گوہر

جو ہے خدنگ کا تیرے نشانہ چشم حسود — تو ہے تفنگ کا تیری دل عدو نخچیر
ترے نہیب سے ہون شکل فلس ماہی الگ — کرین نہ حلقۂ جوہر رفاقت شمشیر
جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے — طلب مین جان عدو کی روان قضا کا سفیر

قطعہ

ترے ہی خامۂ طغرا نگار مین یہ زور — قطعہ — جو کھینچے ایک روش خط منحنی وہ لکیر
تو اوس سے ایسی ہون اشکال ہندسی پیدا — مٹا دے دیکھکے اُقلیدس اپنی سب تحریر
وہ روشنی ترے خط مین کہ ابن مقلہ اگر — قطعہ — لگائے آنکھون سے سُرمے کی جا تری تحریر
تو ہو یہ نور بصارت کہ پڑھ لے حرف بحرف — جو ہووے لوح جبین پر نوشتۂ تقدیر
رقم مین گر ترے اوصاف کی قصور کرے — زبان خامہ عطارد کی ناک مین دے تیر
ترا سمند ہے وہ تیز رو کہ وقت خرام — قطعہ — نظر ہو دیدۂ زرقا کی بھی نہ اوسکا نظیر
کہ سیرگاہ دو عالم ہے راہ اک روزہ — اور اوسکا شرق سے تا غرب عرصۂ گام مسیر
ترے جو فیل کی تعریف خسروا لکھون — کرون حکایت شیرین و کوہکن تحریر
کہ فیل کوہ کجک تیشہ فیلبان فرہاد — وہ دونون دانت صفا ایک ایک جوی شیر
چلے نہ اشرفی آفتاب عالم مین — قطعہ — خط شعاع سے اوسپہ جو یہ نہو تحریر
ابو ظفر شہ والا گہر بہادر شاہ — سراج دین نبی سایۂ خدائے قدیر
شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ — خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر
جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع — فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر

پڑھوں ثنا مین تری اب وہ مطلع روشن ۔۔۔ کہ جسکا مطلع خورشید بھی نہو دے نظیر

مطلع ثالث

شہنشہ ہے وہ تری روشنی رائے منیر ۔۔۔ عقول عشرہ کے انوار جسکے عشر عشیر

جو ہو نہ تابع امر تشاوروا فی الامر ۔۔۔ تو عقل کل کو کرے تو نہ ہرگز اپنا مشیر

جو ہین نکات و معانی بشر کی فہم سے دور ۔۔۔ وہ تیرے ذہن مین موجود سب قلیل و کثیر

اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظہ مین تو یہ ۔۔۔ نہ اپنا یاد ہے احسان نہ اور کی تقصیر

جلا ہے گر متعلق تری نگاہ کے ساتھ ۔۔۔ تو ہے ضمیر کی جانب تری صفا کی ضمیر

ترا تو سینہ بھی یون ہے داخل حسنات ۔۔۔ کہ جیسے صحبت اصحاب کہف مین قطمیر

کرے ہے سلب تغیر کو ذات حادث سے ۔۔۔ زمانہ عدل سے تیرے یہ اعتدال پذیر

مجال کیا کہ ترے عہد مین شرر کی طرح ۔۔۔ اوٹھائین سر کو شرارت سے سرکشان شریر

ہوا مین آکے جو کرتا ہے سرکشی شعلہ ۔۔۔ تو چٹکیان دل آتش مین لے ہے آتشگیر

ترے نسق سے جو بالکل رہی نہ خونریزی ۔۔۔ لڑائیون مین کہین پھوٹتی نہین نکسیر

جو پہونچے بتکدہ مین تیرا شور دینداری ۔۔۔ بلند نالۂ ناقوس سے بھی ہو تکبیر

کیا یہ کفر کو اسلام نے ترے معدوم ۔۔۔ کہ کوئی زلف بتان پر نکر سکے تکفیر

جہان مین چشم سیہ مست کا ہو یہ رنگ ۔۔۔ ق ۔۔۔ جو سرکشون کو ترا احتساب دے تعزیر

پڑے گلے مین رسن خط سرمہ سے اوسکی ۔۔۔ رہے مدام وہ گردش مین از پئے تشہیر

وہ برق قہر خدا تیری تیغ آتش دم ۔۔۔ کہ جسکی آنچ ترے دشمنون کو نار سعیر

تو موئے کاسۂ چینی کو چارہ ساز قضا
نکالے کاسۂ چینی سے مثل موئے خمیر

کھجائے سر جو کبھی مفسدان سرکش کا
علاج خارش سر ہو بناخن شمشیر

بنا ہے نقش شفا خانۂ ہزار شفا
ہر ایک خانۂ تعویذ صاحب تکسیر

ہر ایک اسم عزیمت مین اسم اعظم ہے
ہر ایک نسخہ شفا مین ہے نسخۂ اکسیر

رہا نہ کوئی گرفتار رنج عالم مین
چھٹے جو تیرے تصدق مین مجرمان اسیر

شہا ہے دم سے ترے زندگانیِ عالم
یہ تیرا دم ہے وہ اعجاز عیسوی تاثیر

مثال خضر تو اے رہنمائے ملت و دین
جہان مین پیر ہو پر ہو کرامتون سے پیر

تو وہ ہے حامیِ دنیا و دین زمانہ مین
کہ تجھسے زیب ہے دنیا کو دین کو توقیر

کیا شہان سلف نے سخر ایک جہان
کیئے ہین تو نے شہنشاہ دو جہان تسخیر

سحر سے شام تلک ترے زرفشان ہے پنجۂ مہر
نثار کرتا ہے ہر روز ایک گنج خطیر

فلک پہ کرتا ہے ہر شب ادا جو سجدۂ شکر
نشان سجدہ ہے زیب جبین ماہ منیر

یہ روز بہ سے ترے ہے جوان جہان کہ سن
کہے نہ کوئی دوشنبہ کو بھی جہان مین پیر

قطعہ

حیات بخش جہان تیرا مژدۂ صحت
جو بخشے خلق کو عمر طویل و عیش کثیر

ہزارون سال بہر ہر صدی نکال کی دانت
ہنسین اجل پہ جوانون کی طرح مردم پیر

جہان کو یون تری صحت کی ساتھ ہے صحت
صحیح جیسے کہ قرآن ہو مع تفسیر

یہ وہ خوشی ہے کہ فربہ ہون جس سے روز بروز
ہلال بست و نہم کی طرح بدن نگے حقیر

جہات ستہ سے بزم جہان ہی وسعت خواہ	کہ ہی ہجوم نشاط و سرور و جم غفیر
زمانہ دشمن عشرت کا اسقدر قاتل	مہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمشیر
ہوا ہے مدرسہ یہ بزمگاہ عیش و طرب	کہ شمس بازغہ کی جا پڑھے ہین بدر منیر
اگر پیالہ ہی صغریٰ تو ہے سبو کبریٰ	نتیجہ یہ ہے کہ سرمست ہین صغیر و کبیر
زمین میکدہ یہ خندۂ نشاط انگیز	کہ لائے مے سے ہو دیوار قہقہہ تعمیر
دیا ہی رنج کو دھو تیرے غسل صحت نے	ضمیر خلق سے ای بادشاہ پاک ضمیر
عجب نہین یہ ہوا سے کہ شکل نبض صحیح	کرے اگر حرکت موج چشمۂ تصویر
شہنشہا ترے یمن شفاے کامل سے	جو لاعلاج مرض تھے وہ ہین علاج پذیر
کہ چوب گل کو اگر مارین بید مجنون پر	ق تو صورت بشر ہو شمند خوش تقریر
اشارہ فہم ہوا ایسا کہ وہ بیان کرے	زبان برگ سی گونگو نکے خواب کی تعبیر
جو میل کحل بصارت ہو کلک خط غبار	تو چشم دائرۂ عین بھی ہو چشم بصیر
نہ موج مے کو ہو پیچش نہ شیشہ لے ہچکی	گئی جہان سے ہے یہ بیماری فراق و زحیر
نہ برق کو تپ لرزہ نہ ابر کو ہو زکام	نہ آب مین ہو رطوبت نہ خاک مین تبخیر
بدل گئی ہے حلاوت سے تلخی دارد	شراب تلخ بھی ہو میکشون کو شکر و شیر
قوی ہے قوت تاثیر سے دوای طبیب	غنی قبول کی دولت سے ہے دعای فقیر

قطعہ

شکست دلکو ترے یمن تندرستی سے	کرے درست اگر مومیائی تدبیر

نہ خار دشت ہی نرمی مین خواب مخمل ہی
ہر ایک تار رگِ سنگ بھی ہے تارِ حریر

ہوا مین ہی یہ طراوت کہ دود گلخن بھی
برستا اوٹھے ہی آتش سے مثل ابر مطیر

یہ آیا جوش مین بارانِ رحمتِ باری
کہ سنگ سنگ مین سنگِ یدہ کی ہی تاثیر

ہر ایک خار ہی گل ہر گل ایک ساغر عیش
ہر ایک دشت چمن ہر چمن بہشت نظیر

ہر ایک قطرۂ شبنم گہر کی طرح خوش آب
ہر اک گہر گہر شب چراغ پر تنویر

کرے ہی صبح شکر خندہ اس مزی کے ساتھ
کہ جس طرح بہم آمیختہ ہون شکر و شیر

سنوارتی ہی جو شام اپنی زلف مشکین کو
سواد مشکِ ختن پر ہین لاکھ آہو گیر

نہالِ شمع سے ہر شب جنے گلِ شبو
بہار عیش ہین گلچین کی طرح سے گلگیر

ہنسے چراغ تو ایسی ہنسی مین پھول جھڑین
حیا سے رنگ گل آفتاب ہو تغییر

رہے ہی چرخ پہ ہر صبح جون صبوحی کش
باین درازی رشتۂ آفتاب ساغر گیر

عجب نہین ہی کہ آرائشِ زمانہ سے
حنائی پنجہ ہون تاک و چنار و بید انجیر

چمن مین ہی یہ درختان سبز پر جوبن
کہ زہر کھاتے ہین سبزانِ خطۂ کشمیر

نہ کیونکہ دیکھ کے گلشن کو یہ پڑھون مطلع
کہ آئے ہی نظر اک قدرتِ خدای قدیر

مطلع ثانی

ظہور نرگس و گل جلوۂ سمیع و بصیر
نسیم نکہت گل اظہر و لطیف و خبیر

شمیم عیش سے ہے یہ زمانہ عطر آگین
کہ قرص عنبر اگر ہی زمین تو گرد عبیر

حمل سے حوت تلک جا بجا ہین تصویرین
بنا ہے عالم بالا بھی عالم تصویر

شش جہت پر ہی جو غالب ترا سرپنجۂ امن
فتنے کو اوٹھنے مین جو بن نہ دہی کیا یک شش پنج

نہ بجھے آب سے آتش نہ خس آتش سے جلے
ایک سے ایک موافق کہ مرنجان و مرنج

ترے منصوبہ کی تابع ہین سب احکام نجوم
صفحۂ تقویم کا گویا ہے بساطِ شطرنج

لایا ہے معنیٔ رنگین سی یہ لعل خوش رنگ
ذوق جو مدح وثنا مین ہی تری گوہر سنج

خسروا ہوتا ہی اس رنگ سی معلوم یہ رنگ
رنگ نوروز جو ہی اسکی برنگ نارنج

بزم رنگین مین تری رنگ طرب ہو ہر روز
اور تری خاطر اقدس پہ کبھی آئے نہ رنج

قصیدۂ سوم

زہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر
عیان ہو خامے سے تحریر نغمہ جای صریر

زبان سے ذکر اگر چھیڑیے تو پیدا ہو
نفس کے تار سے آواز خوشتر از بم وزیر

ہوا یہ باغ جہان مین شگفتگی کا جوش
کلید قفل دل تنگ و خاطر دلگیر

کرے ہے وا لبِ غنچہ در ہزار سخن
چمن مین موج تبسم کی کھولکر زنجیر

کچھ انبساط ہو لے چمن سے دور نہین
جو وا ہو غنچۂ منقار بلبل تصویر

قفس مین بیضہ کی بھی شوق نغمہ سنجی سے
عجب نہین کہ ہو مرغِ چمن بلند صفیر

اثر سے باد بہاری کے لہلہاتے ہین
زمین پہ ہمسر سنبل ہی موج نقش حصیر

نکل کے سنگ سی گر ہو شرارہ تخم فشان
تو سبز فیض ہوا سے ہو وہ برنگ شعیر

زمین پہ گرتے ہی لے آئے دانہ برگ وثمر
جو ٹوٹے ہاتھ سے زاہد کے سبحۂ تزویر

ہوا پہ دوڑتا ہے اس طرح سے ابر سیاہ
کہ جیسے جائے کوئی فیل مست بے زنجیر

عہد میں تیرے عجب کیا ہے سرِ داغِ دلِ شمع — شعلہ میں مرہم کافور کی ہو خاصیت

پنجۂ گربہ سرِ بچۂ موش و گلِ مشک — ہے حمایت سے تری مایہ کا دستِ شفقت

دورِ انصاف میں گر تیرے ہو کشتہ سیماب — تو بلا شبہہ پڑے دینی مہوّس کو دیت

دیا اللہ نے وہ قلبِ مصفّا تجھ کو — اے شہنشاہ صفا ذہن و سراپا صفوت

فردِ تفصیل جو انجم ہے رخِ حاجتمند — عرض حاجت کی نہیں سامنے تیرے حاجت

عید کو دیکھ ترے ساتھ خلائق کا ہجوم — کہے عارف کہ یہ کثرت میں ہے ظاہر وحدت

لکھے گر خامہ ترا وصفِ شمیمِ اخلاق — تو ہر اک نقطہ ہو اک نافۂ مشکِ تبت

منتہی ہوں نہ کبھی تیرے صفاتِ نیکو — گر بیاں کیجیے تا حشر صفت بعد صفت

ذوق کرتا ہے دعا یہ اب ختم سخن — کہ زباں کو ہے نہ یارا نہ قلم کو طاقت

عید ہر سال مبارک ہو تجھے عالم میں — باشکوہ و حشم و جاہ بعمر و صحت

خیر خواہوں کے ترے چہرہ پہ ہو رنگِ نشاط — اور بدخواہوں کے رخسار پہ اشکِ حسرت

قطعہ در تہنیت جشن نوروز

خسروا سنکے ترا مژدۂ جشن نوروز — آج ہے بلبلِ تصویر تلک زمزمہ سنج

خبرِ عیش تری دے ہے چمن کو جاکر — زرِ گل پیکِ صبا پائے نہ کیونکر پارنج

بادۂ جوشِ جوانی کی ہے گویا اک موج — تنِ پیرانِ کہن سال پہ ہر چین شکنج

چند قطرے سے ہیں شبنم کے وہ بلکہ کمتر — آگے ہمت کے تری گوہرِ شہوار کے گنج

حسنِ نیت سے ہے تو یوسفِ مصرِ بخشش — دستِ حاتم میں بجا ہے کہ جو دیں تیغ ترنج

تجھسے راضی ہی خدا اور خدا کا محبوب | تیرا حامی ہی نبی اور نبی کی عترت
عزم کو ہی ترے ہر عزم مین عزم بالجزم | قصد کو تیرے ہی ہر قصد مین قصد سبقت
قوت روح ملائک چمن قدس مین ہو | ذات قدسی کا ترے عطر قبای عفت
کیا اللہ نے جب تجھسا ولی نعمت خلق | کیونکہ واجب نہ خلائق پہ ہو شکر نعمت
نطق شیرین سے ترے نام حلاوت ہو اگر | ثمر تلخ ہو حنظل کا سبو سے شربت
شوکت عقرب جرارہ کے مانند ہے | دل حاسد مین خلشگر ترا رشک شوکت
روش شیشہ ہر اک سنگ ہو ریزہ ریزہ | پڑے البرز پہ گر گرز کی تیرے ضربت
سر کشف جو دار چھپاتا ہے فلک زیر سپر | کیا غضب ہی تری شمشیر غضب کی ہیبت
آئے طوفان جو ترے قہر کا طغیانی پر | کشتی نوح بھی اعدا کو ہو گرداب صفت
وہ تری تیغ کی برش ہی کہ جسکا سایہ | کردے اکدم مین ہیولی سے مفارق صورت
تیر ابد خواہ رہے حرز سے یا تنگ محروم | دین نہ تعویذ اوسے تا بہ نشان تربت
آسیا وار پھرے کیون نہ فلک گرد زمین | تیری توسن کے جو کاوی کی اوڑ جائی کدورت
کیا ترے فیل کے اوصاف لکھون مین کہ وہ ہے | ابر رفتار و جبل پیکر و گردون رفعت
اوسکی خرطوم ہے گر طرہ لیلی کے مثال | تو ہین دندان بھی ساعد سیمین کی صفت
کیا عجب گر ہو تپ لرزہ ہیبت سے ترے | عصبان کی طرح رگ سنگ مین پیدا رعشت
آب باران کرم ہے وہ ترا شربت خضر | بہر کے لئے ہے تو افیون مین ہو سمیت
عدل کے خط دو دیتا نہین نقطہ کوئی | عدل سے تیرے جو ٹوٹی ہی رم رشوت

سنتے ہی مین نے بھی وہ مطلع روشن لکھا	مطلع صبح کو ہو سامنے جسکے خجلت

مطلع رابع

مصحف رخ ترا اے سایۂ رب العزت	کھولدے یعنے اتممت علیکم نعمت
تیرا دروازۂ دولت ہے مقام امید	تیرا دیوان عدالت ہے محل عبرت
تیرا احسان بہار چمن صد رونق	تیری نیت چمن آرا سے ہزار امنیت
تیرے عشرتکدہ مین بار کسے غیر نشاط	تیرے خلوتکدہ مین دخل کسے جز طاعت
صفحۂ علم پہ برجیس سے تو ہم زانو	حجلۂ عیش مین ناہید سے تو ہم صحبت
ماہ نو ایک فلک پر ترے نوپردون مین	نو فلک نوکرون مین تیری قدیم الخدمت
کیسۂ گوہر انجم ترا صرف انعام	طاقۂ اطلس گردون ترا وقف خلعت
نیت نیک تری آئینۂ حسن عمل	عمل خیر ترا جلوۂ حسن نیت
ذہن عالی ہے ترا طائر شاخ سدرہ	طبع رنگین تری گلچین ریاض جنت
ترا افضال جہانکے لیئے برہان کرم	ترا اکرام زمانے کو دلیل رحمت
علم ظاہر سے ہی یکسان تجھے دور و نزدیک	نور باطن سے برابر ہی حضور و غیبت
ذہن صافی ہی ترا پردہ در معنی غیب	موشگافی ہے تری کوہ شگاف دقت
عقل مین شمس ہی تو علم مین کان گوہر	فضل مین کعبہ ہی تو حلم مین کوہ رحمت
تیری تدبیر طراز دفتر ہوش و فرہنگ	تیری شمشیر طراز جوہر فتح و نصرت
دعوت صدق پہ لائی تری ایمان تصدیق	دست ہمت پہ کری تیری سخاوت بیعت

لیکے انگڑائی کہین ہنسنے لگی رام کلی
اوٹھی ملتی ہوئی آنکھونکو کہین اپنی للت

چشم سرمست مئی ناز مین کاجل پھیلا
لب میگون پہ مسی کی پڑی پھیکی رنگت

بے نمک آیا نظر حسن مہ و انجم چرخ
ہوگیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت

چونکے مرغ سحری عرش سے آواز خروس
ہوگئی خواب کو آوازہ کوس رحلت

باغ عالم مین ہین مرغان اولی اجنحہ تک
مثل مرغان سحر نغمہ طراز عشرت

دی ہے مسجد مین موذن نے اذان بہر نماز
باوضو ہوکے نمازی نے ہے باندھی نیت

ہوئی بتخانہ سے ناقوس کی پیدا آواز
چلے جمنا کو برہمن کوئی لیکر مورت

اوٹھے میخوار صبوحی کے لئے لیکے سبو
کہ عداوت ہے اگر کیجیے ترک عادت

اک طرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند
ایک جانب سے لگی آنے صداے نوبت

سحر عید ہے کہ عید کا سامان نشاط
روز شادی کی ہے آمد شب غم کی رخصت

آج وہ دن ہے کہ آغوش مین لیکر تجھ کو
کہے طوبیٰ لک ہر شاہد طوبیٰ قامت

اب ہین بیدار ترے بخت مددگار نصیب
اب قوی ہین ترے طالع تری یاور قسمت

فکر کر تہنیت عید کا اوس شاہ کی تو
دور مین جسکے ہے ہر صبح صباح دولت

وہ شہنشاہ و بہادر شہ کسریٰ انصاف
خسرو جم خدم و دادور دارا حشمت

قوت ملت و دین قامع کفر و الحاد
حامی شرع نبی ماحی شرک و بدعت

حکم شرعی سے کہے طلب وہ سبحۂ شوق
مرد مجذوب ہے گر ترک ہو ستر عورت

کون اوسکا نہین وصاف صفات نیکو
کون اوسکا نہین سرگرم ثنا و مدحت

گو ریاضی مین ہی صناع اگر بخت ہین بد — نقشِ باطل ہی تری شکل وہ جسمین صنعت

کیا ہوا جانا اگر مسئلۂ بیر و منار — پستیِ بخت سے گر تجھکو نہین ہی رفعت

کام تقویم نہ آئے نہ ترے اصطرلاب — طالعِ بد سے اگر نیک نہ آئی ساعت

علم سے ہو نہ کبھی چارۂ آزار نصیب — پور سینا ہی تو کیا سینہ مین غم ہی حسرت

سود و اُمین ترے نسخے مین ہون پر بے تقدیر — نہو بالخاصہ تاثیر نہ بالکیفیت

علم نیرنج سے گو بووے تو نخلِ نارنج — بیمقدر نہو حاصل ثمرِ خوش لذّت

علم سے جو سبق آموز ملائک تھا وہ دیکھ — بخت بد سے ہوا مستوجب رجم و لعنت

ہوا مسجودِ ملائک یہ ظلوم اور جہول — یعنی انسان قوی بخت و ضعیف الخلقت

گو تصوف سے ہو تو صوفیِ سجّادہ نشین — بے مقدر نہ کرامت ہو نہ خرقِ عادت

علم سے لاکھ ہو شیخی تری پر بے تقدیر — نہ کہے کوئی تجھے شیخ علیہ الرحمۃ

یہ مقالات مثالِ قصصِ مصنوعہ — ہو سے اکبار جو افسانۂ خوابِ غفلت

لگ گئی آنکھ مری دیکھتا کیا خواب مین ہون — کہ مجسم نظر آئے ہے نویدِ بہجت

اللہ اللہ رے حسن اوسکا کہ سر تا بقدم — تھا وہ خلقت کا تماشائے ظہورِ قدرت

یاد کرتا قدِ رعنا کو ہے اوسکے زاہد — دمِ تکبیر جو کہتا ہے سدا قد قامت

چشمِ وحشی کو اگر اپنے وہ دکھلائے تو ہو — چشمِ آہو سے ہرن نشۂ جامِ وحشت

دلِ شامت زدہ کے در پے تدبیر ہلاک — زلف واژون تھی وہ رخسار پہ واژون تبت

آتشِ حسن سے اک شعلۂ سرکش ہینی — موجۂ دودِ لطیف اوسکی بھوؤنکی حالت

کبھی زر دشتیون مین ایسا کہ ساری موبد
ژند و پاژند مین کرتے تھے مری تبعیت

کبھی یہ آگہی شاستر و بید پران
کرون اک بات سے پنڈت کی کتھا مین کھنڈت

کبھی ہین نغز و معما مین نہایت ذی ہوش
کبھی اخبار و تواریخ مین صاحب خبرت

آخرش دیکھا تو العلم حجاب الاکبر
عاقبت پایا تو ہان البہ کو اہل جنت

فائدہ کیا جو ہر اک علم کی جانی تعریف
فائدہ کیا کہ ہر اک فن کی کھلی ماہیت

فائدہ کیا کہ جو دیکھی کتب ہر مذہب
فائدہ کیا جو ہوئی آگہی ہر ملت

عقل سے گرچہ کیا مادہ ایسا پیدا
کہ بہر شکل ہوا اک تازہ محل صورت

یا بنائی کوئی صورت کہ جسے دیکھکے ہو
ہیکل روم سے بتخانۂ چین تک حیرت

بے مقدر نہ پڑی صورت بہبود نظر
دور آئینۂ دل سے نہو زنگ کلفت

پڑھون اک مطلع برجستہ مین اس موقع پر
جسکو سنکر کہین احسنت سب اہل فطنت

مطلع ثانی

گر نہ دے صاحب جوہر کو مقدر عزت
جوہر فرد ہے بالفرض تو کیا بے قسمت

کیا ہوا علم مقولہ سے اگر کیف کی ہے
لیک بے یاوری بخت نہین کیفیت

قاضی چرخ بھی جو تو ہی تو کیا گر تیرے
مثل دہقان فلک رکھتی ہون طالع نکبت

دور گردون نہ موافق ہو تو ہو اور خفیف
جر اثقال ہین تو جتنی اوٹھائی محنت

آگے برگشتگی بخت کے چلنے کی نہین
نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت

گو فصاحت مین تو سحبان ہو و لے بے تقدیر
حرف مطلب پہ زبان کو ہو تری سو لکنت

کبھی مین نفی حقائق مین تھا سوفسطائی
کبھی مین معتزلی باعثِ ردِ رویت

کبھی مین جبری و مجبور بہ عقل و تدبیر
کبھی مین قدری و مختار بقدرِ طاقت

گہ ملاحد کی تھی تردید کلامِ الحاد
گہ وجودی و شہودی سے بیانِ وحدت

جون مہندس کبھی مالوف بشکل و مقدار
جون محاسب کبھی مضروب بضرب و قسمت

کبھی جرِ فون سے تھا مطلوب مثالِ جبار
کبھی کچھ نقطہ سے مقصود تھا رمال صفت

خانہ کیسہ سے خارج کبھی شکلِ داخل
شکل خارج تھی کبھی داخلِ بیتِ غربت

کبھی کرتا تھا قرانِ مہ و زہرا پہ نظر
کبھی تھا دیکھتا مریخ و زحل کی رجعت

کبھی افسون و عزیمت کبھی تعویذ و طلسم
کبھی تجویز زکوٰۃ اور کبھی قصدِ دعوت

کبھی تھا علم قیافہ مین یہ ادراک مجھے
ایک صورت سے بیان کرتا تھا مین سو سیرت

کبھی مین رہتا سرودی مین تھا ایسا مشغول
کہ تھی ایک نفس ضبط نفس سے فرصت

سیمیا سے کبھی تصویر کشِ موہومات
کیمیا سے کبھی مین زر کشِ گنجِ دولت

کبھی مین شیخ شیوخ اور کبھی شیخ رئیس
کبھی علامہ کبھی صوفیِ صافی طینت

کبھی مین قرب فرائض سے تھا عالی درجہ
کبھی مین قرب نوافل سے تھا دالانیت

قائلِ موسقی ایسا کہ ادا کرتا تھا
کبھی مین بارہ مقام اور کبھی چار دہ صوت

کبھی مین شاعرِ اداب دانِ بلیغ
نظم مین نام مرا نثر مین میری شہرت

کبھی کرتا تھا عروضی کا بھی مین قافیہ تنگ
طبع موزون کی دکھاتا تھا جو موزونیت

کبھی پیشِ نظر انجیل و زبور و توریت
کبھی مصحف مین نظر میری سرِ ہر آیت

کبھی مین کرتا تھا تصریح معانی و بیان ... کبھی مین کرتا تھا توضیح نجوم و ہیئت
کبھی تقسیم فرائض کبھی تفہیم اصول ... کبھی تعلیم عقائد بکتاب و سنّت
کبھی تھا علم الٰہی کی طرف ذہن رسا ... کبھی کرتی تھی طبیعی مین طبیعت جودت
کبھی تھا عقل پہ مذہب مرا مانند حکیم ... کبھی مثل متکلم مجھے پاس ملّت
کبھی کرتا تھا قدم چرخ کا ثابت بجہات ... اور کبھی کرتا تھا باطل بسماء انشقت
کبھی انکار قیامت پہ مین لاتا تھا دلیل ... کبھی تکرار تناسخ پہ مجھے سو حجّت
حشر اجساد مین تھا گاہ تردد مجکو ... کبھی تھی عالم برزخ مین مجھے اک حیرت
کبھی تھی عرصۂ تدویر فلک کی مجھے سیر ... کبھی مین ناپتا تھا سطح زمین کی وسعت
کبھی ثابت مرے نزدیک فلک کی گردش ... کبھی ثبت مرے نزدیک زمین کی حرکت
کبھی مین کرتا تھا اعراض مین جوہر قائم ... کبھی مین کرتا تھا معلول سے ثابت علّت
کبھی منقول پہ مائل کبھی سوے معقول ... کبھی مین فقہ پہ راغب کبھی سوے حکمت
کبھی مین حافظ قرآن بعلم تجوید ... کبھی مین قاری قرآن بعلم قرأت
کبھی کرتا تھا مجسطی پہ حواشی تحریر ... کبھی کرتا تھا اشارات و شفا کی صحت
کبھی مین کرتا تھا قانون سے تشریح علاج ... کبھی مین کرتا تھا قاموس سے مین تصحیح لغت
کبھی مین لون سے بینندۂ بیمار و صحیح ... کبھی مین نبض سے دانندۂ ضعف و قوت
گہ نباتات کی آگاہ مین کیفیت سے ... گہ جمادات کی معلوم مجھے خاصیت
کبھی مشائیون سے کرتا تھا مین ہمسیر دی ... کبھی لیجاتا تھا اشراقیون پر مین سبقت

ہوگئی تاثیر جسکی یہ کہ ہر گلریزہ سے
ریزۂ فولاد نکلے بنکے گلہاے طلا

گنج چھٹتے تھے ستارون کے عجب انداز سے
ماہ پارون کا تھا گویا خندۂ دندان نما

منھ ہی کیا جو رنگ سے مہتاب کے ہمتاب ہو
غازہ سے ہرچند چمکے رنگ روے مہ لقا

برج جو اوڑکر ہوے قندیل شب زیرِ فلک
برج تھے جتنے فلک پر سبکو روشن کر دیا

فی الحقیقت یہ وہ شادی ہی کہ اسکے روبرو
جشن جمشیدی کا کچھ مطلق نہین رتبہ رہا

ہے زبانِ خامہ عاجز آگی بس تعریف مین
ذوق کہتا ہی اوٹھا کر ذوق مین دستِ دعا

رکھے صحت سے ہمیشہ شافیِ مطلق تجھے
جو ترے بدخواہ ہین وہ رنج مین ہون مبتلا

قصیدۂ دوم

شب کو مین اپنے سرِ بسترِ خوابِ راحت
نشۂ علم مین سرمستِ غرور و نخوت

فرش لیتا تھا پڑا علم و عمل کے اپنے
تھا تصور مرا ہر امر مین تصدیق صفت

ہوگیا علم حصولی تھا حضوری مجھکو
تھا مرا ذہن نہ محتاج حصولِ صورت

جو مسائل نظری تھے وہ بدیہی تھے تمام
عقل کو تجربہ کی اتنی ہوئی تھی کثرت

نہ غرض مجھکو نتیجہ سے نتھا شکل سے کام
تھی مری فکر کو ہر شکل خطا سے عصمت

ذہن مین سب مرے حاضر صورِ علمیہ
پر جتانی نتھی منظور مجھے علمیت

چار و ناچار جو ترغیب سے یارونکی کبھی
درس و تدریس پہ آجاتی تھی مجھکو رغبت

کبھی ہمت تھی مری قاعدۂ صرف مین صرف
کبھی تھی نحو مین ہر نحو مجھے نحویت

کبھی منطق کو تفوق یہ مرے ناطقہ سے
تحت حکمت ہو یہ فن گرچہ ہم تحتِ حکمت

مطلع

آج ہے عالم مین وہ روزِ سعادت انتما
دے اگر زاغ و زغن بیضہ تو ہو پیدا ہما

مژدۂ جانبخش صحت ہی ترا ما رالحیوٰۃ
جس سے جون سیماب کشتہ مُردہ دل زندہ ہوا

ہی بقاے عمر سے تیری بقاے عمرِ خلق
ذات ہی تیری جہان مین چشمۂ آبِ بقا

قطرہ افشانی سے آبِ غسلِ صحت کی ترے
ہون دُرِ خوش آب پیدا اسقدر قوت فزا

ہووین استعمال یاقوتی مین وہ موتی اگر
بخشے پیرانِ کہن کو نوجوانون کے قویٰ

جسم کو مَل مَل کے دھویا تو نے جسدم وقتِ غسل
گردِ کلفت کو دلِ عالم سے گویا دھو دیا

دل عدوی سنگدل کا تھا شقاوت سے جو سخت
زیرِ پا پامال ہوتا تھا برنگِ سنگ پا

خوردۂ گل کو صبا لائی تصدق کے لیے
دے گیا ابرِ بہاری نذرِ دُرِّ بے بہا

شادیِ صحت کا تیری کیا کہون عالم کہ آج
جوشِ عشرت سے یہ عالم بنگیا عشرت سرا

چھیڑے تارِ شمع کو گر ناخنِ موجِ نسیم
بزم مین پیدا ہو تارِ ساز مطرب کی صدا

لب پہ ساغر کے ہی جون موجِ تبسم موجِ مے
شورِ قلقل لب پہ ہی مینائے مے کے قہقہا

بزمِ تصویرات فانوسِ خیالی کی طرح
حلقۂ رقاصگان ہی زیرِ گردون جابجا

کر رہا صحنِ چمن ہی مین ہی کیا طاؤس رقص
آشیانے مین ہی رقصان طائرِ قبلہ نما

خانہاے چشم مین بھی پتلیون کا رقص ہی
ہی جو منظورِ نظر اوسکو تماشا رقص کا

چھوٹی آتشبازی ایسی جسکی گلکاری کو دیکھ
رات کو کہتے تھے آپس مین ثریا و سہا

صنعِ آتشباز پر حیرت زدہ ہوتی ہی عقل
سنگ پارس سے کہین باروت کو پیسا تھا کیا

فرق جاتا رہا تنک اعضای بدن سے درد نے — درد کے جو حرف ہین وہ آپ بھی ہین بے جا

لاغرون کو ہو کمال تاب و طاقت یہ شتاب — کیسے وہ دیتی ہلال اک شب مین ہو بدر الدجا

صبح صادق کی ہی گو سر مین سپیدی آگئی — لیکن اس پیری مین بھی صادق ہی ایسی اشتہا

بھوک کی شدت سی اسکو اک نفس فرصت نہو — قرص سے خورشید کے جبتک نہ کر لے ناشتا

رات بھر ٹونگا کیا انجم کے دانے چرخ پیر — پھر جو دیکھا صبح کو اصلا شکم مین کچھ نتھا

پہونچی یہ تنقیح کی نوبت کہ نوبتخانہ مین — لیتی ہے جی کھولکر کیا کیا ڈکارین کرنا

کوس پھولا ہی خوشی سی نفخ کا کیا دخل ہی — جون حباب اب سکے نہین مطلق شکم مین امتلا

ہضم کامل اسقدر معدے نے پہونچایا ہم — جید الکیموس ہی جو حلق سے اتری غذا

ہے مزاج اہل عالم یہ قریب اعتدال — ساتون اقلیمین ہین گویا اب بخط استوا

رکھیگا تعویذ اور گنڈا کوئی کیون اپنے پاس — باغ عالم مین یہی عالم جو صحت کا رہا

دیگا طاؤس اپنے بال و پر سے سارے نقش دھو — پھینکدیگی توڑ کر گنڈا گلے سے فاختا

اسقدر جاتی رہی عالم سے بیماری کہ آج — نام گلشن مین نہین ہے نرگس بیمار کا

واقعی کس طرح سے صحت نہ اک عالم کو ہو — جبکہ ہو اوسکی نوید غسل صحت جانفزا

وہ ولیعہد زمان مرزا محمد بوظفر — اوسکی قوت گر ضعیفون کو بنادی اقویا

قوت کا یہ اثر ہو عام جو ہین ہر برگ زرد — ہون مقوی دل و جان مثل اوراق طلا

شادی صحت سے اوسکی آج ہو کر شاد شاد — تہنیت خوانی مین ہین سرگرم سب صحت سرا

مین بھی اس رشک چمن محفل مین وہ مطلع پڑھون — بلبل تصویر سنکر بول اوٹھے مرحبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد

واہ وا کیا معتدل ہے باغِ عالم کی ہوا — مثلِ نبضِ صاحبِ صحت ہے ہر موجِ صبا

بھرتی ہے کیا کیا مسیحائی کا دم بادِ بہار — بن گیا گلزارِ عالم رشکِ صد دار الشفا

ہے گلو نکے حق مین شبنم مرہمِ زخمِ جگر — شاخِ بشکستہ کو ہے باران کا قطرہ مومیا

ہو گیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق — لالہ بے داغِ سیہ پانے لگا نشو و نما

ہو گیا زائل مزاجِ دہر سے یانتک جنون — بیدِ مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا

ہوتا ہے لطفِ ہوا سے اسقدر پیدا لہو — برگ مین ہر نخل کے سرخی ہے جون برگِ حنا

پائی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین کہین — زردِ چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہے کہربا

ہر مزاجِ بلغمی مین ہوتی ہے تولیدِ خون — چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہے بجا

نام کو اشیا مین نہ تلخی رہی نہ سمیت — بن گئی تریاک افیون زہر میٹھا ہو گیا

کیا عجب جدوار کی تاثیر گر رکھے زقوم — کیا عجب گر آبِ حنظل دیوے شربت کا مزا

نیش کی جا نوش ہو دنبالۂ زنبور مین — کام مین افعی کے ہو مہرہ بجائے آبلا

راحت و آرام کا اس دور مین ہو دور دور — چاہیئے واقف نہو دوران سر سے آسیا

موتیا بند آنکھ مین اپنے جو رکھتی ہے صدف — اب رکھی ہے روشنی مثلِ دلِ اہلِ صفا

آگیا اصلاح پر ایسا زمانے کا مزاج — تا زبانِ خامہ بھی آتا نہین حرفِ دوا

نسخے پر لکھنے نہین پاتا ہوا الشافی طبیب — کہتا ہے بیمار بس کر مجھکو ہے بالکل شفا

هوس سیر باغ هے کس کو دل هے کس کو دماغ هے کس کو

کاٹ کھانے کو دوڑتا هے گھر سگ دیوانه بن گیا هے گھر

هو چکی دل کی اپنے عشق مین خیر رهین دریا مین اور مگر سے بیر

ماد بهیه بلکه دشمن مهر هر ستم مین شریک سپهر

فتنه اُستاد نرگس فتان گردشِ مژگان هجوم شاگردان

رُخ تعالی الله زلف صل علی قدوه سبحان ربی الاعلی

زلف جنبان مین رُخ کی برّاقی گرسه مشائیون کو اشراقی

گوانا رکھم نه منفعه سے کهے لیک جاری زبان هر مو سے

مچھلی بازو کی ماهے ذوالقین غرقه کش بحرِ خون سے مردم مین

کمر وناف از پے دلِ زار رشته کار وعقده دشوار

رنگ پان لعل روح افزا پر خون ثابت کرے مسیحا پر

قطعهٔ خاتمه

کیا وه دنیا جسمین هو کوشش نه دین کیواسطے واسطے والنکے بھی کچھ یه سب هین کیواسطے

ذوق عاصی هے تو اوسکا خاتمه کیجو بخیر یا الٰهی اپنے ختم المرسلین کیواسطے

تمت

رُخ قرطاس کو صفائی دی — اور سیاہی کو روشنائی دی
دیا قمری کو مصرعِ نالہ — مصرعہ قد سرو پر بالا
کی عطا نوخطون کو کلک ادا — کیا عاشق کو تختہ مشق جفا
ساقیا جلد اوٹھ درنگ نکر — عرصہ مطلب کا دیکھ تنگ نکر
طاق سے تو اوتار لے شیشہ — طاق پر رکھ کتاب اندیشہ
شیشۂ مے کی یہ درازی زبان — اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان
مین ہون مانند ساغرِ لبریز — جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز
جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے — پانون توبہ کے لڑکھڑانے لگے
کردے یاتک مجھے نشے مین چور — تاکہ مانند خوشۂ انگور ق
دل کے سارے پھپھولے پھوڑون مین — نکتہ باقی کوئی نچھوڑون مین
شب ہجران بسر نہین ہوتی — نہین ہوتی سحر نہین ہوتی
بسترِ رنج و کنج تنہائی — رات کیا آئی اک بلا آئی
شام سے حال ہے یہ صبح تلک — نہین لگتی مری پلک سے پلک
کیون نہین بولتے سحر کے طیور — کیا شفق نے کھلا دیا سیندور
جان بیتاب جیسے بیکل برق — وہ بھی گرم رہِ فنا کا لبرق
نبضین چھوٹی ہوئی غشی طاری — ایک فرقت ہزار بیماری
دل سے رخصت ہی تاب طاقت کی — بیقراری نے استقامت کی

جبتک تھے گرہ مین احمقون کی پیسے
مفلس جو ہوے تو پھر کسی نے ای ذوق
سب کہتے تھے اونکو آپ ایسے ایسے
پوچھا نہ کہ تھے کون وہ ایسے تیسے

اے ذوق کرے گا کوئی دنیا کیا ترک
ممکن نہین ترک ہو کسی سے دنیا
دنیا ہے بُری بلا ارے کیسا ترک
جبتک نہ کرے آپ اوسے دنیا ترک

ای ذوق کبھی تو نہ خوش اوقات ہوا
تھا جبکہ جوان تھا جوان بدمست
اگر دم نہ ترا صرف مناجات ہوا
جب پیر ہوا پیر خرابات ہوا

چشم اوسکی نشہ سے جب گلابی ہوجاے
دکھلاے جو وہ روی کتابی ای ذوق
صوفی اوسے دیکھکر شرابی ہوجاے
سب مدرسہ کافر کتابی ہوجاے

ان آنکھونسے روے لالہ گون بھی دیکھا
کیا کیا دیکھا نہ رنگ ہمنے ای ذوق
اور انکو ترا زسرشک خون بھی دیکھا
یون بھی دیکھا جہان کو وون بھی دیکھا

دنیا کے الم ذوق اوٹھا جائین گے
جب آئے تھے روتے ہوے آپ آئے تھے
ہم کیا کہین کیا آئے تھے کیا جائین گے
اب جائینگے اورونکو رولا جائین گے

جنکو اسوقت مین اسلام کا دعوی ہے کمال
جسطرح سے کہ ہنسا دینے کو بیدینون کے
دیکھتا ہون یہ بلا ای ذوق مین اونکا احوال
نقل کرتا ہے مسلمان کی کافر نقال

اشعار متفرقات مثنوی

چاہیے نام اوسیکا اے خامہ
فلک اوسکے نمونہ قدرت کا
زینت نامہ زیب سر نامہ
یک قلمدان ہزار صنعت کا

رہا وہ خدمتِ مرشد کی قید مین برسون | کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
گر ایک عمر مین پہونچا مقام اعلیٰ پر | کہا یہ شوق نے ہو ہمتِ بلند نہ پست
جو دستگاہ تصرف مین بھی ہوئی اوسکو | تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالا دست
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی | کہ نفس دشمنِ سرکش ہی اوسکو دیجے شکست
جو ہوشیار ہے تو ہے وہ شرع کا پابند | پھنسا ہوا ہی وہ کیفیتو نمین گرہی مست
نہین ہی دامِ علائق سے مطلق آزادی | مجال کیا کہ نکلجاوے کوئی کرکے جست
کہا ہے خوب کسی نے یہ شعر برجستہ | گیا زبان سے نکل اوسکی جیسے تیر از شست
کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد | بریدہ زہمہ باخدا گرفتا رست

رباعیات

کیا جانینگے اے ذوق بخبر خاص و عوام | اعلیٰ جو علیؑ کی ہے امامت کا مقام
جو لوگ صفِ اولِ میثاق مین تھے | پوچھے کوئی اونسے کہ وہ کیسا تھا امام

سبطین نبیؐ یعنی حسنؑ اور حسینؑ | زہرا و علیؑ کے دونون وہ نور العین
عینک ہی تماشائے دو عالم کے لیے | اے ذوق لگا آنکھونسے اونکے نعلین

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا | ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے | جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

دل اپنا غم دہر سے تو کرنہ اوچاٹ | جسطرح کٹین روز مصیبت تو کاٹ
اے ذوق فلک آپ ہی مارہ دھے | شور اہو نکیون زیر فلک بارہ باٹ

مری سینہ زنی کا شور سنکر ۔ پھٹے جاتے ہین ہمسایون کے سینے
اوٹھایا گاہ اور گاہے بٹھایا ۔ مجھے بیتابی و بیطاقتی نے
کہا جب دل نے تو کچھ کھا کے سورہ ۔ بہت الماس کے توڑے نگینے
نہ ٹوٹا جان کا قالب سے رشتہ ۔ بہت سی جان توڑی جانکنی نے
بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا بھی ۔ طلوع صبح سے منہ روشنی نے
کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات ۔ یقین ہے صبح تک دیگی نہ جینے
لگے پانی چوانے منہ مین آنسو ۔ پڑھی یٰسین سرہانے بیکسی نے
مگر دن عمر کے تھوڑے سے باقی ۔ لگا رکھے تھے میری زندگی نے
کہ قسمت سے قریب خانہ میرے ۔ اذان مسجد مین دی بارے کسی نے
بشارت مجھکو صبح وصل کی دی ۔ اذان کے ساتھ مین فرخی نے
ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر ۔ کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے
موذن مرحبا بر وقت بولا ۔ تری آواز مکے اور مدینے

کل ایک تارک دنیا سے مینے پوچھا ذوق ۔ کہ تو اوکھڑ کے ادھر سے اودھر ہوا پیوست
گزرتی ہوگی بآرام زندگی تیری ۔ کہ تجھکو اب نہ غم نیست ہی نہ شادی ہست
کہا یہ اوسنے کہ قید حیات مین انسان ۔ کبھی نہ ہوگا دل آسودہ گو ہو مست الست
اوٹھائے ہاتھ جہان سے و لیک کیا امکان ۔ کہ با فراغ کرون کنج عافیت نشین نشست
چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی ۔ تو سلسلہ مین فقیری کے پھر ہوا پابست

قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادھر	فرد	سو بھی آکر تا سر مژگان حیا سے پھر گئی
الفت کا نشہ جب کوئی مر جائے تو جائے	مطلع	یہ درد سر ایسا ہی کہ سر جائے تو جائے
اک عقدہ سہ درد سر سے مری جان پر تو ہی	ناتمام	لیکن بلا سے یار کے زانو پہ سر تو ہے
وہ دل کہ جسمین سوز محبت نہو وے ذوق		بہتر ہی اوس سے سنگ کہ اوسمین شرر تو ہے
رات جون شمع کٹی ہمکو جو روتے روتے	مطلع	بہگئے اشکونمین ہم صبح کے ہوتے ہوتے
ستمگر تو نے روکا سبکو میری پاس آنے سے	ناتمام	اجل بھی گر کبھی آئی تو شاید کچھ بہانے سے
اگرچہ لیچکا ہی تو دل و دین اک زمانے سے		نہین اسپر بھی ای کافر ترا ایمان ٹھکانے سے
پڑے تسبیح زاہد پر نگاہ مست گر اوسکی		تو ٹپکے بادۂ انگور اوسکے دانے دانے سے
کہتے ہین لوگ موت تو سب جا ہی جاے ہے	مطلع	پر میرے پاس اوسے بھی کوئی کھاے جاے ہی
کہون ای ذوق کیا حال شب ہجر	قطعہ	کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے
نہ تھی شب ڈال رکھا تھا اک اندھیر		مری بخت سیہ کی تیرگی نے
تپ غم سے شمع سان ہوتی نہ تھی کم		اوڑاتے تھے پسینون پر پسینے
یہی کہتا تھا گھبرا کر فلک سے		کہ او بے مہر بد اختر کمینے
کہان مین اور کہان یہ شب مگر تھے		مرے جانب سے تیری دل مین کینے
سو اس ظلمت کے پردے مین کیے ظلم		ارے ظالم تری کینہ وری نے
عوض کس بادہ نوشی کے مجھے آج		پڑے یہ زہر کے سے گھونٹ پینے
حواس و ہوش جو مجھسے قرین تھے		قرینے سے ہوئے سب بے قرینے

ناتمام
ہم بتون کے دلکو جذبِ دل سے کھینچے جائینگے — پر بڑے پتھرون یہ مشکل سے کھینچے جائینگے
دیکھین تو دلکی کشش کبتک نہین کرتی اثر — ہم بھی نالہ اس دلِ بسمل سے کھینچے جائینگے

مطلع
قفلِ صد خانۂ دل آیا جو تو ٹوٹ گئے — جو طلسمات نہ ٹوٹے تھے کبھو ٹوٹ گئے

مطلع
جا بجا ہے زیرِ مغیلان ترے دیوانون کی — مدتون چھان چکے خاک بیابانون کی

ناتمام
اوڑائے طرزِ نالہ کے جو اکدن تیری مخزون سے — سوا ابتک دیکھے منقارِ طوطی سرخ ہے خون سے
نہ شب آنکھون مین خواب آیا خیالِ خالِ شبگون سے — رہے بیدار ساری رات ہم اک حبِ افیون سے
اثر ہو نالۂ بیدرد مین آنا تو اے بلبل — کہ ٹپکین جا بجا شبنم اشکِ انجم چشمِ گردون سے
یہ عالم ہے وہ خمخانہ کہ جسمین دورِ گردون نے — گلِ حکمت کیے کتنے ہی خمخانۂ فلاطون سے
ترے مجنون کے تن پر لاغری کا قطع ہے جامہ — کرے ہے پیرہن دو ایک برگِ بیدِ مجنون سے
اوڑائین یون جادوگر بلا سے ہم نہین ڈرتے — پڑہا دم ہوا ہوتا ہے اوس چشمِ پرافسون سے

ناتمام
کہتے ہین لوگ جھوٹ نہین پانون جھوٹ کے — جھوٹے تو بیٹھتے بھی نہین پانون ٹوٹ کے
چلتا ہو ذوق قید سے ہستی کے چھوٹ کے — یہ قید مار ڈالیگی دم گھوٹ گھوٹ کے
کیونکر حباب ہو سکے دریائے بیکران — دریا سے جبتلک نہ ملے ٹوٹ پھوٹ کے

ناتمام
ہر دم دلِ خون گشتہ مین اک جوش فزون ہے — جو آہ ہے سینے مین سو فوارۂ خون ہے
بھر جاتی ہے سینہ کو مری آہ بھی اولٹی — برگشتہ جو قسمت ہے مری بخت نگون ہے
دل کرتا ہے اوس کوچہ کا جب قصد تو لیتا — طائر کی جگہ رنگِ پریدہ سے شگون ہے
قائم ہے بنا درد کی فریاد سے میری — جو نالہ ہے ایوانِ محبت کا ستون ہے

اگر انسان قانع ہو غنی ہووے دو عالم سے
ہوا و حرص لیکن اسکی مٹی خوار کرتی ہے

وہ ہون مین پر معاصی سوختہ سوز ندامت سے
حذر دوزخ کرے جسکی شرار سنگ تربت سے

اگر پوچھے کوئی مجھسے کہ کیون نالان ہی یہ کہدون
محبت سے محبت سے محبت سے محبت سے

اگر اُٹھے تو آزردہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے
لگایا جی کو اپنے روگ جب سے دل لگا بیٹھے

دل کہان سیر و تماشے پہ مرا لگتا ہے
بے جیکے لگ جانے سے جینا بھی برا لگتا ہے

رہے خاطر نہ بے شغل محبت کیونکہ بند اپنی
کلید قفل دل فریاد ہے مثل سپند اپنی

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
کالا کرے گا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

عیان ہے عشق کی گرمی ہویدا سوزش دل ہے
کہ آتا اپنا اشک سوختہ مانند فلفل ہے

مجھے گہوارہ بھی تھا کشتی طوفان وہ آسا
وہ ہون جب طفل اشک آفت رسیدہ مین لڑکپن سے

کوئی ان تنگ دہانون سے محبت نکرے
اور جو یہ تنگ کرین منہ سے شکایت نکرے

عشق کے داغ کو دل مہر نبوت سمجھا
ڈر ہے کافر کہین دعوائے نبوت نکرے

درد دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے
ہو نہین لفظ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے
ہم گرفتار ہوے دل کی گرفتاری سے

جو کہو گے تم کہینگے ہم بھی ہان یون ہی سہی
آپکی یون ہی خوشی ہے مہربان یون ہی سہی

کتنے مفلس ہو گئے کتنے تونگر ہو گئے
خاک مین جب ملگئے دونون برابر ہو گئے

ساتھ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے
آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

ابر رحمت ہے تجھے اسدم لگادی تو جھڑی
کہتے ہین جانیکو وہ دیکھین تو کیونکر جائینگے

کیا بشر مانند یوسف کیا ملک ہاروت ہے	فرد	عشق کے ہاتھوں سے ہو جانا اسیر چاہ ہے
خط بڑھا زلفین بڑھین کاکل بڑھے گیسو بڑھے		حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ مر جائین گے		مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائین گے
آگ دوزخ کی بھی ہو جائیگی پانی پانی		جب یہ عاصی عرق شرم مین تر جائین گے
ہم نہین وہ جو کرین خون کا دعوی تجھسے		بلکہ پوچھیگا خدا بھی تو مکر جائین گے
شعلہ آہ کو بجلی کی طرح چمکاؤن		پر مجھے ڈر ہے کہ وہ دیکھ کے ڈر جائین گے
ذوق جو مدرسے کے بگڑے ہوے ہین ملا		انکو میخانہ مین لے آؤ سنور جائینگے
لاشے کو پھینکدیجے میرے کہ دفن کیجے		مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجے
معلوم ہوا بینی و ابروِ بتان سے		اک تیر ہے گویا کہ ملا ہے دو کمان سے
دل نہ بچے کیونکر نگاہ چشم شوخ و شنگ سے		اپنا گھر تو سوجھتا ہے سیکڑون فرسنگ سے
او تغافل کیش جلدی آ کہ تو واقف نہین		اس دل بیتاب و جان مضطرب کے ڈھنگ سے
بل بے باریکی کہ گویا اوسکا ہر تار سخن		جنتری مین کھنچکے نکلے ہے دہان تنگ سے
ذوق زیبا ہے جو ہو ریش سفید شیخ پر		وسمہ آب بنگ سے منہدی ہو گلرنگ سے
ڈسا ہو کالے نے جسکو کافر تو وہ فسون کے اثر سے کھیلے		دہان گیسو کا تیرے مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے
گاہ تھی خلق اوس در پہ حیران پڑی آواز نہ تھی		گاہ یہ غل کہ سنائی دیتی کان پڑی آواز نہ تھی
بیقراری کا سبب ہر کام کی امید ہے		ناامیدی ہو تو پھر آرام کی امید ہے
مری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے		مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

کہان ہم اور کہان غم غمسے ہمکو کچھ غرض مطلب ‎ ‎ مگر اے حضرت عشق آپ نے یہ مہربانی کی

مقدم صدق پر ہی کذب گرچہ صدق فائق ہی ‎ ‎ کہ پہلے صبح کاذب یان ہی پیچھے صبح صادق ہی

راتون کو نہ ہو حق گر اے شیخ مناجاتی ‎ ‎ سوتے ہوے چونکینگے رندانِ خراباتی

قطرہ قطرہ آنسو جسکی طوفان طوفان شدت ہے ‎ ‎ پارہ پارہ دل ہی جسمین تودہ تودہ حسرت ہے

اے ذوق بس نہ آپکو صوفی جتائیے ‎ ‎ معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو میکدہ سے ابھی منھ چھپا کے تم ‎ ‎ دابے ہوے بغل مین صراحی شراب کی

کیا ہم سخنی کرتا ہے اوس گل کے دہن سے ‎ ‎ غنچہ سے یہ کہدو کہ چٹک جائے چمن سے

ذکر کچھ چاک جگر سینہ کا سُن سُن اپنے ‎ ‎ کر کے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے

ہم ہین غلام اونکے جو ہین وفا کے بندے ‎ ‎ اسکو یقین جانو گر ہو خدا کے بندے

تو بھلا ہی تو برا ہو نہین سکتا اے ذوق ‎ ‎ ہی برا وہ ہی کہ جو تجھکو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے ‎ ‎ کیون برا کہنے سے تو اسکے برا مانتا ہے

بیمار غم جو اوسکا کھا کر زمین دیکھے ‎ ‎ خوش خوش وہ مقبرونکی جا کر زمین دیکھے

آتے ہی گھر کی تو نے پھر جانیکی سنائی ‎ ‎ ہو جاؤن سن نہ کیونکر یہ تو بری سنائی

کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے ‎ ‎ حسرت اون غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

آج تنہا خفقانی سے ہین گھر مین پھرتے ‎ ‎ کل کے جو وصل کے عالم مین نظر مین پھرتے

ہم اور غیر اک جا دونون بہم نہونگے ‎ ‎ ہم ہونگے وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہونگے

کون سے دن نگہ تیز نہ خونریز رہی ‎ ‎ مجھپہ ظالم تری ہر روز چھری تیز رہی

مقابل اوس رخ روشن کی شمع گر ہو جاے — صبا یہ ڈھول لگائے کہ پھر سحر ہو جاے
ہمارے سینہ مین وہ آہ آتشین ہے ذوق — جو برق دیکھے تو فی النار و السقر ہو جاے

کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے — کہ آدمی جو کہے بات سوچکر تو کہے
بلا سے ہو وے مرا مرغ نامہ بر بھونرا — کہ اوسکو دیکھکے وہ منہ سے خوشخبر تو کہے
ہر ایک شعر مین مضمون گریہ ہے میرے — مری طرح سے کوئی ذوق شعر تر تو کہے

اوٹھانا عشق مین کیون ہے دل ناداں جو کھونا ہے — ابھی تو مال جو کھون ہے پھر آگے جان جی کھونا ہے

ہمیشہ کام تھا مجنون کو تو صحرا نوردی سے — بسایا خانۂ زنجیر سے ہمنے پا مردی سے

جنون سے میرے مجنون بھاگتا جیسے بگولا ہے — کہ مین صورت ہون وحشت کی وہ یون ہی اک ہیولا ہے

خاک اوڑاتا دشت مین گر تیرا سودائی پھرے — پھر بگولا ہے تو کیا آندھی بھی بولائی پھرے

گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے — وہ ہی مثل ہے پھول نہین پنکھڑی سہی
فرہاد ضرب تیشہ سے ہے سخت ضرب غم — سچ پوچھیے تو چوٹ ہمین نے کڑی سہی
تم دو گھڑی کو آؤ تو مین لب پہ جان کو — ٹھہرا رکھون کہ اور بھی یان دو گھڑی سہی

قدم سنبھال کے رکھ راہ عشق مین اے ذوق — گذرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہے
جو کوئی آبلہ پا ہے مو ربھی ہے تو یہان — ترے ڈبونیکو وہ بھی تنور طوفان ہے

کیا کہون وصل ہے وہ پیوستہ کی دل اس مین ہے — ایک طعمہ مچھلیان دو کشمکش آس مین ہے

کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا — کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

عزیزو ناقۂ لیلیٰ کے دیکھو گے شتر غمزے — اگر مجنون کو ملجائیگی خدمت سار بانی کی

جو دل نہ کشمکش طرۂ دوتا مین پڑے	مطلع	تو پھر بلا کو غرض ہی کوئی بلا مین پڑے
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی	مطلع	چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
پسین سے آشکارا ہمکو کسکی ساقیا چوری	مطلع	خدا کی گر نہین چوری تو پھر بندی کی کیا چوری
مٹی سے مٹی اپنی جو تربت مین مل گئی	مطلع	جو کچھ کہ تھی مراد محبت مین مل گئی
بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے	مطلع	ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
لحد کو چاہیے یون پیر پشت خم دیکھے	مطلع	سرا کو جیسے تھکا اونٹ دمبدم دیکھے
پھرتے ہین لکھی پڑھی سودے مین ملک و جاہ کے	مطلع	طفل مکتب رہتے ہین گنبد مین بسم اللہ کے
پاک رکھ اپنا دہن ذکر خدائے پاک سے	قطعہ	کم نہین تیری زبان منھ مین ترے سواک سے
جب بنی تیر حوادث کی کمان افلاک سے		خاک کا تودہ بنایا میری مشت خاک سے
دل غش لب جان بخش پر جان طرۂ مشکین پہ ہے	مطلع	عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے
کیا تاب دل جلوون سے جو برق لاگ رکھے	مطلع	دوزخ بھی ہو تو انکی چلمون پہ آگ رکھے
یان سے آنیکا مقرر قاصدا وہ دن کرے	مطلع	جو تو مانگیگا تجھے دونگا خدا وہ دن کرے
ذوق کہتا تھا کرونگا جمعہ کو حب کا عمل		کوئی اوسکو یاد دلوا دے ہوا وہ دن کرے
ہوس مین کعبہ کی کیون شیخ بتخانہ سے گمراہ ہے	مطلع	یہان تو کوئی صورت بھی ہے وان اللہ ہی اللہ ہے
گر درد ہے کھونا دل مضطر سے کسیکے	مطلع	پانی دو پلا وارنے کے سر پر سے کسیکے
تم بیٹھے بغل مین جو رقیب دغلی کی	قطعہ	کی گرم بغل ہمنے بھی گو رِ بغلی کی
اے ذوق نکر نور مین آمیزش ظلمت		کیا کام تبرے کو محبت مین علیؓ کی

مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض
دل دیکے اے صنم تجھے سب سے بری ہوئے

ثبت اوس بیاض چشم مین ہین خط سرمہ سے
جھا انتخاب نسخۂ افسونگری ہوئے

طالع ہوئے نہ اپنی سعادت سے ہمقرین
گرچہ بہت قران مہ و مشتری ہوئے

اے ذوق آج سامنے اوس چشم مست کے
باطل سب اپنے دعوی دانشوری ہوئے

ناقص کا صفا کیش سے مطلب نہ بر آئے
جو کور ہو عینک سے اوسے کیا نظر آئے

فردوس مین ذکر اُس لب شیرین کا گر آئے
پانی دہن چشمۂ کوثر مین بھر آئے

ممکن نہیں کم ہووے تپ سوز محبت
جون شمع تجھے لاکھ پسینا اگر آئے

چاہیے زنار بتان سیمتن کے واسطے
ہم قلندر یان نہین کوڑی کفن کیواسطے

ایک کلک آہ بس ہے شرح غم کیواسطے
کون نیزہ واسطے ڈھونڈھے قلم کیواسطے

سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کیواسطے
پر گنہگار کھتے ہین وہ جھوٹی قسم کے واسطے

نعل شکل مہ نو جب ترے توسن کو لگے
چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگے

بوسے کے مانگتے ہی پھیرنے چتون کو لگے
ایسے کیا لعل لب غیرت گلشن کو لگے

آشیان ہو جیوم مرغان ہوا کا برباد
بند کرنے تری دیوار کے روزن کو لگے

متفرقات

رہی اس طرح بعد از مرگ دنیا کی ہوسناکی
شرابی ہوکے تائب جسطرح ہو جا تریاکی

مطلع
ہوتا نہ اگر دل تو محبت بھی نہوتی
ہوتی نہ محبت تو کچھ آفت بھی نہوتی

مطلع
معروف چارہ دیکھا کیا چارہ گر کو میرے
مرچین سی لگ رہی ہین زخم جگر کو میرے

وہ مرے طالع اختر کی ہے واژون گردش — کہ فلک کو بھی نگونسار لیے پھرتی ہے

لائی حیات آئی قضا لیچلی چلے — اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

ہمسا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار — جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بری چلے

بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے — پر کیا کرین جو کام نہ بے دل لگی چلے

ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ — ہم کیا رہے یہان ابھی آئے ابھی چلے

مہ مین کہان جو تاب رخ سیمتن مین ہے — پردہ سا عنکبوت کا سقف کہن مین ہے

دم کو ہمارے سینہ مین اک دم نہین قرار — یہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن مین ہے

حرف آئی مجھپہ دیکھیے کس کس کے نام سے — اس رنگ سے عقیق کا دل خون یمن مین ہے

رنگین سوا ہے انکے گل نوبہار سے — اگلا جو برگ زرد کوئی اس چمن مین ہے

وہ دل کہ جو نہ لا سکے چین جبین کی تاب — زیر شکنجۂ زلف شکن در شکن مین ہے

ہنگام بوسہ گرم جو وہ اک ذری ہوے — شکر تھے لب پسینے سے شکرتری ہوے

جلجاے خاک وحشی چشم بتان پہ پھانس — لیکن ہرن کھڑے نرے بن ہرے ہوے

دکھلاے ہنسنے لیکے جو ہمنے در سر شک — قائل ہماری آنکھ کے سب جوہری ہوے

کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی — یہ خوبرو تو حور ہوے یا پری ہوے

ہم جیتے جی جہان سے معدوم ہوگئے — اپنی نظر سے کم سبب لاغری ہوے

اک خال زیر زلف سے ظاہر کرلیے — اے ماہ سو طریقہ بد اختری ہوے

رسوا نہوتے کرتے نہ گر جیب و سینہ چاک — ہم آپ اپنی باعث پردہ دری ہوے

پوچھ مت راہِ وفا اوس نگہِ پُرفن سے
رہنمائی کی نرکھ چشم دلا رہزن سے

مین گرانبارِ محبت مرا خون بھی ہے گران
جی دھڑکتا ہی تری نازکیِ گردن سے

ہو گیا کاغذِ سوسن زدہ سینہ سارا
دل کی جو پھانس تھی نکلی نہ سرِ سوزن سے

گر جھکے تیغ تری سر ابھی حاضر ہے کہ ہم
اسپہ مرتے ہین کہ تعظیم تو لی دشمن سے

چھوڑ کر گھر ترے ہاتھونسے نکلجائین کہان
تنگ ہمسایونکو اہی ذوق نکر شیون سے

فلک تو ٹیڑھا ہو کی صبح سے تا شام چلتا ہی
مگر سیدھی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے

ہمیشہ دورِ عشرت ہی جو تم ہو اہلِ کیفیت
کہ مہر و ماہ سے دن رات یان اک جام چلتا ہی

چلا پہلو سے اوٹھکر جبکہ وہ آرامِ جان و دل
کہا آرام نے مجھسے کہ لو آرام چلتا ہی

ارادہ گر کرے ناقص علوِ جاہِ کامل کا
تو یہ جانو کہ نابینا کنارِ بام چلتا ہے

کون وقت اہی واے گزرا جی کو گھبراتے ہوے
موت آتی ہی اجل کو یان تلک آتے ہوئے

آتشِ خورشید سے دیکھا نہین اُٹھتے دھوان
آکھڑے ہو بام پر تم بال سُکھلاتے ہوئے

وہ نہ جاگی رات ہمکو ضد سے بختِ خفتہ کی
بچ گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوئے

چاک آتا ہی نظر پیراہنِ صبحِ بہار
کس شہیدِ ناز کو دیکھا ہی کفناتے ہوئے

سبکو دنیا کی ہوس خوار لیے پھرتی ہے
کون پھرتا ہے یہ مُردار لیے پھرتی ہے

گھر سے باہر اپنے نہ نکلتا کبھی خورشید
ہوسِ گرمیِ بازار لیے پھرتی ہے

کر دیا کیا ترے ابرو نے اشارہ ظالم
کہ قضا ہاتھ مین تلوار لیے پھرتی ہے

جا کے اکبار نہ پھرنا تھا جہان وان مجھکو
بیقراری ہی کہ سو بار لیے پھرتی ہے

پیشوائی کو بڑھے گر کشش دل آگے
دوڑ کے مجنوں کی طرف ناقۂ محمل آگے

جاتی اس طرح سے اوسکوچے میں ہیں دل و ہم
دل سے ہم آگے کبھی ہم سے کبھی دل آگے

گرچہ ہوں وادی عنقا سے پرے لامکوں کو بس
لیک ہے گم شدگی کی ابھی منزل آگے

تجھسا ناقص بھی غنیمت ہے اب اے ذوق
کاملیت ہے کہاں ہو چکے کامل آگے

تو آنکھ میں نہ سرمۂ دنبالہ دار دے
مفتون چشم کو یوہیں اک وار مار دے

چھلا نہیں تو چھلے کا گل لئے نگار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے

دشنام ہو کے وہ ترش ابرو ہزار دے
یان وہ نشے نہیں جنھیں ترشی اوتار دے

کیا خاک تجھ پہ جان کوئی جان نثار دے
مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے

جولان سمند ناز کو اے شہسوار دے
تو سرمہ چشم ماہ میں میرا غبار دے

ایسا نہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے

کرتا ہے یون فغان دل امیدوار وصل
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے

لے وام داغ دل سے مرے سوزش آفتاب
وعدے پہ روز حشر کے پر کون اودھار دے

بے فیض گر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ وار دے

عاشق نصیب انجم گردون سی اپنے اشک
کیون کوڑیون کے بدلے در شاہوار دے

چتنے سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

شرارے متصل نکلے یہاں تک سنگ طفلاں سے
کہ چمکے ہے سر مجنوں پہ بجلی سنگ باراں سے

یہاں تک ناتواں ہیں ہم گذر جائیں اگر جاں سے
اوٹھائی مور لاشے کو ہمارے دست مژگاں سے

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے
کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوراں سے

ناتمام

جو خانۂ ہستی میں ہے انسان کے لیے ہے
آراستہ یہ گھر اسی مہمان کے لیے ہے

زلفیں تری کافر نہیں دل سے مرے کیا کام
دل کعبہ ہے اور کعبہ مسلمان کے لیے ہے

کیونکر نہ سخن سے ہوں گرفتار قفس کے
ہاں قید قفس مرغ خوش الحان کو لیے ہے

ہے بادہ کشوں کو لیے اک غیب سے تائید
زاہد جو دعا مانگتا باراں کے لیے ہے

اپنوں سے نہ مل اپنے ہیں سب اپنوں کے دشمن
ہر نے میں بھری آگ نیستاں کو لیے ہے

دیگر

چُنی تو نے افشاں جو اے مہ جبیں ہے
ستاروں میں کیا کیا چناں اور چنیں ہے

نہ پوچھو کہ دل شاد ہے یا حزیں ہے
نہیں یہ بھی معلوم ہے یا نہیں ہے

یہی گر تری چشم سحر آفریں ہے
تو نہ دل نہ جاں ہے نہ ایماں نہ دیں ہے

نہ چھوڑے گی جیتا مجھے چشم قاتل
یقیں ہے یقیں بلکہ عین الیقیں ہے

کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
مرا عشق کم ہمت چرخ بالا نشیں ہے

پڑے تفرقے یہ جدائی سے تیری
کہ میں ہوں کہیں دل کہیں جاں کہیں ہے

ہنسی ہے جو کچھ رنجش آمیز اونکی
تو موج تبسم بھی چین بر جبیں ہے

وہی پاس ہے اور مری بدگمانی
لیے پھرتی مجھکو کہیں سے کہیں ہے

نہ اک آہ کی زخم سہ سو اوٹھائے
تجھے آفریں ذوق صد آفریں ہے

جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو غیر
کیا سکھائیگا سکھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

کیا ہوا ہے ذوق ہین جون مردمک ہم روسیاہ
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

کرے ہے کام تیغ یار کس کس آبداری سے
دکھاتی اپنی گلکاری ہے کیا کیا زخم کاری سے

گذرتی ہے مری مین زندگی غفلت شعاری سے
مرے نزدیک بیہوشی ہے بہتر ہوشیاری سے

زبان کھولین گے مجھپر بد زبان کیا بد شعاری سے
کہ مین نے خاک بھردی اونکے منہ مین خاکساری سے

نہوتا گر وہ شوخ خودنما سرگرم آرایش
اوٹھاتا ہاتھ خورشید فلک آئینہ داری سے

خبر کیا پوچھتے ہو اپنے بیمار محبت کی
کہ نوبت دمشماری کی تھی شب اختر شماری سے

جو پوچھے زاہد خشک اپنے دارو مین کہون مے پی
اگر پرہیز کی پوچھے کہون پرہیزگاری سے

کبھی جو سر اوٹھایا ہے تو جون اشک سر مژگان
زمین کو جائیگا سر جھکا کے اپنا شرمساری سے

قفس کو لیکے اوڑین اوسپر اسیر مضطرب تیرے
خبر گل کی سنے اوڑتی ہی گر باد بہاری سے

نہین جاتی اوٹھائی نازکانش اونکے عوض ہوتے
مری چھاتی پہ پتھر سنگدل دو چار بھاری سے

لگی بھی گر زمین سے بیٹھ تیرے تفتہ جانون کی
تو مثل برق اوٹھ بھاگینگے پھر وہ بیقراری سے

نہین آتا نہ آ ذوق رحم ہے اوس ستمگر کو
بلا سے خوش تو ہوتا ہے وہ میری آہ و زاری سے

ناتمام

زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیکان سے
دہن کا ذکر کیا یان سر ہی غائب ہے گریبان سے

اوڑائے خوب گلچھرے نکل مجنون نے زندان سے
کہ ہر سو گلفشانی ہے شرار سنگ طفلان سے

فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے
گرا تھا یہ بھی اشک سرمہ آلود اوسکی مژگان سے

جبتک کہ سر ہے ساتھ ہی یہ بسر کیے ہو سو ہو
ہم اب تو سر پہ بار محبت اوٹھا چکے

کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی اک لگا
قصہ تمام عمر کا اسے پُر جفا چکے

اب خاک کے ہین ڈھیر تو کیا اس خرابہ مین
پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اوڑا چکے

باز آیا دیکھنے سے نہ آتش رخونکے دل
سو بار آبلے اسے آنکھین دکھا چکے

حاجت نہین ہے تیری شہیدونکو غسل کی
قاتل وہ تیری ہاتھ سے خون مین نہا چکے

تم بھولکر بھی یاد نہین کرتے ہو غضب
ہم تو تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا چکے

کیا مجھسے قیمت دل وجان پوچھتا ہے تو
دونون ہین اک نگاہ پہ اے دلربا چکے

ہنکار و آج خوب چلو میکدہ کو ذوق
چھوڑو کہین وظیفہ بہت بڑبڑا چکے

ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
برق مضطر تلملانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

تیر و پیکان جتنے تھے دلمین دیے ہمنے نکال
اپنے ہاتھون گھر لٹانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

دیکھکر قاتل کو بھر لائے جراحت دل مین خون
سچ تو یون ہے مسکرانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

خط مین لکھوا کر اونھین بھیجا تو مطلع درد کا
درد دل اپنا جتانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دلکو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹکر
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

وان ہلی ابرو یہان گردن پہ پھیری ہمنے تیغ
بات کا ایما بھی پانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

سنکے آمد اونکی ازخود رفتہ ہو جاتے ہین ہم
پیشوا لینے کو جانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

ہمنے پہلے ہی کہا تھا تو کریگا ہمکو قتل
تیور ونکا تاڑ جانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

نہ لوح گور پہ ستون کی ہو نہو تعویذ
جو ہو تو خشت خم مے کوئی نشان کر لیے

اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانۂ یاس
بہشت ہے ہمیں آرام جاودان کر لیے

وہ مول لیتے ہین جسدم کوئی نئی تلوار
لگاتی پہلے مجھی پر ہین امتحان کر لیے

صریح چشم سخنگو تری سے کہے نہ کہے
جواب صاف ہے یہ طاقت و توان کر لیے

مثال نے ہے مرا جبتلک کہ دم مین دم
فغان ہے میرے لیے اور مین فغان کر لیے

بلند ہووے اگر کوئی میرا شعلۂ آہ
تو ایک اور ہو خورشید آسمان کر لیے

چلے ہین دیر کو مدت مین خانقاہ سے ہم
شکست توبہ لیے ارمغان مغان کر لیے

وبال دوش ہے اس ناتوان کو سر لیکن
لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کر لیے

بیان درد محبت جو ہو تو کیونکر ہو
زبان دل کے لیے ہے نہ دل زبان کر لیے

رہے ہے یوں کہ بر ہم نہو مزاج کہین
بجا ہے ہو دل اونکے مزاجدان کر لیے

بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف
اور اس ضعیف سے کل کام دوجہان کر لیے

جو دل قمار خانہ مین بت سے لگا چکے
وہ عیتین چھوڑ کے کعبے کو جا چکے

کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی
پہلے ہی اونکو میری طرف سے پڑھا چکے

آنا بلا سے اوسکا قیامت سے کم نہین
مرتے ہین انتظار مین اک روز آ چکے

زہر اب بھی ہے بادہ تو کر لینگے نوش جان
ساقی پیالا منہ سے ہم اب تو لگا چکے

اچھا کیا وفا کی عوض تو نے کی جفا
بس اب ستم نکر کہ کیا اپنا پا چکے

یاد آ گیا نہ اونکا وعدہ او نہین تو کب
جب رات کو وہ پاؤن مین مہندی لگا چکے

پچے چلتے تو دیکھے ہے ساحل کو سوارِ کشتی — پر حقیقت مین ہے کشتی سہر جیون چلتی

ذوق گل اور کوئی تازہ کھلا چاہتا ہے — کہ ہوا باغ جہان مین ہے دگرگون چلتی

مزے یہ دل کے لیے تھی نہ تھے زبان کے لیے — سو ہمنے دل مین مزے سوزشِ نہان کے لیے

نہین ثبات بلندیِ عز و شان کے لیے — کہ ساتھ اوج کے پستی ہے آسمان کے لیے

ہزار لطف ہین جو ہر ستم مین جان کے لیے — ستم شریک ہوا کون آسمان کے لیے

فروغ عشق سے ہے روشنی جہان کے لیے — یہی چراغ ہے اس تیرہ خاکدان کے لیے

صبا ہو آئے خس و خار گلستان کے لیے — قفس مین کیونکہ نہ پھڑکے دل آشیان کے لیے

سدا تپش پہ تپش ہے دلِ تپان کے لیے — ہمیشہ غم پہ ہے غم جان ناتوان کے لیے

حجر کے چومنے ہی پر ہے حج کعبہ اگر — تو بوسے ہمنے بھی اوس سنگ آستان کے لیے

نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے — عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے

جو پاس مہر و محبت کہین یہان بکتا — تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لیے

خلش سے عشق کی ہے خار پیرہن تن زار — ہمیشہ اس ترے مجنون ناتوان کے لیے

تپش سے عشق کی یہ حال ہے مرا گویا — بجائے مغز ہے سیماب استخوان کے لیے

مرے مزار پہ کس طرح سے نہ برسے نور — کہ جان دی ہے ترے روی عرق فشان کے لیے

الٰہی کان مین کیا اوس صنم نے پھونکدیا — کہ ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ سب اذان کے لیے

نہین ہے خانہ بدوشون کو حاجتِ سامان — اثاثہ چاہیے کیا خانۂ کمان کے لیے

نہ دل رہا نہ جگر دونون جلکے خاک ہوے — رہا ہے سینہ مین کیا چشم خونفشان کے لیے

تصور اوس لب شیرین کا آجاوے اگر دل مین
تو آنسو ہو کے شربت خون ہو کر انگبین نکلے

مصمم دل مین جو حسرت ہی نکالو نہین کہان اوسکو
نہ وہ زیر فلک نکلے نہ وہ زیر زمین نکلے

سُنا کرتے تھے شہرہ ذوق جنکی پارسائی کا
وہ سب پیرِ خرابات انہی کے ہمنشین نکلے

ہم تمسا عدو اپنا کسیکو نہین پاتے
تم پاتے ہو ہمکو تو چھُری کو نہین پاتے

سب غنچے ہی غنچہ دہنی کو نہین پاتے
ہنستے ہین مگر تیری ہنسی کو نہین پاتے

کیون ہمنے دیا دل تجھے اوسنگدل اپنا
کمبخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پاتے

وہ کونسا غم ہی جسے پاتے نہین دل مین
لیکن نہین پاتے تو خوشی کو نہین پاتے

لیتے ہین شب وصل مین ہم اونکے جو بوسے
وہ لب پہ سحر رنگ مسی کو نہین پاتے

مین ایسا کہین گم ہون کہ یاران عدم بھی
گم ہوکے مری گمشدگی کو نہین پاتے

معلوم نہین اوسکے دہن ہی کہ نہین ہی
اے ذوق ہم اس سر خفی کو نہین پاتے

نبض چلتی ہی کہان میری فلاطون چلتی
ہی یہ ضعف اب تو کہ چیونٹی بھی نہین یون چلتی

پہونچے کیونکر جرس ناقہ لیلی کی صدا
آج آندھی تری قسمت سے ہی مجنون چلتی

کھولدے آنکھین دم ذبح نہ دیکھونگا تجھے
پر چھری اپنی تو گردن پہ مین دیکھون چلتی

جب مین دنیا سے چلا سر پہ یہ بولی حسرت
تو اکیلا نہین ہمرہ ترے مین ہون چلتی

دور کر بالون کو سر پر سے کہے ہی لیلیٰ
پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی

مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلاگردان ہون
کہ نہین تیری بھی وان گردش گردون چلتی

عمر طے کرتی ہی ہر دم سفر سحر فنا
جسکو تو سانس کہے ہی دل محزون چلتی

ڈرتا ہون خنجر اوسکا نہ بہجاے ہو کی آب
میرے گلے مین نالۂ آہن گداز ہے

پہونچا ہی شب کمند لگا کر وہان رقیب
سچ ہے حرامزادے کی رسی دراز ہے

اوس بت پہ گر خدا بہی ہو عاشق تو آئی رشک
ہر چند جانتا ہون کہ وہ پاکباز ہے

مداح خال روے بتان ہون مجہے خدا
بخشے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے

اے ذوق پاس بہی کہلی کیون نہ راز عشق
ہر نالہ ایک کلید در گنج راز ہے

ساقیا عید ہی لا بادہ سے مینا بہر کے
کہ مے آشام پیاسے ہین مہینا بہر کے

آشناؤن سے اگر ایسے ہی بیزار ہو تم
تو ڈبو دو اونہین دریا مین سفینا بہر کے

نہین پروین کہ یہ ہین حقۂ پروین مین ملک
لائے اوس عارض روشن سی پسینا بہر کے

روز اوس گلشن رخسار سی لیجاتے ہین گل
اپنے دامان نگہ مردم مینا بہر کے

خم پر جوش کے مانند چھلکتا ہے مدام
خون حسرت سی لبون تک مرا سینا بہر کے

جام خالی بہی لگا منہ سے نہ کمظرف کی ساتھ
ذوق کی ساتھ قدح ذوق سی پینا بہر کے

نہین مژگان پر خون خار غم بہی دلنشین نکلے
جنون یہ نیشتر کیسے کہین ڈوبی کہین نکلے

عدو ہی نیش زن ڈگہر سے میرا مہ جبین نکلے
الٰہی برج عقرب سی قمر جلدی کہین نکلے

چہٹے کیا ہمسے شوق حسن گندم گون کہ گندم سے
ہمارے جد امجد چہوڑ کر خلد برین نکلے

ترے انداز سے سو سو طرح کے ناز ہون پیدا
تری ہر ناز پر سو سو کا دم اے نازنین نکلے

پری جا کر نئی دنیا سے بہی گر ڈہونڈہو دنیا مین
تو خالی خاک آدم سے نہ چپا بہر زمین نکلے

خدا دے دوربینش اور اس چشم تصور کو
کہ لاکھون کام اس [illegible] کی دوربین نکلے

تیرہ بختی مری کرتی ہے پریشان مجھکو ۔۔۔ تہمت زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہی
بڑھتی جاتی ہی جو مشق ستم اوس ظالم کی ۔۔۔ کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہی
دیتی شربت ہی کسی زہر عمری آنکھ تری ۔۔۔ عین احسان ہی وہ زہر بھی گر دیتی ہی
دم بدم زخم پہ اک زخم ہی دم لینے کی ۔۔۔ مجھکو فرصت تری کب تیغ نظر دیتی ہی
تپ دل شمع کی جب کم نہین ہوتی ناچار ۔۔۔ اوسکو کافور سپیدی سحر دیتی ہی
کوئی غماز نہین سیری طرف سے ای ذوق ۔۔۔ کان اوسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہی

مرے جو موت کی عاشق ہیلان کبھو کرتے ۔۔۔ مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
غرض تھی کیا تری تیرونکو آب پیکان سے ۔۔۔ مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہمکو توڑین گے ۔۔۔ تو گل کبھی نہ تمنای رنگ و بو کرتے
یقین ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش ۔۔۔ اوٹھینگے خواب سی ساقی سبو سبو کرتے
سمجھ یہ دار و رسن تار و سوزن ای منصور ۔۔۔ کہ چاک پردہ حقیقت کا ہین رفو کرتے
عجب نتھا کہ زمانے کے انقلاب سی ہم ۔۔۔ تیمم آب سی اور خاک سے وضو کرتے
سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھیے گر ذوق ۔۔۔ تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

ناساز ہے جو ہمسی اوسی سے یہ ساز ہے ۔۔۔ کیا خوب دل ہی واہ ہمین جسپہ ناز ہے
اوس سنگ آستان پہ جبین نیاز ہے ۔۔۔ وہ اپنی جانماز ہے اور یہ نماز ہے
دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب ۔۔۔ ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے
خانہ خرابیان دل بیمار غم کی دیکھ ۔۔۔ وہ ہی دوا خراب ہی جو خانہ ساز ہے

ڈرتا ہون خنجر اوسکا نہ بہجاوے ہو کی آب | میرے گلے مین نالۂ آہن گداز ہے
پہونچا ہی شب کمند لگا کر وہان رقیب | سچ ہے حرامزادے کی رسّی دراز ہے
اوس بت پہ گر خدا بھی ہو عاشق تو آئی رشک | ہر چند جانتا ہون کہ وہ پاکباز ہے
مدّاح خال روے بتان ہون مجھے خدا | بخشے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے
اے ذوق اپنا سب پہ کھلے کیون نہ راز عشق | ہر نالہ ایک کلید در گنج راز ہے

ساقیا عید ہی لا بادہ سے مینا بھر کے | کہ مے آشام پیاسے ہین مہینا بھر کے
آشناؤن سے اگر ایسے ہی بیزار ہو تم | تو ڈبو دو اونھین دریا مین سفینا بھر کے
نہین پروین کہ یہ ہین حقۂ پروین مین ملک | لائے اوس عارض روشن سے پسینا بھر کے
روز اوس گلشن رخسار سے لیجاتے ہین گل | اپنے دامان نگہ مردم مینا بھر کے
خم پرجوش سے کے مانند چھلکتا ہے مدام | خون حسرت سے لبون تک مرا سینا بھر کے
جام خالی بھی لگا منھ سے نہ کمظرف کے ساتھ | ذوق کے ساتھ قدح ذوق سے پینا بھر کے

نہین مژگان پرخون خار غم بھی دلنشین نکلے | جنون یہ نیشتر کیسے کہین ڈوبی کہین نکلے
عدو ہی نیش زن و گھر سے میرا مہ جبین نکلے | الٰہی برج عقرب سے قمر جلدی کہین نکلے
چھٹے کیا ہمسے شوق حسن گندم گون کہ گندم سے | ہمارے جد امجد چھوڑ کر خلد برین نکلے
ترے انداز سے سو سو طرح کے ناز ہون پیدا | تری ہر ناز پر سو سو کا دم اے نازنین نکلے
پری جا کر نئی دنیا سے بھی گر ڈھونڈھو دنیا مین | تو خالی خاک آدم سے نہ چپا بھر زمین نکلے
خدا دے دوربینش اور اس چشم تصور کو | کہ لاکھون کام اس [illegible] دوربینی نکلے

تیرہ بختی مری کرتی ہے پریشان مجھکو
تہمت زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہے

بڑھتی جاتی ہے جو شوخی ستم اوس ظالم کی
کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہے

دیتی شربت ہے کسی زہر بھری آنکھ تری
عین احسان ہے وہ زہر بھی گر دیتی ہے

دمبدم زخم پہ اک زخم ہے دم لینے کی
مجھکو فرصت تری کب تیغ نظر دیتی ہے

تپ دل شمع کی جب کم نہیں ہوتی ناچار
اوسکو کافور سپیدی سحر دیتی ہے

کوئی غماز نہیں میری طرف سے اے ذوق
کان اوسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

مزے جو موت کے عاشق بیاں کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

غرض تھی کیا تری تیرونکو آب پیکان سے
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے

اگر یہ جانتے چن چن کے ہمکو توڑینگے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

یقین ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش
اٹھینگے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے

سمجھ یہ دار و رسن تار و سوزن اے منصور
کہ چاک پردۂ حقیقت کا ہیں رفو کرتے

عجب نتھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے

سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھیے گر ذوق
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

ناساز ہے جو ہمسے اوسی سے یہ ساز ہے
کیا خوب دل ہے واہ ہمیں جسپہ ناز ہے

اوس سنگ آستان پہ جبین نیاز ہے
وہ اپنی جانماز ہے اور یہ نماز ہے

دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے

خانہ خرابیان دل بیمار غم کی دیکھ
وہ ہی وہ خراب ہے جو خانہ ساز ہے

مجھے یقین ہے نہین دکھائینگے اپنے رخسار لالہ گون کو
روان مری چشم تر سے جبتک وہ خون حسرت ندیکھ لینگی

یہ لوگ نا واقف محبت نہونگے واقف تپ درون ہے
کہ جبتلک مثل برق رگ رگ مین میری سرعت ندیکھ لینگی

خط اوسکو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیگر کسیکا دھوکا
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا مری عبارت ندیکھ لینگی

کیا مدنظر تمکو ہے یارون سے تو کہیے
گر منہ سے نہین کہتے اشارونسے تو کہیے

حال دل بیتاب کہا جائے جو ہمسے
گر کہیے نہ لاکھونسے ہزارون سے تو کہیے

کیا کہتے ہو آئینگے سر خاک شہیدان
کچھ فتنے اوٹھانے ہون مزارونسے تو کہیے

پھر قم نہ کہین حضرت عیسیٰ اگر اونسے
کہیے یہی قم عشق کے مارون سے تو کہیے

کچھ سوز دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
فرصت ہو تپ غم کے حرارونسے تو کہیے

موقوف ہی گر دل کا نمکدار آن ادا پر
تو پہلے کچھ ان میر شکارون سے تو کہیے

ان دانتون کو کیا موتیون سے کہتے ہو ہمتا
موتی نہین کچھ مال ستارون سے تو کہیے

شانے کا دل چاک پسند آپکو آیا
کسواسطے یہ سینہ فگارون سے تو کہیے

کہیو نہ تنگ ظرف سے اے ذوق کبھی ان
کہکر اوسے سننا ہو ہزارون سے تو کہیے

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

زال دنیا ہے عجب طرح کی علامۂ دہر
مرد و ہشیار کو بھی دہریہ کر دیتی ہے

یہ خانۂ ہستی ہے عجب خانۂ رنگین	اے ذوق مگر ہستی بنیاد غضب ہے

۱۱ ہوے وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے
رہیں گے رویت سے بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے
ہمیں غرض کیا کہ جائینگے ہم حرم کو اے شیخ بتکدہ سے
یہیں بتوں میں خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے
نہ دیکھی کیسی کیسی آفت جہان میں ہمنے تمہارے باعث
اور آگے کیا کیا غم والم ہم تمہاری دولت نہ دیکھ لینگے
دکھانا احوال اونکو اپنا یہ اونکی الفت کا امتحان ہے
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے نہوگی الفت نہ دیکھ لینگے
بلا سے گردانیال کا سا نہیں ہے پاس اپنے فالنامہ
ہم اپنے نقطونسے داغ دل ہی کی فال دولت نہ دیکھ لینگے
ہلال کو دیکھیں کیوں فلک پر اگر ہے منظور عید ہمکو
تو اوسکی تیغ ستم کا دل میں لب جراحت نہ دیکھ لینگے
بہار باران کو کون دیکھے بغیر یاران ہے تیر باران
ہم اسکے بدلے سرشک مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھ لینگے
اگرچہ میں مر بھی جاؤنگا تو کہیں گے جیتا ہے دم چرایا
وہ جب تلک اپنے آستانے پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے

ہم چاہتے ہی تمکو گرے سبکی نظر سے
پہلے ہی سے اِس چاہ کی افتاد غضب ہے

اوس بت کا سمجھ حسن خداداد نہ اسکو
یہ کچھ پئے خدا کا دلِ ناشاد غضب ہے

ہوتا ہے سپند ایک ہی آواز مین آخر
کیا سوختہ جانون کی بھی فریاد غضب ہے

توڑا کمرِ شاخ کو کثرت نے ثمر کی
دنیا مین گرانباریِ اولاد غضب ہے

اے شوخ تری چشم غضبناک کے ہوتے
ہم چاہین قضا سے اگر امداد غضب ہے

اللہ کرے خیر مرے شیشۂ دل کی
پھر آج وہ مستِ مئ بیداد غضب ہے

بھولا نہ مجھے قتل گہِ عام مین قاتل
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے

اخوانِ شیاطین ہین یہ مستِ مئ پندار
کیا حضرتِ آدم کی بھی اولاد غضب ہے

مرتے نہین حورون پہ تری طرح سے واعظ
ہم جسپہ ہین عاشق وہ پریزاد غضب ہے

انجم سے رخِ چرخ پہ بوندین ہین عرق کی
عاشق کی ترے گرمیِ فریاد غضب ہے

ہے سرو تو پابند غمِ بے ثمری مین
کہتے ہین گرفتار کو آزاد غضب ہے

غصہ ہے ترا قہر ترا قہر قیامت
رنجش تری بیداد ہی بیداد غضب ہے

ہے غم سے ہنوز آئینہ با دیدۂ پر آب
اسکندرِ رومی کی بھی روداد غضب ہے

وہ کون سا غم ہے کہ جو دنیا مین نہین ہے
اور اسپہ بھی دلکش یہ غم آباد غضب ہے

قامت ہی ترا کیا ہی سرِ سرو قیامت
طرہ بھی سرِ طرۂ شمشاد غضب ہے

دین ہوش بھلا مردمِ ہشیار کی پل مین
آنکھون کو تمہاری یہ فسون یاد غضب ہے

سو فتنہ ہین پنہان نظرِ لطف مین اسکی
یہ لطف نہین اے دلِ ناشاد غضب ہے

ہاے رے حسرتِ دیدار مری جاے کو بھی — لکھتے ہیں ہائے دو چشمی سے کتابت والے

نہیں خبر شمع مجاور مری بالینِ مزار — نہیں خبر کثرتِ پروانہ زیارت والے

نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش — دیکھ تو ہم بھی ہیں کیا صبر و قناعت والے

کیا تماشا ہے کہ مثلِ مہِ نو اپنا فروغ — جانتے اپنی حقارت کو ہیں شہرت والے

دل سے دیکھو کہتا ہوں میں مجھ سے ہی کچھ دل کہتا — دونوں اک حال میں ہیں رنج و مصیبت والے

تو جو آجاے تو اے درد محبت کی دوا — میرے ہمدرد ہوں بیدرد نصیحت والے

چھوڑ دیتے ہیں قلم جوں قلمِ آتشبار — میری شرحِ تپشِ دل کی کتابت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا — دلِ بیمار کے ہیں وہ ہی عیادت والے

تو مرے حال سے غافل ہے برائے غفلت کیش — تیرے انداز تغافل نہیں غفلت والے

نازہی گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق — اسنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

کیا غمزہ ترا سر بسر بیداد غضب ہے — جلاد فلک سے بھی یہ جلاد غضب ہے

جو ہے ستم و کینہ و بیداد غضب ہے — سر تا بقدم وہ ستم ایجاد غضب ہے

ناز آفت و چشم ستم ایجاد غضب ہے — شاگرد بھی ہے قہر جو استاد غضب ہے

بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے — فریاد نہ کر دیکھ یہ صیاد غضب ہے

کیوں غنچہ پریشان ہو نہ ہوتے ہی شگفتہ — اس باغ میں ہونا ہی دلِ شاد غضب ہے

نکلے ہے صدا کوہ سے ہم آتش و ہم آب — کیا سوز و گداز دلِ فرہاد غضب ہے

خاکستر پروانہ پہ روتی ہے بجا شمع — ہو خاک جگر سوختہ برباد غضب ہے

کب وہ گذرتے ہین سرِ اسراف و گزاف سے / جنکی کہ آشنا ہے زبان لام کاف سے

چل میکدہ مین شیخ بسر کر مہ صیام / مسجد مین تنگ بیٹھا ہی کیون اعتکاف سے

نالون نے دی چڑھا جو تپ لرزہ مہر کو / کھولی نہ آنکھ ابر سیہ کے لحاف سے

پھینکے ہی اک جنبشِ مژگان مین وہ پری / اس اپنے ناتوان کو بھی کوہ قاف سے

ہے جوہر کمال پہ تمغا اگر نقب سپر / ہے تیغ تیز سنگ ہی اوسکو غلاف سے

گذری ہی مشق سینہ شگافی مین عمر چرخ / اس کلک تیز نالہ گردون شگاف سے

گردش ہی اوسکی چشم کی کیون میرے دل کو گرد / کافر کو کام کعبہ کے ہے کیا طواف سے

لڑتے ہین گہ نصیب سے گاہی فلک سے ہم / فرقت کی رات کم نہین روزِ مصاف سے

لکھتا ہی شیخ مسئلہ وحدتِ وجود / لیکن دوئی عیان ہی قلم کے شگاف سے

گلہاے رنگ رنگ سے ہی زینتِ چمن / اے ذوق اس جہان کو زیب اختلاف سے

کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے / اونکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے

چاہین گر چارہ جراحت کا محبت والے / بیچین الماس و نمک سنگ جراحت والے

گئے جنت مین اگر سوز محبت والے / تو یہ جانو رہے دوزخ ہی مین جنت والے

ساقیا ہون جو صبوحی کے نہ عادت والے / صبح محشر کو بھی اوٹھین نہ ترے متوالے

رہے جون شیشہ ساعت وہ مکدر دونون / کبھی مل بھی گئی دو دل جو کدورت والے

کس مرض کی ہین دوا یہ لب جان بخش ترے / جان بلب ہین ترے آزار محبت والے

حرص کے پھیلتے ہین پانون بقدر وسعت / تنگ ہی رہتے ہین دنیا مین فراغت والے

کھائے کوچے مین ترے آکے جو سنگِ طفلان / آئے مجنون کو ترے میوۂ جنت کے مزے

لگتی مرچین ہی کبابونکو ہین کیا کیا سُنکر / دلِ بریان سے مری سوزِ محبت کے مزے

صرف ہر زخمِ جگر تا نہو صد کان نمک / لوٹے کیا عشق مین اُس کانِ ملاحت کے مزے

لذتِ عشق مین ہو کاش تناسخ ہی سہی / کہ اوڑائین تری سر بار شہادت کے مزے

دیکھکر اوسکو گیا عالمِ حیرت مین تو مین / لیک مین کیا کہون اوس عالمِ حیرت کے مزے

سجدہ مین پا کے خمِ مے پہ ہے کس لطف سے مست / یون عبادت ہو تو زاہد ہین عبادت کے مزے

غنچہ خندان ہو نہ کیون کرکے زر اپنا برباد / کہ اوڑانے ہی مین دولت کے ہین دولت کے مزے

جانِ شیرین بھی گئی اور نہ ملی شیرین بھی / پوچھو فرہاد سے اس تلخیِ حسرت کے مزے

ابرو باران کو نہ کیون لطف اُٹھائین میخوار / کہ اوڑاتے ہین گنہگار ہی رحمت کے مزے

ہی نمک پاش جو ہنس ہنس کے وہ لعلِ نمکین / لے رہا ہی دلِ مجروح جراحت کے مزے

کچھ جتاؤن جو محبت تو کہے ہے کہ تجھے / دیکھ تو کیسے چکھاتا ہون محبت کے مزے

ذائقہ چاشنیِ عشق کا کامل ہو تو دین / شادیِ وصل کی لذت غمِ فرقت کے مزے

نہین جنکو ہمہ گی کوئی مزا دنیا مین / پر مزیدار بنا دیتے ہین غفلت کے مزے

خنجرِ ناز نے کیا چاٹ لگائی دل کو / چاٹتا ہونٹھ ہے لیکے جراحت کے مزے

بے مزاجی کو کرین لاکھ ترے ظلم و ستم / بھولنے کی نہین پہلی وہ عنایت کے مزے

پھر بھٹا زخم کا انگور مبارک اے ذوق / دلِ زخمی کو تری بادۂ عشرت کے مزے

اول ہی سے بشر کو ہی رغبت خلاف سے / لیتا تھا کام منہ کا شکم مین یہ ناف سے

اوڑھی جہان ہی سے جو بستر سے وہ اٹھے تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے
بُرّندہ ایک تیغ محرف سے بھی سوا اوس کج ادا نے اور نکالی تراش ہے
مسکن پذیر آج ہی لمین نہین ہے غم روز ازل سے اسکی یہین بود و باش ہے
ای ذوق جانتا ہے وہ ہمدرد میرا درد دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہے

ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی
بیٹھے بھرے ہوے ہین خم مے کی طرح ہم پر کیا کرین کہ مُہر ہے مُنہ پر لگی ہوئی
چلاٹے بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ ہے یہ تو اسکو چاٹ ستمگر لگی ہوئی
میت کو غسل دیجیو نہ اس خاکسار کی ہے تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی
عیسیٰ بھی گر ہے پاس تو ممکن نہین شفا خورشید کو وہ تپ ہے فلک پر لگی ہوئی
نکلے ہے کب کسی سے کہ اوسکی مژہ کی نوک ہے پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی
کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
بیٹھے ہین دل کے بیچنے والے ہزار ہا گذرے ہے اوسکی راہگذر پر لگی ہوئی
یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجاے مُہر آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی
مُنھ سے لگا ہوا ہے اگر جام مے تو کیا ہے دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی
ای ذوق دیکھ دختر رز کو نہ مُنہ لگا چھٹتی نہین ہے مُنہ سے یہ کافر لگی ہوئی

تجھکو کچھ یاد بھی ہین پہلے وہ الفت کے مزے بیمزہ ہونیکے لطف اور شکایت کے مزے
بے محبت نہین ای ذوق شکایت کے مزے بے شکایت نہین ای ذوق محبت کے مزے

قسمت اوس بُت سے جا لڑی اپنی
دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے

نہین مژگان کی دو صفین گویا
اِک بلا اِک بلا سے لڑتی ہے

شورِ قلقل یہ کیون ہے دخترِ رز
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے

نگہ ناز اسکے عاشق سے
چھوٹ کس کس ادا سے لڑتی ہے

تیرے بیمار کے سرِ بالین
موت کیا کیا شفا سے لڑتی ہے

واہ کیا کیا طبیعت اپنی بھی
عشق مین ابتدا سے لڑتی ہے

زالِ دنیا نے صلح کی کسدن
یہ لڑاکا سدا سے لڑتی ہے

تیری شمشیرِ خون کے چھینٹون سے
چھینٹے آبِ بقا سے لڑتی ہے

دیکھو اوس چشمِ مست کی شوخی
جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

سچ ہے الحرب خدعۃ ای ذوق
نگہ اوسکی دغا سے لڑتی ہے

دلکی معاش غم اسے غم کی تلاش ہے
ڈرتا ہون دل ہی مین کہ بڑا بدمعاش ہے

اِس بتکدہ مین کون ہے کافر ترے سوا
تو آپ ہی بت پرست و بت تراش ہے

لبریز صد نشاط برنگِ ہلالِ عید
سینہ مین میرے ناخنِ غم کی خراش ہے

ہوتے وبالِ دوش نہین کشتگانِ عشق
اوڑجاتی ٹھوکرون ہی مین عاشق کی لاش ہے

کہتے یہ اشک و آہ ہین تکلیف کیون عبث
ہو جاتا راز دل تو نگاہون مین فاش ہے

دنیا ہے یہ جو سرمہ کے دانہ ہے خال کا
گویا کہ دستِ چشمِ فسونگر مین ماش ہے

کیا شاد کو خفیف کرے ہے زبان خلق
شاباش جسکو کہتے ہین وہ شاد باش ہے

سمجھے ہی واجب الرعایت دوست
دشمنون کی رعایتون سے مجھے

کرنہ گریہ مین تو کمی اے چشم
شوق کم ہے کفایتون سے مجھے

لیگئی عشق کی ہدایت ذوق
اوس سرے سب نہایتون سے مجھے

الٰہی کس سکینہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہے
کہ آج کوچے مین اوسکے شور ربّا ی ذنبٍ قتلتنی ہے

غمِ جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا مجھپہ کیا بنی ہے
جگر گدازی ہی سینہ کاوی ہی دلخراشی ہی جانکنی ہے

زمین پہ نورِ قمر کے گرنے سے صاف اظہار روشنی ہے
کہ ہین جو روشن ضمیر اونکا فروغ اونکی فروتنی ہے

بشر جو اس تیرہ خاکدان مین پڑا یہ اسکی فروتنی ہے
وگرنہ قندیل عرش مین بھی اسیکی علوی کی روشنی ہے

ہوے ہین تر گریۂ ندامت سے اسقدر آستین و دامن
کہ میری تر دامنی کے آگے عرق عرق پاکدامنی ہے

ہوے ہین اہل اپنی سادگی سے ہم آشنا جنگ و آشتی سے
اگر نہ ہو یہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

لگا نہ اس بتکدہ مین تو دل جو ٹوٹنا ہے تو ٹوٹ کر مل
کہ کیسا ہی کوئی خوش شمائل صنم ہے آخر شکستنی ہے

نہیں ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہے توانگر
جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

کوئی ہے کافر کوئی مسلمان جدا ہر اک کی ہے راہ ایمان
جو اسکے نزدیک رہبری ہے وہ اسکے نزدیک رہزنی ہے

تکلف منزل محبت نکر چلا چل تو بے تکلف
کہ جا بجا خار زار وحشت سے زیر پا فرش سوزنی ہے

خدنگ مژگان سے ذوق اسکے دل اپنا سینہ سپر ہے جب سے
مثال آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوار آہنی ہے

آنکھ اس پرجفا سے لڑتی ہے
جان کشتی قضا سے لڑتی ہے

شعلہ بھڑکے نہ کیونکہ محفل مین
شمع تجھ بن ہوا سے لڑتی ہے

گنبد مین گردِ باد کے مجنون نے گھر کیا
سرگشتہ ایسا کون جو چھتّر مین گھر کرے
آنکھ اپنی اسکے لب پہ عجب گھر بنا گئی
جون عنکبوت برگ گل تر مین گھر کرے
قاتل مرے لہو کو شتابی سے دھو کہین
جون مورچہ نہ یہ ترے خنجر مین گھر کرے

ناتمام

آتا نہین مطلعت کیا دیر لگائی ہے
کھینچ اسے کشش الفت کیا دیر لگائی ہے
قاصد تو کب آئیگا ہی پر بیک اجل نے بھی
یان آنے مین یا قسمت کیا دیر لگائی ہے
گر قتل ہی کرنا ہے قاتل کہین جلدی ہو
لاحول ولا قوۃ کیا دیر لگائی ہے
یان وعدہ بھی آپہونچا تو اتبلک آتا ہے
اللہ رے تری غفلت کیا دیر لگائی ہے
بے بادہ گلستان مین پیتے ہین لہو یکش
ساقی نے دم عشرت کیا دیر لگائی ہے
دے پھونک کہین دل کو مدت سے سلگتا ہے
ای سوز غم فرقت کیا دیر لگائی ہے
بالین پہ کہا میری ہنگامہ محشر نے
تو اٹھو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہے
اوسکے لب خنجر کا لینا ہے اگر بوسہ
تو اے دل پر حسرت کیا دیر لگائی ہے
ای ذوق شہید اوسکو کرتی ہے کئی عاشق
کرتی ہے اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے

خوب رو کا شکایتون سے مجھے
تو نے مارا عنایتون سے مجھے
کہتے کیا کیا ہین دیکھ تو اغیار
یار تیری حمایتون سے مجھے
یہ بھی تقدیر کا لکھا کہ لکھے
خط وہ کن کن کنایتون سے مجھے
واجب القتل اوسنے ٹھہرایا
آیتون سے روایتون سے مجھے

سرمایۂ امید ہے کیا پاس ہمارے
اک آہ بھی سینے مین سو نا امید اثر سے

وہ خُلق سے پیش آتے ہین جو فیض رسان ہین
ہر شاخ ثمر دار مین گُل پہلے ثمر سے

حاضر ہین مرے توسنِ وحشت کی جلو مین
باندھے ہوے کہسار بھی دامن کو کمر سے

فریاد ستمکش ہے وہ شمشیر کشیدہ
جبتک نہ رُکے وار فلک کی بھی سپر سے

اشکو نمین بہے جاتے ہین ہم جانبِ دریا
مقصود رہِ کعبہ ہے دریا کے سفر سے

اُف گرمیِ وحشت کہ مری ٹھوکرون ہی مین
پتھر ہین پہاڑ و نکے اوڑے جاتے شرر سے

کچھ رحمتِ باری سے نہین دور کہ ساقی
رو دین جو ذرا مست تو مے ابر سے برسے

کشتہ ہون نہین کس چشم سیہ مست کا یارب
ٹپکے ہے جو مستی مری تربت کے شجر سے

کھلتا نہین دل بند ہی رہتا ہے ہمیشہ
کیا جانیے کہ آجائی ہے تو اسمین کدھر سے

نالونکے اثر سے مرے پھوڑا سا ہے پکتا
کیون ریم سدا نکلے نہ آہن کی جگر سے

اے ذوق کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

کٹر اور اسا اور وہ پتھر مین گھر کرے
انسان وہ کیا نہ جو دلِ دلبر مین گھر کرے

تیر اوس نگہ کا گر دلِ مضطر مین گھر کرے
ناسورِ عشق زخم کی پھر گھر مین گھر کرے

پتلی سیاہ دیکھیو اوس چشم مست کی
بھونرا عجب ہے یون گلِ عبہر مین گھر کرے

یون میرے دلمین چبھتی ہے دندانکی اوسکی تاب
ہیرے کی جون کنی کوئی گوہر مین گھر کرے

بلبل کا آشیانہ ہے گلشن مین کیا عجب
اوس رُخ پہ مل جو زلف معنبر مین گھر کرے

دکھلاوے جوشِ گریہ اگر میری چشم تر
مردم کی غرق سیکڑون پل بھر مین گھر کرے

ہون یہ لاغر جھک گئی قامت اک خس کے بوجھ سے
جون کبادہ لچکے ہی پاے مگس کے بوجھ سے

پیر اسیری مین گران خاطر ہو نمین جاتا ہی ٹوٹ
آہنی قلاب بھی میری قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈوبی ہی اور تیرے ہی مردہ آب مین
بوجھ شاید جسم کا کم ہی نفس کے بوجھ سے

باندھ دی ناقہ کی گردن مین دل نالان قیس
بوجھ اسکا کم ہی ای لیلی جرس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہان احمق اوٹھا کر بار حرص
رہگیا یہ تو گدھا دلدل مین پھنسکے بوجھ سے

اپنے دامن مین نہ لے میرے گل لخت جگر
جی دھڑکتا ہی کہین چولی نہ مسکے بوجھ سے

کیا ہوا دل نے لیا گر ایک کوہ غم اوٹھا
یہ نہین ای ذوق دبتا ایسی دس کے بوجھ سے

رخصت ای زندان جنون زنجیر در کھڑکائی ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائی ہے

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پاے ہی
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے

واہ وا شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک
استخوان میرے ہما کس کس مزے سے کھای ہے

ہان مدد طاقت کہ ہی ضعف سے سینہ مین دم
دیکھیے لب تک خدا کیونکر مجھے پہونچائی ہے

بس کرم سوز دروں یہ جائینگے دل اور جگر
رحم جوش گریہ پھر چھاتی ابھی بھر آئے ہے

بل بے استغنا کہ وہ یان آتی آتے رہگئے
اوف ری بیتابی کہ یان تو دم ہی نکلا جائے ہے

نزع مین بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہی انتظار
جانب در دیکھ لی ہی جبکہ ہوش آ جائے ہی

زخمی ہون مین اوس ناوک دزدیدہ نظر سے
جانیکا نہین چور مرے زخم جگر سے

ہم خوب ہین واقف تری انداز کمر سے
یہ تار نکلتا ہی کوئی دل کے گہر سے

گر ہی کبھی پھرے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے
تو جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے

جلینگے آتشِ رنگِ حنائی پا سے گھر کتنے
ہلا پنکھا جو وقتِ گرمیِ رفتار دامن سے

دکھائے صدمۂ زنجیر نے یہ پاؤن مجنون کے
کہ اک صدمہ سا پہونچے ہے دمِ رفتار دامن سے

عزیزا اصلا نہین سرمایۂ ہمت کہ دریا نے
گرہ دیکر نہ باندھا گوہرِ شہوار دامن سے

مرے پا بھی نہین دیتے خلش گر کوہ مین آتش
کہ صحرا پونچھتا ہی کب سنانِ خار دامن سے

سرایت کچھ جو خونِ کوہکن کر جائے پتھر مین
نکالے لعل ہی پتھر کی جا کہسار دامن سے

فرشتے تیرے دامن کو بنائین جانماز اپنی
اگر دھو ڈالے تو داغ مئے پندار دامن سے

مرے پاؤنکے چھالے ہوتے ہین کیا کیا شکستہ دل
جو کوئی ٹوٹ جاتا ہے اولجھکر خار دامن سے

مرا آنسو ہے وہ زہرآب نیلا ہو بدن سارا
خدا ناخواستہ لگجائے گر اے غمخوار دامن سے

ترے مجنون کو ہے وہ جامۂ عریانِ تن زیبا
کہ جسکو آستین سے ننگ ہے اور عار دامن سے

یہ تجھ بن اشکباری ہے کہ آنسو پونچھتا ہون مین
کبھی تو آستین سے اور کبھی ہے یار دامن سے

کہان وہ موسمِ طفلی کہ ہم دامن سوار ونہین
لیا کرتے تھے کارِ توسنِ رہوار دامن سے

مرا وہ گریۂ غم خندۂ عشرت سے بہتر ہو
اگر آنسو مرے پونچھے وہ گلِ رخسار دامن سے

مین وہ آلودہ دامن ہون بنائین تار سبحہ کا
فرشتے پاک دامن لیکے میرے تار دامن سے

یہ صیدِ ناتوان بسمل پر افتادہ اوڑ جائے
لگالے گر نسیمِ دامنِ گلزار دامن سے

ہوا پنکھے کی خواب آور ہے یہ کیا ایک جنبش مین
کرے سو فتنۂ خوابیدہ وہ بیدار دامن سے

نگاہِ بوالہوس آندھی ہے تیری خاک اوڑا دیگی
چھپالے تو چراغِ شعلۂ رخسار دامن سے

ہووے ہے دل جلونکی ذوق ہمسایونسے دلداری
کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے

افسوس ہی کہ سایۂ مرغ ہوا کی طرح
ہم جسکے ساتھ ساتھ چلین وہ جدا چلے

قاتل جو تیرے دل مین کاوٹ تھو تو کیون
رُک رُک کے میرے حلق پہ خنجر ترا چلے

آلودہ سُرمہ سے نہوئی چشم مین نگاہ
دیکھا جہان سے صاف ہی اہلِ صفا چلے

کیا دیکھتا ہی ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب
یان جان ہی بدن مین نہین نبض کیا چلے

لیجائین تیرے کشتہ کو جنت مین بھی اگر
پھر پھر کے تیرے گھر کی طرف دیکھتا چلے

اے ذوق ہی غضب نگہ یار الحفیظ
وہ کیا بچے کہ جسپہ یہ تیر قضا چلے

الگ تا ہو نہ کھینچ کھینچکر مرا ہر تار دامن سے
نہ دامن خار سے چھوٹے نہ چھوٹے خار دامن سے

خبر لون جیب کی یا مین رہون ہشیار دامن سے
جنون اولجھی مین تلخن جب سے اور خار دامن سے

لگے ہی اس تمنا مین مرے ہر خار دامن سے
کرون دستار مین گر ہو عطا اک تار دامن سے

لگے اوس شعلہ خو کو کون مجھسا زار دامن سے
اولجھ سکتا ہی کوئی برق کی بھی خار دامن سے

کرے ہی گرد دھوتے دھوتے تو جدا ہر تار دامن سے
نچھوٹے خون مرا تیرے ای خونخوار دامن سے

کیا تو نی کنارا ہمسے اور ہاتھو نسی وحشت کے
گریبان ہمکنار آکر ہوا ای یار دامن سے

تری جو سجدۂ در سے جبین ہو خاک آلودہ
نہ پونچھین حور عین کے ای پری رخسار دامن سے

بھلا بے پردہ بھی ہمسی تو اوسنے یون کیا پردہ
بنایا درمیان اک پردۂ دیوار دامن سے

وہی زیبا ہی اوسکے واسطے جو قطع ہی جسکی
نکل سکتا ہی کوئی آستین کا کار دامن سے

اب اونکو شش جہت مین ہفت دریا لوگ کہتے ہین
گرے تھے اشک کے قطرے مرے دو چار دامن سے

پھرون کھینچے ہوئے کوسون مین اپنے وحشت سے
اگر بندھ جائے میرے دامنِ کہسار دامن سے

موذیون کو حق نے دی آنکھین کہ تا لاوین بلا — عین حکمت تھی کہ معدوم البصر عقرب بنے

عشق ہے اے ذوق وہ کافر کہ جسکے ہاتھ سے — شیخ صنعان سا مسلمان برہمن زادہ بنے

کچھ نہین چاہیے تجہیز کا اسباب مجھے — عشق نے کشتہ کیا صورت سیماب مجھے

اوسنے مارا رخ روشن کی دکھا تاب مجھے — چاہیے بہر کفن چادر مہتاب مجھے

کل جہان سے کہ اوٹھا لائے تھے احباب مجھے — لیچلا آج وہین پھر دل بیتاب مجھے

چمن دہر مین جون سبزۂ شمشیر ہو نمین — آب کی جاے دیا کرتی ہے زہراب مجھے

مین وہ مجنون ہون کہ مجنون بھی ہمیشہ خط مین — قبلہ و کعبہ لکھا کرتا تھا القاب مجھے

جوہرے واقف جوہر ہین وہ رکھتے ہین عزیز — تیرہ بختی مین بھی جون تیغ سیہ تاب مجھے

کنج تنہائی مین دیتا ہون دلاسے کیا کیا — دل بیتاب کو مین اور دل بیتاب مجھے

ق مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا — کہ رہا مد نظر عشق کا آداب مجھے

ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہو سوا — لیوے اسطرح سے زانو کی تلے داب مجھے

ہو گیا جلوۂ انجم مری آنکھون مین نمک — کیونکہ آئی شب ہجران مین کہو خواب مجھے

غزل اول ناتمام

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے — تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

اے غم مجھے تمام شب ہجر مین نکھا — رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

بل بے غرور حسن زمین پر رکھے نہ پانون — مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے

کیا لیچلے گلی سے تری ہم کہ جون نسیم — آئے تھے سر پہ خاک اوڑانے اوڑا چلے

آبلہ ہائے تن جو خیمے سے دکھلائی دیتے ہین
مزرعۂ دل پر بسیرا اک غم کا آکر لشکر ہے

ہو وہ دلِ مظلوم ہمارا کیون نہ شہیدِ دشتِ بلا
در پے اسکے شامیون کا وہ زلفِ معنبر لشکر ہے

موذی حسرت کش کو ایذا کیونکہ نہ دیوین جمع ضعیف
دشمنِ مارِ زخم رسیدہ مور کا اکثر لشکر ہے

کعبہ تو یہ خدا ہی رکھے آج کہ جوشِ ابر نہین
اک اصحاب الفیل کا سایہ دوش ہوا پر لشکر ہے

ہین وہ شاہِ کشورِ غم ہون یارون جسکے ساتھ سدا
جوشِ اشک کی دولت سے جون موجِ سمندر لشکر ہے

گاہ ہجومِ یاس مین ہو دل گاہ ہجومِ حسرت مین
ہے یہ مردِ سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکر ہے

خالِ چشمِ جانان کا مژگان سے تجمل دیکھو تو
اوترا پشت پہ مچھلی کے کتنا لیکے سکندر لشکر ہے

ہووے امامِ برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھ ابھی
ہوتا گرد اسلامیون کا جون سبحہ گوہر لشکر ہے

میری خاکستر اوڑی تھی جس سے گردون سب بنے
اوسمین کچھ اخگر جو باقی تھی سو وہ کوکب بنے

دل کو رکھدون اوس دمِ شمشیر پر گر ڈھب بنے
تا یہ قربانی صراطِ عشق پر مرکب بنے

خال ای خورشید رو رخ پر تمھارے جب بنے
تیرہ بختانِ محبت سوختہ کوکب بنے

عشق تعلیم نیاز و ناز یکجب کیونکہ ہو
گر نہ مجنون آنکر لیلی کا ہم مکتب بنے

جو نہون عقدے کبھی جون غنچۂ تصویر وا
وائے قسمت وہ ہمارے عقدۂ مطلب بنے

ہے سیہ کاری سے نامہ یا فلک اپنا سیاہ
روزِ محشر سر پہ پڑے گر سایہ اسکا شب بنے

سرمۂ چشمِ کواکب کیا بنے ہے دودِ آہ
ایسا کاجل ہین کہ جس سے اسکا خالِ لب بنے

صحبتِ عیسی بنائے خر کو انسان کسطرح
تربیت سے واقعی نا اہل دانا کب بنے

نبض ہین عاشق جو تیرے مضطرب احوال ہے
لوح تربت پر بھی لکھا سورۂ زلزال ہے

کھینچنے جاتا تھا کف پا مین تمہارے خال ہے
لیکن اب دیکھا سویدا ہی دل پامال ہے

ابر ہر دو دن رو چکا ہر سو ترے غم سے اب تلک
خاک میرے ڈھیر کی اوڑھنی مین جیسے رال ہے

میرے دود آہ سے یا تنگ زمانہ ہے سیاہ
آفتاب آسمان زنگی کے منہ کا خال ہے

مین وہ مجنون ہون کہ میرا کاغذ تصویر بھی
مثل عیدی باعث خوشنودی اطفال ہے

جب سے ہے دل مین کسیکی نوک مژگان کا خیال
نشتر زنبور ہے تن پر مرے جو بال ہے

جوش گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا
چادر آب روان منہ پر مری رومال ہے

دل پہ ہون گر داغ سوزان عشق مین اے کوہکن
پھر تو خسرو کا بھی گنج سوختہ کیا مال ہے

کھاؤ نہین ہیرا جو اس بن کیونکہ دل ٹکڑے نہو
جو رگ پان ہے وہ مجھکو شیر کا سا بال ہے

ہین جہان مدفن تمہارے کشتگان زلف کے
نخل کی جا بید مجنون ہے وہان یا جال ہے

شوخ قاتل کو مری کیا چاہیے ہے رنگ پان
خون اعجاز مسیحا لب اوسکا لال ہے

بسکہ ہے نوروز اپنا آفتاب بادہ سے
دور ساغر ہمکو ساقی گردش یکسال ہے

کھل گیا مضمون شکست دل کا بن خط کے پڑھے
نامہ بر کا اسقدر اپنے شکستہ حال ہے

ہے اسیران محبت کی بلا سینہ مین آگ
شعلۂ جوالہ سان طوق گلو تک لال ہے

ہوتے ہین اعضاے بوسیدہ تصور سے جدا
کھینچی تصویر مجنون کی ترے اشکال ہے

روز محشر سی کئی دن دیکھنے کو چاہیین
گر یہی اے ذوق طول نامۂ اعمال ہے

موے سر یاران سیہ کا ایک سالار لشکر ہے
مانگ جب ہے اک سپیدا وس لشکر کا سر لشکر ہے

بلا سے آپ نہ آئین پر آدمی اونکا | تسلی آکے سبب مجھے وقت اضطراب تو دے
صبا بگولہ بنے اس اسیر زلف کی خاک | کہ بعد مرگ بھی معلوم پیچ و تاب تو دے
بلا سے کم نہو گریہ سے میرا سوز جگر | بجھا پر اونکے ذرا آتش عتاب تو دے
شکار بستۂ فتراک کو ترے مقدور | ہوا نہ یہ بھی کہ بوسہ سر رکاب تو دے
نشے میں ہوش کسے جو گنے حساب کری | جو تجھکو دینے ہیں بوسے بلا حساب تو دے
جواب نامہ نہیں گر تو رکھدو نامۂ یار | جو پوچھیں قبر میں عاشق سے کچھ جواب تو دے
رکھے ہی حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا | نہیں یہ آنا کہ بھر کاسۂ حباب تو دے
خنک دلون کی اگر مشت خاک دوزخ مین | پڑے تو واقعی اکبار آگ داب تو دے
پہونچ رہونگا سر منزل فنا ای ذوق | مثال نقش قدم کرنی پا تراب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے | حورون پہ مر رہا ہی یہ شہوت پرست ہی
دل صاف ہو تو چاہیی معنی پرست ہو | آئینہ خاک صاف ہی صورت پرست ہی
درویش ہی وہی جو ریاضت مین چست ہو | تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہی
جز زلف سوجھتا نہیں ای مرغ دل تجھے | خفاش تو نہیں ہی کہ ظلمت پرست ہی
دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید | موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہی
عنقا نے گم کیا ہی نشان نام کے لیے | گم گشتہ کون کہتا ہی شہرت پرست ہی
یہ ذوق مَی پرست ہی یا ہی صنم پرست | کچھ ہی بلا سے لیک محبت پرست ہی

زخم دل پر کیون مرے مرہم کا استعمال ہی | مشک گر مہنگا ہی تو کیا نون کا بھی کال ہی

اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دو
کہ عاشق اپنے پہلو مین اوسکو دل کی جا سمجھے

کرے آہِ رسا میری جو سیرِ عالمِ بالا
فلک کو بھی یونہین اک آبلہ سا زیرِ پا سمجھے

ہنسے ہی زخمِ دل تدبیر پر جراح کی کہدو
انھین ٹانکے نہ سمجھے خندۂ دندان نما سمجھے

محبت سے ذرا گر موم ہو اوس دشمن کا دل
دلِ شکستہ میرا اپنے حق مین مومیا سمجھے

عدو آیا ہی بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا
کرینگے لیکے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

مجھے آتا ہی رشک اوس ندمئ آشام پر ساقی
نہ جو دع ما کدر جانے نہ جو خذ ما صفا سمجھے

نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ مین عمرِ رفتہ کا
مگر سمجھے تو داغِ معصیت کو نقشِ پا سمجھے

خبر سنتے ہی قاصد سے ہوے ہم بیخبر بالکل
ترے پیغام کو گویا کہ پیغامِ قضا سمجھے

نحوست بھی سعادت ہو گئی سودے مین زلفونکے
گلیمِ تیرہ بختی سر پہ ہم ظلِّ ہما سمجھے

کشادہ کار ہمنے پنجۂ تقدیر کو سونپا
خرد کی تیز ناخن ناخنِ انگشتِ پا سمجھے

بلا اوس زلف کی مصرع مین ہی مضمون پیچیدہ
اوسی سے یہ کھلی جو معنیِ ناز و ادا سمجھے

ہوائی زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہی
کہین ایسا نہو وے ہمسے وہ کافر ادا سمجھے

سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اوسکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
نہ دے شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے

بجھیگا سوزِ دل اے دیدۂ گریہ پل مین آب تو دے
وگرنہ آگ مین دینا یونہین عذاب تو دے

گذرنے گریہ مرے سر سے اتنا آب تو دے
کہ سر پہ چرخ بھی دکھلائی جون حباب تو دے

کھلے ہی ناز سے گلشن مین غنچۂ نرگس
ذرا دکھا اوسے تو چشمِ نیمخواب تو دے

دل کو آئینہ کے گر کردے گداز — یار اپنے گرمی رخسار سے
جوہر اوس سے یوں اوٹھا لیں جسطرح — حرف قرطاس غلط بردار سے
بے تمیزونکو ہو نقصان لطف ذوق — لیں ہیں نام طفل آدھا پیار سے

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے — اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے — اسے تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے
شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھے — بہا خون کو ہی قاتل ہیں اوسکو خونبہا سمجھے
وہی کچھ تلخکام اس زندگانی کا مزا سمجھے — کہ جو زہراب تیغ یار کو آب بقا سمجھے
ہر اک گردش میں سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے — فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے — اور اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اوس بت سے خدا سمجھے
برائی میں ہماری وہ اگر اپنا بھلا سمجھے — برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے
تجھے اے سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے — پڑیں پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے
وہ ہمسے خاکساروں کو جب اپنا خاک پا سمجھے — ہم اپنی خاکساری اپنے حق میں کیمیا سمجھے
ترے کشتے جو یوں خواب عدم سے یکبیک چونکے — مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے
نسیم صبح گلشن میں اگرچہ ہو دم عیسے — ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے
رواں ہوتا ہے اس بستان سرا سے کاروان گل — چٹکنے کو صبا غنچہ کی آواز درا سمجھے
نہ دی رخصت نظر کو میری جانب کیوں تغافل نے — اسے بھی آپ کیا میری ہی بخت نارسا سمجھے
حساب اصلا نہ پوچھے مجھسے میرے دل کے زخموں کا — حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

واے قسمت تلخکامی ہو نصیب ہمکو اوسکے لعل شکربار سے
کرتا ہے دستِ جنون جیب کشمکش جی اولجھتا ہے نفس کے تار سے
سنکے میری جانکنی کو کوہکن جون صدا اولٹا پھرا کہسار سے
یہ بھی اوس نازک بدن کو بار ہو گر کمر باندھے نظر کے تار سے
نقطۂ خال اوسکا سودا خیز ہے پھرتے ہین اک پانون ہم پرکار سے
اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا دب کے تیری سایۂ دیوار سے
توبہ توبہ کہتی استغفار ہے وقت توبہ میری استغفار سے
اپنے دامن کو بچا کر جائیو برق میرے وادیٔ پرخار سے
چاہیے بحرِ محبت مین ہمین کشتی اوسکی تیغ لنگردار سے
اب وہ آئے جب نگہ کو ضعف سے کم نہین مژگان کی صفِ دیوار سے
تیرے ہی پانون پہ اے قاتل گرا سر مرا اوڑکر تری تلوار سے
اوس دہن کا نکتۂ موزون عجب منتخب ہی مخزنِ اسرار سے
صاف اک ابرِ شفق آلودہ ہے زلف اوسکی سرخیٔ رخسار سے
خاک عاشق پر اوٹھے جاے غبار فتنۂ محشر تری رفتار سے
ناکسون سے کیا رکین وارستگان اولجھے کب دامن صبا کا خار سے
زلف کی قمچی سے دل ڈرتا نہین بھوت بھاگے ہے وگرنہ مار سے

قطعہ

تو جان ہی ہماری اور جان ہی ہی سب کچھ ۔ ایمان کی کہین گے ایمان ہی ہی سب کچھ

نگہ وہ ترک کہ جسکے نہین جفا کی پناہ ۔ اور اوسکی آنکھ وہ کافر ہی بس خدا کی پناہ

زیادہ ہوگا توکل سے کہین بھی روزہ ۔ کہ اسمین آیا تو روزی ہی اور نہین روزہ

لے نگاہِ مہر سے دل مت بچشمِ قہر دیکھ ۔ گر دیے ہی جو مری تو دی نہ اوسکو زہر دیکھ

ردیف یاے تحتانی

ہین ترے رشکِ خطِ رخسار سے ۔ دل مین آئینہ کے جوہر خار سے

شرحِ فرطِ حسرتِ دیدار سے ۔ جو نگہ ہے کم نہین طومار سے

کھائے داغِ آتشین رخسار سے ۔ کم نہین دل مرغِ آتشخوار سے

ہاتھ اوٹھاؤ عشق کے بیمار سے ۔ کوئی بچتا بھی ہی اِس آزار سے

اُنس ہے کیا دل کو تیرِ یار سے ۔ ہے مشابہ زخم بھی سوفار سے

میرے طرزِ نالہ ہاے زار سے ۔ ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے

یون نگہ نکلے ہے چشمِ یار سے ۔ مست جیسے خانۂ خمار سے

فرشِ گل پر مجھکو ہجرِ یار سے ۔ کم نہین تارِ رگِ گل خار سے

آئینہ اوس شعلۂ رخسار سے ۔ گرم ہے دکانِ آتش کار سے

بے نصیب او سکے ہین گر دیدار سے ۔ سِی دو آنکھون کو نظر کے تار سے

ہاے گر سیلی وہ زلفِ پُر عرق ۔ جھڑ پڑین دندان دہانِ مار سے

خنجرِ موجِ تبسم سے ترے ۔ گل چمن مین ہین جگر افگار سے

پایا ذرا اثر نہ کہین رات بھر پھرے
سر مارتے یہ آہ سپہر کہن کے ساتھ

اللہ رے لاغری کہ تری ناتوان کی نعش
اوڑتی پھری ہے بوے عبیر کفن کے ساتھ

دوزخ مین بھی پڑین تو نہ سیدھے ہون کج سرشت
آتش مین پیچ و خم ہین رسن کے رسن کے ساتھ

گندم ہے سینہ چاک فراق بہشت مین
آدم کو کیا نہو گی محبت وطن کے ساتھ

اللہ رے تاب حسن کہ اوسکا در بلاق
چشمک زنی کرے ہے سہیل یمن کے ساتھ

وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار
باتین کرے ہے سقف سپہر کہن کے ساتھ

تیرے بلاکش اژدر دوزخ کو کھینچ لین
ایک آتشین کمند دل شعلہ زن کے ساتھ

ممکن نہین ہے ذوق علائق سے چھوٹنا
جبتک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ

جنون کی جیب دری پر ہین خوب چلتے ہاتھ
سلوک سینے سے بھی کچھ تو کر لے چلتے ہاتھ

ملا جو غیر نے عطر اوسکو وان تو رشک سے یان
لکیرین مٹ گئین ہاتھونکی ملتے ملتے ہاتھ

نہ آیا گور پہ میری وہ بیوفا ورنہ
گلے لگانے کو تربت سے بھی نکلتے ہاتھ

جو چھیڑے برق کے شعلہ کو تیرا سوختہ جان
تو وہ کہے کہ لگا تو نہ جلتے جلتے ہاتھ

فقیر وجد مین گر ہاتھ اوٹھائے عالم سے
تو پہونچے عرش پہ وہ کودتے اچھلتے ہاتھ

مریض سوز محبت کی دیکھتا گر نبض
تو پھر طبیب کے بھی آبلون سے پھلتے ہاتھ

کوئی جو کام ہو پیری مین کسطرح ہو ذوق
نہ اب ہین پانوؤن سنبھلتے نہ ہین سنبھلتے ہاتھ

متفرقات ردیف ہاے ہوز

رقعہ جو ہے سپرد اوسے بھیجا ہے انجان کے ہاتھ
کیسی رسوائی ہے پڑ جائے جو دربان کے ہاتھ

دیگر

ای ذوق وقت نالے کے رکھ لے جگر پہ ہاتھ ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

مین ناتوان ہون خاک کا پروانہ کے غبار اُٹھتا ہون رکھکے دوشِ نسیمِ سحر پہ ہاتھ

خط دیکھے دل مین تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے پر اوسنے رکھدیا دہنِ نامہ بر پہ ہاتھ

کھاتا ہی اس مزے سے غمِ عشق میرا دل جیسے گرسنہ مارے ہی حلوائے تر پہ ہاتھ

جون نبض شاخہ تو نہ جلا او نگلیان طبیب رکھ رکھو کے نبضِ عاشقِ تفتہ جگر پہ ہاتھ

اے شمع ایک چور ہے بادِ نسیمِ صبح مارے ہی کوئی دم مین تری تاجِ زر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب تیری نگہ نے صاف کیا گھر کو گھر پہ ہاتھ

قاتل کبھی نہ تو نے اُٹھائے ہزار حیف اگر فرار کشتۂ تیغِ نظر پہ ہاتھ

جو دیکھو اوسکو تھام کر دل بیٹھ جائے ذوق جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

ہوش و خرد گئے نگہِ سحر فن کے ساتھ اب جو ہی اپنی بات سو دیوانے پن کے ساتھ

ہی اونکی سادگی بھی تو کس بھپن کے ساتھ سیدھی سی بات بھی ہی تو اک بانکپن کے ساتھ

روز آفتین نئی ہین دلِ پُر محن کے ساتھ جب دیکھو زخم تازہ ہی زخمِ کہن کے ساتھ

یاد آگیا ترا قدِ رعنا جو باغ مین کیا کیا لپٹ کے روئے ہین سرو چمن کے ساتھ

وحشی کو ہمنے دیکھا اوس آہوئے نگاہ کے جنگل مین پھر رہا تھا قلانچین ہرن کے ساتھ

ناخن نہ دی خدا نے تجھے اے پنجۂ جنون ٹکڑے اوڑا دئے جسم کے تو پیرہن کے ساتھ

افسردہ دل کیواسطے کیا چاندنی کا لطف لپٹا پڑا ہے مُردہ سا گویا کفن کے ساتھ

ہی نکہتِ ریحان کا دماغ اب کسی تجھ بن
آتا ہی مرا ناک مین دم اور زیادہ

جو پیٹ کے ہلکے ہین پچے بات کب اونسے
روکین تو اپھر جائے شکم اور زیادہ

مہمیزِ سرِ خار سے نکلا سرِ صحرا
کچھ توسنِ وحشت کا قدم اور زیادہ

صیدِ دلِ عاشق مین ہی مصروف وہ کافر
بیخوف ہین اب صیدِ حرم اور زیادہ

گر سرمہ کرے خاکِ خرابات کو صوفی
سوجھین اوسے پھر لوح و قلم اور زیادہ

اے خنجرِ خونخوار نہ پرسش مین کمی کر
ہان تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

کیا قہر ہے جتنا کہ وہ چاہت سے زکے ہی
اُتنا ہی اوسے چاہتے ہین ہم اور زیادہ

چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے
کیا ہو جو بڑھین چند قدم اور زیادہ

سرعت ہی ابھی نبض مین جون موجِ رمِ برق
کیا ہوگا جو ہوگی تپِ غم اور زیادہ

کہتا ہی مرا شوقِ جراحت کہ صد افسوس
اوس تیغ دو دم مین نہین دم اور زیادہ

کیون مین نے کہا تجھسا خدائی مین نہین اور
مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ

کہتا ہی گلے لگ کے مرے وہ دمِ خنجر
لے عشق کا بھر اوسکے تو دم اور زیادہ

اس عاشقِ بیچارہ کا ہی آج برا حال
گریے سے ہے آنکھونپہ ورم اور زیادہ

بیٹھے سرِ بستر پہ پڑا پاؤن کہانتک
بس پاؤن نہ پھیلا شبِ غم اور زیادہ

ہی باغِ جہان مین تجھے گر ہمتِ عالی
گر گردنِ تسلیم کو خم اور زیادہ

لیتے ہین ثمر شاخِ ثمر ور کو جھکا کر
جھکتے ہین سخی وقتِ کرم اور زیادہ

جو کنجِ قناعت مین ہی تقدیر پہ شاکر
ہی ذوق برابر اونھین کم اور زیادہ

گر شرح جنون سے کیجے رقم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ

دیتا ہے وہ دہبا زجو دم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھولتے ہین ہم اور زیادہ

گھبراتا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش
گھبرانے لگا سینہ مین دم اور زیادہ

کچھ کی رقم شوق نے تاثیر جو پیدا
اوٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ

لذت سے محبت کی ہے ہر زخم جگر کو
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ

کرنے کو سیہ زورق چرخ کو اے دل
نالے سے نہین کوئی قلم اور زیادہ

کیا ہووےگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
مین لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ

گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
ہو پشت فلک مین ابھی خم اور زیادہ

دشمن کی بجا سیدھی نگاہون پہ کہ جو تیغ
سیدھی ہو تو ایک اوسمین ہو خم اور زیادہ

ہو جسکو پس از مرگ بھی بازو مین تنگ
تنگ اوسکو کرے کنج عدم اور زیادہ

اوس زلف کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے
پیدا ہو افعی مین ہو سم اور زیادہ

اوس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہے منظور
ہے زہر نہ کھاتا مجھے سم اور زیادہ

ہستی تنک مایہ نے کچھ پھوڑ نکالا جو ابھرا
اوبھرے ہے حباب لب یم اور زیادہ

وہ دل کو چرا کر جو لگے آنکھ چرانے
یارون کا گیا اونپہ بھرم اور زیادہ

ہے سوز محبت سے مری خاک مین گرمی
کیونکر نہ اوٹھائے وہ قدم اور زیادہ

دکھلائے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
ہو آہو رم دیدہ کو رم اور زیادہ

ہے روغن نفط آب مرے گریہ مین چشم
بھڑکے ہے جو یون آتش غم اور زیادہ

تم مسی ملکر نہ غرفہ سے نکلا لا منہ کرو
ورنہیں گر مانتے تو جاؤ کالا منہ کرو

یا تو پاس دوستی تجھکو بت بیباک ہو
یا مجھی کو موت آجائے کہ قصہ پاک ہو

منزل گم گشتگان بالکل الگ دنیا سے ہو
آسمان بھی ہو اگر وہان بیضۂ عنقا سے ہو

اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھین تو
کتنے پانی مین ہین فوارے بھلا دیکھین تو

جتنا ہی نمک تم مرے زخمون پہ کھاؤ
پلکون سے اوٹھاؤ گے نہ ہاتھون سے گراؤ

ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
فلک پہ مسکے ہنستے ہنستے شادی مرگ عیسیٰ ہو

چرخ ضدی ہے کوئی ضد نہ دلائے اوسکو
گر سے عود کو غرقی تو جلائے اوسکو

خبر گر جنگ نوفل کی تو مجنون اہل ہامون کو
کبا وہ تا صبا پہنچا اے شاخ بید مجنون کو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

جاتے ہین اب تو کوے بت لالہ فام کو
اپنا تو بس سلام ہے دار السلام کو

سکے ایک جب سن لے انسان دو
کہ حق نے زبان ایک دی کان دو

ردیف ہای ہوز

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
تو لطف مین کرتا ہے ستم اور زیادہ

دین کیونکہ نہ وہ داغ الم اور زیادہ
قیمت مین بڑھی دل کی درم اور زیادہ

ساتھ اپنے ہے اب فوج الم اور زیادہ
کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ

تیز اوسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوے ہم اور زیادہ

سر کٹ کے سرافراز ہین ہم اور زیادہ
جون شاخ بڑھے ہوکے قلم اور زیادہ

تیرا مجنون تفتہ دشت مین آتش قدم گر ہو
جلا دے زیر پا گر خار مژگانِ سمندر ہو

بچائے حق تعالیٰ اوس نمیدہ رند مشرب سے
کہ خون سید کا جس پیر حرم کو خونِ کبوتر ہو

رہائی قتل پر موقوف ہو گر ہم اسیرون کی
روانی تیغ کی پابستۂ زنجیر جوہر ہو

ڈبو دین گر سبکدوش آشنا کو اپنی صحبت مین
تو آہن ساتھ کیون لکڑی کے دریا مین شناور ہو

ایضاً

کوسون کیا تنگی زمانے کو
کہ نہین جا ہے سر اوٹھانے کو

قصد کعبے کا تھا پھرے اولٹے
چوم کر اوسکے آستانے کو

تو مکدر نہو تو عشق مین ہم
ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو

ایضاً

کیا تنگ لاغری ہے اِس تری بیمار کے تن کو
عجب کیا ہے جو سمجھے طوق گردن چشم سوزن کو

زیادہ ہوتا ہے پیری مین فربہ نفس اَمّارہ
یہ بالون کی سپیدی شیر ہے اس مار رہزن کو

کمندِ نام و شہرت کھینچ لاتی ہے عدم سے بھی
لپٹ کر مثل طوقِ فاختہ عنقا کی گردن کو

ایضاً

ہجوم آور جو آنکھو مین ترا شوقِ تماشا ہو
تو شاخِ ہر شجرہ سے چشم نرگس وار پیدا ہو

سگِ دنیا پس از مردن بھی دامنگیر دنیا ہو
کلاوس گتے کی مٹی سے بھی کتا گھانس پیدا ہو

ایضاً

تصور کس طرح بھولے ترا اِس چشم گریان کو
مکانی مینہ برستے مین کوئی کیا گھر سے مہمان کو

نکالون کسطرح سینے سے اپنے تیر جانان کو
نہ پیکان دلکو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو

ایضاً

تھرا دیا جلوے نے ترے چشم صنم کو
چکرا دیا غمزہ نے ترے طوف حرم کو

کیا پوچھتا ہے تو عملِ بغض و محبت
چلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش ورم کو

دیکھا دمِ نزع دلارام کو
عید ہوئی ذوق دے شام کو

تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمکچش ہو
گر کلکِ آہ کو پھیرون مین تو سرمۂ دودِ دل سے پھر
شب صفحہ ماہِ منوّرہ کا جون سینۂ باز منقش ہو
جب ضعف سے مجھکو غش آیا تو طنز سے کیا وہ کہتا ہے
بس غش نہ کرو معلوم ہوا کچھ مرنے پر تم حد غش ہو
اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاکِ کوے قاتل نے
ہان دفن کرو ایسے کشتون کے ایسی ہی زمینِ دلکش ہو
اس بحر مین کیا برجستہ غزل ای ذوق یہ تمنے لکھی ہے
ہان وزن کو جسکے سُنکر شادان روح خلیل و اخفش ہو

دن کٹا جائیے اب رات کدھر کاٹنے کو	جب سے تو پاس نہین دوڑتی ہے گھر کاٹنے کو
ہاے صیاد تو آیا مرے پر کاٹنے کو	مین تو خوش تھا کہ چھری لایا ہے سر کاٹنے کو
اپنے عاشق کو نہ کھلواؤ کنی ہیرے کی	اوسکے آنسو ہی کفایت ہین جگر کاٹنے کو
بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو	زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
نفس کی آمد و شد ہے نماز اہلِ حیات	جو یہ قضا ہو تو اے غافلو قضا سمجھو
پڑھی کتاب کے قصو تمین کیا کرو دل صاف	جو دل ہو صاف بہ از روضۃ الصفا سمجھو
ہنسے جو وہ مرے رونے پہ تو صفِ مژگان	نہ سمجھو تم اسے دیوار قہقہا سمجھو
اثر ہو وہ مری وحشت کا تپھر حسن سے مضطر ہو	نگین پہ نام گر لکھدون نکلکر گھر سے باہر ہو

جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہے گر اوسمین زلفِ سرکش ہو
پھر زلف بنے وہ دستِ موسیٰ جسمین اخگر آتش ہو
اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلۂ دل جو سرکش ہو
تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھ تنور آتش ہو
ہو تیرا اسیر روزِ صبح ہجران ب مجھسے رخصت مہوش ہو
کیون کھینچون آہ کہ خور بھی پنہان زیر دودِ آتش ہو
لبریز شرابِ ناز دکھا تو ساغرِ چشم کافر کو
تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفیِ ومگش میکش ہو
تم وہ وہ زخم دل پر میرے کرتے ہو دکھلانے کو
پر پرشِ تیغِ ناز سے اپنے دل مین کرتے غشغش ہو
دل نخل مین قد کے جون زکریا چھپ کر چشمِ کافر سے
اب اڈۂ جنبشِ ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو
لبیک واذان ناقوس وجرس یا خندۂ قلقل نالۂ نے
دل کھینچے مین ہان کوئی ہو پر ایک نوائے دلکش ہو
بن تیرے گھر کے آرائش دشمنِ جان ہو عاشق کے
محرابِ طاق کمان بنجائے دستۂ نرگس ترکش ہو
مانندِ نگہبان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر

تمنا نہین ہی کہ امداد دل کو تپش کا صلہ ہو کہ مُزدِ قلق ہو
یہی حق ہی قاتل اگر حق دلائے یہ بسمل تری پانون پر جان بحق ہو

کتابِ محبت مین ای حضرتِ دل بتاؤ کہ تم لیتے کتنا سبق ہو
کہ جب آنکے تمکو دیکھا تو وہ ہی لیے دستِ افسوس کے دو ورق ہو

کرو دونون آنکھون کے طبقے یہ روشن کہ ہوا یک رشکِ مہ چار دہ تم
سُنا ہے کہ تم نور سے اپنے کرتے منور بیک جلوہ چودہ طبق ہو

یہ کشتون کا اوس مانگ کے یان پتا ہی کہ اُن تیرہ بختون کو مرقد یہ کوئی
اگر سنگِ موسیٰ کا تعویذ رکھدی تو رستے ہی بس درمیان سی دو شق ہو

مری زندگی تھی ابھی اے ستمگر مسیحائی ہو کر گئی تیری ٹھوکر
کہ ٹھکرایا تو نے تو یون تھا سمجھکر نکلجائے جان کچھ جو سدِّ رمق ہو

اگر رشکِ گلشن نہو مجھسے باہم تو گلشن مین ہو وے یہ مستی کا عالم
چٹکنا ہو غنچون کا آواز ضیغم چمن مجھکو اک وادیِ لق و دق ہو

اگر زخم سینے سے بچاہا اوٹھاؤن تو خورشیدِ محشر کو تپ سی چڑھادون
دگر پنبۂ داغ دلکو دکھاؤن تو صبحِ قیامت کا مُنھ دم مین فق ہو

یہ بحر و قوافی غزل کے بدلکر رقم اک غزل کر کہ ای ذوق جسمین
نہو لفظ مغلق نہ تعقید مطلق جو فی الجملہ کچھ ہو تو مضمون ادق ہو

غزل دیگر

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنون — دیگا تمام عقل کی بخیہ ادھیڑ تو
عمرِ رواں کا توسنِ چالاک اسلیے — تجھکو دیا کہ جلد کرے پانسے ایڑ تو
اے زاہد دو رنگ نہ پیر آپ کو بنا — مانندِ صبحِ کاذب ابھی ہے ادھیڑ تو
اِس صید مضطرب کو تامل سے ذبح کر — دامان و آستین نہ لہو مین لتھیڑ تو
جو سوتی بھیڑ باعثِ غوغا جگائی پھر — دروازہ گھر کا اوس سگِ دنیا سے بھیڑ تو
مرجائیگا جو تیر اگرفتار دامِ زلف — تربت پہ اوسکے جال کا پائیگا پیڑ تو
یہ تنگنائے دہر نہین منزلِ فراغ — غافل نہ پانون حرص کے پھیلا سکیڑ تو
آوارگی سی کوی محبت کی ہاتھ اوٹھا — اے ذوق یہ اوٹھا نہ سکیگا کھکھیڑ تو

موت ہی سے کچھ علاجِ دردِ فرقت ہو تو ہو — غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل — عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
کہتے ہین شورِ قیامت جسکو وہ ہی چشمِ یار — تیرے مستون کی صفیرِ خوابِ غفلت ہو تو ہو
گر پڑے ہی آگ مین پروانہ سا گرم ضعیف — آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو
انتظارِ یار مین جو چشم ہو جاے سفید — ہر دمک اوسمین کہان ہو داغ حسرت ہو تو ہو
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ — پست ہمت یہ نہو ور پست قامت ہو تو ہو
اب زبان پر بھی نہین آتا کبھی الفت کا نام — اگلے مکتوبون مین کچھ رسم کتابت ہو تو ہو

آج اک بگڑی ہوئی تھی میکدہ مین رہن مے
ذوق وہ تیری ہی دستارِ فضیلت ہو تو ہو

ہم وہ ہین رند کہ اس عالم پیری مین بھی ہو
اُنس میخانے سے جون پنبۂ مینا ہمکو

سنگدل تین جہان اب گو ہین بھی بھاری ہین
ہی سوم مین ترے آنیکا جو دھڑکا ہمکو

تو ہنسی سے نہ یہ کہہ مرتے ہین ہم بھی تم پر
مار ہی ڈالیگا بس رشک ہمارا ہمکو

پھرتے ہی آنکھ کے پھیرینگے گلے پر خنجر
ہو چکا آپکا معلوم ہے ایما ہمکو

گرمی تپ سے ہوا سوز دروں جو افشا
آگیا مارے خجالت کے پسینا ہمکو

حسرت اے خواری وحشت کہ گریبان کا تار
ہوگیا ضعف سے تار رگ خارا ہمکو

کھانے پینے کی قسم کھائی ہی تجھ بن ہمنے
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو

نہ اوٹھین شور قیامت سی بھی وہ مست ہین ہم
کہے جبتک کہ نہ قم قم لب مینا ہمکو

ہم تبرک ہین بس اب کر لے زیارت مجنون
سر پہ پھرتا ہے لیے آبلۂ پا ہمکو

وصل کا اوسکے تصور جو بندھا رہتا ہی
تو مزے ہجر مین بھی آتے ہین کیا کیا ہمکو

واہ قسام ازل صدقے ہم اس قسمت کے
جام عشرت اوسے اور داغ تمنا ہمکو

دل مین نشتر نگہ یار کا آہی کھٹکا
وہی پیش آیا جو مدت سی تھا کھٹکا ہمکو

قطعہ

دہی ہر طرح ہے صیدی کی کبوتر کیطرح
ہاتھ سے اوس بت بیدرد کی ایذا ہمکو

صید ہی مین نہ فقط ذبح کا کچھ قصد رہا
صلح بھی ٹھہری تو پھڑکا ہی کی چھوڑا ہمکو

ذوق بازیچۂ طفلان ہی سراسر یہ زمین
ساتھ لڑکون کے پڑا کھیلنا گویا ہمکو

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

ذبح کیون کرتے ہی فتراک سے باندھا ہمکو
چھوڑ ہونے نہ دے تڑپا کے ابھی ٹھنڈا ہمکو

دل شکستہ مگر اوس یار نے سمجھا ہمکو
خط بھی جو خط شکستہ ہی سے لکھا ہمکو

باعث رشک ہوا عشق ہمارا ہمکو
تجھپہ بن دیکھے ہی غش جسنے کہ دیکھا ہمکو

کر دیا گریہ نے آخر سبک ایسا ہمکو
لیگئے اشک بہا جون کف دریا ہمکو

اسپہ مرتے ہین کہ کیون غیر کو تونے مارا
وہ نصیب اوسکو ہوئی تھی جو تمنا ہمکو

ہی وہ ہی جنبش لبہاے جراحت پس قتل
کس لب تیغ کے بوسے کا ہی لپکا ہمکو

ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو

مثال سرمہ کا تمھین چاہیے زیبا کش کو
اختر سوختہ ہے اپنا ہی زیبا ہمکو

یہ تو یون مضطرب اور سینہ مین لاکھون روزن
دلکا رہنا نظر آتا نہین اصلا ہمکو

ٹپکا مژگان سے لہو ہو کے جگر آخر کار
ایک مدت سے اسی ٹپکے کا ڈر رہتا ہمکو

خط توام سے لکھو گور پہ تاریخ وفات
کہ رہی وصل کی تا مرگ تمنا ہمکو

کون غلطیدہ تھا خاک بسر کوے پر تیرے
خواب شب بستر مخمل پہ نہ آیا ہمکو

جسکی آواز سے ہون رونگٹے سو ہانکے کھڑے
وہ محبت نے نیا سلسلہ پایا ہمکو

اک حلاوت ہی عداوت مین بھی اوس ظالم کی
کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو

دیکھا آخر کو نہ پھوڑے کی طرح پھوٹ بہو
ہم بھرے بیٹھے تھے کیون آنچ پہ چھیڑا ہمکو

ٹپکے ہے جائے عرق ہر بن مو سے پیکان
یہ ہدف کسنے کیا تیر جفا کا ہمکو

ہمسفر ہو نسکا کوئی بھی اپنا لیکن
جادہ پہونچانے گیا تا لب دریا ہمکو

ہو سکے لاغری و ضعف کہان مانع شوق
تری جانب پر پرواز ہین اعضا ہمکو

ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اوسنے
پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو

رشک تھا اپنے نوشتے مین کہ اوس نوخط نے
خط لکھا غیر کو اور بھول سے بھیجا ہمکو

ہر قدم پانو مین سر رکھتے ہین خار سر دشت
ای جنون تو نے تو کانٹو مین گھسیٹا ہمکو

کرتی جون کوہ نہین ہم تو سخن مین سبقت
پر وہ کچھ ہمنے سُنے گا جو کہے گا ہمکو

اپنا ہے کعبۂ مقصود فقط گوہر دل
طوف گرداب صفت چاہیے اپنا ہمکو

لگ گئی آنکھ جو سودے مین تری زلفون کے
شب سیاہی نے کئی بار دبایا ہمکو

حرف تلخ اوس لب شیرین سے ہر اک بات آہ
ناصحا سنتے ہین ہم کچھ تو ہی میٹھا ہمکو

خاک سے کیونکہ ہماری گل رعنا اوگے
کہ کسی گل کی دورنگی نے ہی مارا ہمکو

ایکدم عمر طبیعی ہے یہان مثل حباب
فکر امروز نہ ہونے غم فردا ہمکو

جتنے عاشق ہین ہم ایک کا ہی ایک عزیز
شمع سے چاہیے ہی خون کا دعوی ہمکو

کیا ستم ہے کہ پئے قطع رہ عشق فلک
ارہ سان دیتا ہی دندان عوض پا ہمکو

دل مین تھے قطرۂ خون چند سو مانند انار
نہ رہی وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

ملگئین خاک مین جو صورتین ہی اونکا خیال
کیون نہ فانوس خیالی ہو بگولا ہمکو

ہم وہ ہین وحشی لاغر کہ چھپا لیتی ہے
زیر دامن نگہ آہوے صحرا ہمکو

ہم نہ کہتے تھے کہ ذوق اوسکی تو زلفونکو نہ چھیڑ
اب وہ برہم ہی تو ہی تجھکو قلق یا ہمکو

آسمان اور وہ انسان بنانا ہمکو
خاک مین تھا مگر اِس ڈھب سے ملانا ہمکو

اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو

ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہے صحرا ہمکو
اور جون خیمۂ لیلیٰ ہے سویدا ہمکو

اوسنے خط جو قلمِ سرمہ سے لکھا ہمکو
لکھا ایاے خموشی ہے سویدا ہمکو

رکھ مکدر بس اب ای چرخ نہ اتنا ہمکو
ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو

شوق مستی مین ہے گلگشت چمن کا ہمکو
چاہیے جاے عصا گردنِ مینا ہمکو

ہو دیگا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا
آگیا اپنے اگر مرنے پہ رونا ہمکو

بستگی دلکو ہے کیون اوس گرہ زلف کے ساتھ
کیا سبب کچھ نہین کھلتا یہ معما ہمکو

ہم وہ مجنون ہین کہ گر درمِ آہو کیطرح
بھاگے ہے دور ہی سے دیکھکے صحرا ہمکو

کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جز زلف
کہ شکستون سے بنایا ہے سراپا ہمکو

جا بجا نام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا
خاک گم ہوکے گیا ڈھونڈنے عنقا ہمکو

اور ہمدرد کہان ہو نہو ای حضرتِ دل
درد اب تمکو ہمارا ہو تمہارا ہمکو

پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست
کیا بنایا تھا ہتیلی کا پھپھولا ہمکو

اثرِ کفر ہے طاعت سے بھی اپنی پیدا
نقش سجدہ کا ہے پیشانی پہ ٹیکا ہمکو

نخلِ خرما کی طرح باغ محبت مین ملا
کثرتِ زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو

ایکدم تنگ وہ آئے تھے بغل مین اسپر
غمِ دوری سے کیا تنگ ہی کیا کیا ہمکو

تن سے کیا جان کہ جان اپنی نکلنے پاوے
ہو بشرطے تیرے آنیکا بھروسا ہمکو

آن پہونچی سرِ گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو

کبھی شیرین نے دل سے کوہکن کے کوہ کو کاٹا
محبت یہ نہین ہے زور بازو اسکو کہتے ہین

دُنبالے سے سرمہ کے دھوان ہین تری آنکھین
کہنے بیٹھین نہ کچھ سیف زبان ہین تری آنکھین

مرے نالون سے چپ ہین مرغ خوش الحان زمانے مین
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانے مین

سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین
ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے ہی گھر بستے ہین

صوفی ہو کہ ہو میکش قائل مرے دونون ہین
پر مذہب و مشرب سے غافل مرے دونون ہین

مرگئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین

مین ہون وہ جگر خون کہ مسامات بدن سے
گر خون بھی نکالون شفقی رنگ نکالون

کہتی ہے ماہی بریان کہ دبیران قضا
داغ دیتے ہین اوسے جسکو درم دیتے ہین

جس جگہ بیٹھے ہین با دیدۂ نم اوٹھے ہین
آج کس شخص کا منہ دیکھکے ہم اوٹھے ہین

کہتے تھے آنیکو خاطر سے ہماری پرسون
ہوے برسون نہوئی پر وہ تمہاری پرسون

یہ طوق اسواسطے چھوٹا ہوا قمری کی گردن مین
کہ تھا بلبل کی قسمت کا پڑا قمری کی گردن مین

زاہد گمراہ کے کس طرح مین ہمراہ ہون
وہ کہے اللہ ہو اور مین کہون اللہ ہون

ہائے کل سب آشنا تیرے مریض عشق کے
تھی علاج ضعف دل اور ضعف تن کی فکر مین

آج گھبرائے ہوے پھرتے ہین با چشم پر آب
گاہ تدبیر لحد مین گہ کفن کی فکر مین

رخصت جو ہمسے ہو کر جاتے وہ اپنے گھر مین
گھبرا کے پہونچتے ہم وہان اونسے پیشتر ہین

ردیف واو

دانہ خرمن ہے ہمین قطرہ ہے دریا ہمکو
آئے ہے جز مین نظر کل کا تماشا ہمکو

گھر ہی کر بیٹھا ہمارے غمِ ہجران دل مین ۔ ہمنے جانا تھا کوئی دن کا ہی مہمان دل مین

گر ترا نور نہین چشم مین کیا ہی اسمین ۔ کہنا فیہ نظر عین خطا ہی اسمین
تو نگین توڑ نہ دل کا کہ بڑی محنت سے ۔ اسم کو مین نے ترے کندہ کیا ہی اسمین

نہ ڈال آبلہ اے گرمیِ فغان منہ مین ۔ کہ چپکا بیٹھ رہون بھر کے گھنگنیان منہ مین
ہمارا پکے لہو تیرے تیر کا سوفار ۔ یہ چپ ہوا ہی کہ گویا نہین زبان منہ مین

کیون نہ لڑوائین اونھین غیر کہ کستے ہین یہی ۔ ہمنشین جنکے نصیبے کہین لڑ جاتے ہین
اتنے بگڑے ہین وہ مجھسے کہ اگر نام اونکا ۔ لکھتا کاغذ پہ ہون تو حرف بگڑ جاتے ہین

اسیرِ رنج و غم مین ہون مرغِ جان بلب مین ہون ۔ اور اوسپر اب تلک جیتا ہون مین کوئی عجب مین ہون
جو مانگون موت دردِ ہجر سے مجھکو نہین زیبا ۔ کہ نامِ عشق لون اور اسقدر راحت طلب مین ہون

نیرنگِ کفک ہون نہ ترا فندقِ پا ہون ۔ مین کچھ نہین لیکن ترے قدمون سے لگا ہون
مجنون مجھے سمجھے ہے چراغِ رہِ مقصود ۔ مین ناقۂ لیلی کا سراغِ کفِ پا ہون
وہ مہر تو مین تاب وہ گوہر ہی تو مین آب ۔ نہ مجھسے جدا وہ ہی نہ مین اوس سے جدا ہون

کرے ہی وحشت بیان چشمِ سخنگو اسکو کہتے ہین ۔ یہ سچ کہتے ہین سر چڑھ بولے جادو اسکو کہتے ہین
سوالِ بوسہ کو ٹالا جواب چینِ ابرو سے ۔ براتِ عاشقان بر شاخِ آہو اسکو کہتے ہین
جگر اور دل کا جتنا حوصلہ تھا تل گیا سارا ۔ نگہ کے تیر کا ہونا ترازو اسکو کہتے ہین
عدو نیش زن ہر دم ہی میری درپئے ایذا ۔ یہ موذی زہر کی ہی گانٹھ بچھو اسکو کہتے ہین
جو پوچھے عقل یہ مجھسے بتا کیا نام ہے تیرا ۔ کہون دیوانۂ چشم پری رو اسکو کہتے ہین

خوبرویوں سے بہت آنکھ لڑی پر افسوس
قسمت اے ذوق کہین اپنی لڑی خوب نہین

ہین نہان محوِ خودنمائی مین
سیر ہے پرخودی خدائی مین

ہوگئے اک بوسے پر ترش ابرو
بات کو ڈالتا کھٹائی مین

نہین گھی مین وہ فرنگی زاد
ماہ ہے منزل ہوائی مین

ذوق ہے ایک رند شاہد باز
اوسکو کیا دخل پارسائی مین

ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین

گہر کو جوہری صرّاف زر کو دیکھتے ہین
بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہین

وہ روز ہم کو گذرتا ہے جیسے عید کا دن
کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہین

بنا کے آئینہ دیکھے ہے پہلے آئینہ گر
ہنرور اپنے ہی عیب و ہنر کو دیکھتے ہین

اشعار متفرقات غزلیات ناتمام

ردیف نون

خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
کیا جانین لکھ دیا اوسے کیا اضطراب مین

یان لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب مین
وان ایک خامشی تری سب کے جواب مین

پی بادہ غور کی مین ہوا ذوق جون مویز
کی توبہ بے وقوف نے ناحق شباب مین

ابکی دل لیون تو پھر اوس بت قاتل کو نہ دون
جان دون مال دون ایمان دون پر دل کو نہ دون

چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہین ہو سکتا
لب کو دون رخ کو نہ دون زلف کو دون تل کو نہ دون

لگے ہین ہم پہ ترے ناوکِ مژگان دل مین
اتنے موتی بھی نہین جتنے ہین پیکان دل مین

یہ ضبطِ پیچ و تاب کہ میرے سرِ مزار
گیسوے دودِ شمع میں بھی پیچ و خم نہیں

منصوبہ مارنیکا مرے کرتے ہیں حریف
اور مجھ میں مثلِ بازیِ شطرنج دم نہیں

سر بازِ عشق کیلیئے دار الامان کہاں
محفوظ قطع سے سرِ شمعِ حرم نہیں

غزل

گذرتی عمر ہے یوں دورِ آسمانی میں
کہ جیسے جائے کوئی کشتیِ دخانی میں

رکاؤ خوب نہیں طبع کی روانی میں
کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی میں

وفورِ اشک اگر سر بلوج ہو اپنا
فلک برنگِ گلِ نیلوفر ہو پانی میں

کہانیاں ہیں حکایاتِ خضر و آبِ بقا
بقا کا ذکر ہے کیا اِس جہانِ فانی میں

نہیں خضاب سے مطلب ہیں یہ موے سفید
سیاہ پوش ہوے ماتمِ جوانی میں

وہ سیدھے گھر کو سدھارے اور اونکی کھوج میں ہم
پھرے بھٹکتے ہوے کوے بدگمانی میں

مبصروں سے کہو دیکھیں جینِ ابروے یار
کہ جوہر ایسے کہاں تیغِ اصفہانی میں

ہمیشہ ہے مجھے سرمایۂ بقا میں لقا
حباب وار ہوں میں آبِ زندگانی میں

بجز نثار علی شاہ کون جانے ذوق
تری زبان کا مزہ تیری شعر خوانی میں

تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھڑی خوب نہیں
چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہیں

سامنے سے مرے ٹلتا نہیں ناصح جبتک
مغز کھاتا مرا دو چار گھڑی خوب نہیں

فتنہ سرکش ہی جبھی تک کہ تری آنکھوں نے
دستِ مژگاں سی کوئی ڈھول جڑی خوب نہیں

منہ چڑھے تیغِ غمِ عشق کی کیا منہ ہے ترا
بوالہوس تجھپہ کوئی ضرب پڑی خوب نہیں

کوئی ڈھونڈے کدھر دلکو ہجوم داغ سوزان مین
ملے کھوج ایک پروانہ کا کیا آتش چراغان مین

کئے ہی جائیو اے دل شکایت تشنہ کامی کی
رہے آب اوسکی جبتک تیغ مین خنجر مین پیکان مین

ہدف ہی تیر کا اوسکے گل ہر داغ دل میرا
ہمیشہ آب پیکان سے ہی شبنم اس گلستان مین

جو لذت آشنائے مرگ ہوتا خضر تو ہرگز
نہ پیتا آب حیوان ڈوب مرتا آب حیوان مین

ایضاً

آج اونسے مدعی کچھ مدعا کہنے کو ہین
پر نہین معلوم کیا کہونگی کیا کہنے کو ہین

وصف چشم اور وصف لب اُس یار کا کہنے کو ہین
آج ہم درس اشارات و شفا کہنے کو ہین

ہین دہن غنچونکے وا کیا جانین کیا کہنے کو ہین
شاید اوسکو دیکھکر صلِ علیٰ کہنے کو ہین

مین تری ہاتھون کے قربان واہ کیا مارے ہین تیر
سب دہان زخم تجکو مرحبا کہنے کو ہین

وہ جنازے پر مرے کسوقت آئی دیکھنا
جبکہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو ہین

ایضاً

عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزین ہون مین
ہون اس طرح جہان مین کہ گویا نہین ہون مین

مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہون مین
مین ہون تمہارا سایہ جہان تم وہین ہون مین

اوس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہون مین
مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہون مین

تارا ساتہ پہ ہون مین کنوین کی برنگ آب
نام آسمان پہ میرا ہے زیر زمین ہون مین

ہون طائرِ خیال نہ پر ہین نہ میرے بال
پر اوڑکے جا پہونچتا کہین سے کہین ہون مین

ایضاً

غم نامہ اپنا صفحۂ محشر سے کم نہین
ہے شور الغیاث صریرِ قلم نہین

گو اضطراب دلکو بیان کرتے ہم نہین
پر جو نگاہ ہے رگِ بسمل سے کم نہین

ہے لوث حُب زر سے یہ دامن ہمارا پاک
گر چھینٹ بھی پڑی تو بجز درم نہین

تجھکو رسوا کریگی خوب ای دل
تیری یہ اضطراب کی باتین

جاؤ ہوتا ہی اور بھی خفقان
سُنکے ناصح جناب کی باتین

جام مے لب سے تو لگا اپنے
چھوڑو شرم و حجاب کی باتین

سنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کس مزے سے عتاب کی باتین

دیکھ اے دل نچھیڑ قصہ زلف
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین

ذکر کیا جوش عشق مین ای ذوق
ہمسے ہون صبر و تاب کی باتین

ہی جیمین اپنے غرہ جوہر کو توڑ دون
آئینہ خیال مکدر کو توڑ دون

مین کاٹ دون پہاڑ کو پتھر کو توڑ دون
پر کیونکہ غیر سے بت کافر کو توڑ دون

کیا دور جام ہو جو کہے سر پہ دور چرخ
گر چاک پر پھرے تو مین ساغر کو توڑ دون

راہ جنون مین جلد اوٹھاؤن جو مین قدم
پائے رفیق و ہمت رہبر کو توڑ دون

کیا دشمنی ہے اہل کرم سے کہے ہی چرخ
یا نتک جھکاؤن شاخ ثمرور کو توڑ دون

ساقی لڑائیون سی تری چاہتا ہے جی
باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دون

ق

احسان ناخدا کے اوٹھائے مری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑ دون لنگر کو توڑ دون

ہر موج بحر عشق کو یہ بل ہے بل بے زور
کہتی ہی دست و پای شناور کو توڑ دون

نازک کلائیان مری توڑین عدو کا دل
مین وہ بلا ہون شیشے سی پتھر کو توڑ دون

پھر اوس مژہ کو یاد کری دل تو دلمین ذوق
نشتر چبھو کے مین سر نشتر کو توڑ دون

ٹکڑا اوتار وحشت نی ہماری جیب و دامانمین
مگر تار نفس سینہ مین سمجھو یا گریبان مین

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین — سیر کے قابل ہی یہ پر سیر کی فرصت نہین

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین — وہ فلاطون ہی تو اپنی قابل صحبت نہین

خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہے زمین — پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین

بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل — ہوتا وا بھی شور وا ویلا و وا حسرت نہین

منھ مین گر پانی چواوے یار اپنے ہاتھ سے — مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین

ہے نوشتے مین تری بیمار کے صحت کہان — جسکے نسخے مین دوا کی لفظ کو صحت نہین

کھا کے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر — کوئی بھی اوس سے زیادہ کافر نعمت نہین

خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار — ایک ساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہین

خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم — روز کر لیجے چہل قدمی مگر رخصت نہین

میری وحشت پانون پھیلائے تو پھر دونون جہان — ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین

ایک دل اور اوسپر اتنے بار غم اللہ ری دل — اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بیطاقت نہین

ذوق اس صورتکدہ مین ہین ہزارون صورتین — کوئی صورت اپنی صورتگر کی بیصورت نہین

وقت پیری شباب کی باتین — ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

اوسکے گھر لیچلا مجھے دیکھو — دل خانہ خراب کی باتین

واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد — کر شراب و کباب کی باتین

حرف آیا جو آبرو پہ مری — ہین یہ چشم پر آب کی باتین

یاد ہین مہ جبین کہ بھول گئے — وہ شب ماہتاب کی باتین

منظور مجھکو ضبط مرے دل کو اضطراب
دل میرا مجھسے تنگ ہے مین دل سے تنگ ہون

پروانہ مین نہین تو نہین پر ہون شعلہ دوست
مکھی بھی ہون تو خال دہان تفنگ ہون

غزل ناتمام

مے پلا کر ساقیان سامری فن آب مین
کرتے ہین جادو سے پیدا آگ روشن آب مین

زلف افعی وش کو دھووے گر وہ پرفن آب مین
ہو بجائے موج پیدا مار رہزن آب مین

چشمۂ آئینہ مین کب تر ہوا پائے نگاہ
اس طرح جاتے ہین دیکھا پاکدامن آب مین

پھرتا ہی سیل حوادث سے کہین مردون کا منھ
شیر سیدھا تیرتا ہی وقت رفتن آب مین

صحبت صافی دلان سے ہون مکدر تیرہ دل
زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن آب مین

اب بھی گریہ سے مجھے فرصت نہین فوارہ وار
گو کہ مین ڈوبا کھڑا ہون تا بگردن آب مین

طاس قلیان مین رکھا ہے اوسنے ابر مردہ کو
ڈوب مر رو رو کے تو اے ابر بہمن آب مین

دیکھنا آبی دوپٹہ منھ پہ اوسکے وقت خواب
برج آبی مین ہی مہ یا مہر روشن آب مین

مین وہ ہون تفسیدہ دل گر جاؤن اک دریا کو جذب
گر پڑے گر ذرہ میری خاک مدفن آب مین

یون رہا مین زندگی بھر تشنۂ دیدار یار
جیسے مستسقی کا دم ہوتا ہے بردن آب مین

سایۂ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
اژدہا بن بنکے شب اے رشک گلشن آب مین

وعدہ ہی آنیکا اوسکے ابر گھر آئے تو آئے
ڈالتا ہون دمبدم اوٹھ اوٹھ کر روغن آب مین

خط کو ہم لکھنے جو بیٹھے آنکھ سے اُمڈے یہ اشک
بہ گیا خط لکھتے لکھتے مشفق من آب مین

غزل

تیرے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
تو پھر وہ دم بھی نہین زیر دام لیتے ہین

جھکائے ہے سر تسلیم ماہ نو پر دہ
غرور حسن سے کسکا سلام لیتے ہین

ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
جب اونسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین

ہم اونکے زور کے قابل نہین ہین وہ شہ زور
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین

فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہے اونکا
وہ مولا ایسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہمارے ہاتھ سے اے ذوق وقت مینوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

دود دل سے ہی یہ تاریکی مرے غمخانے مین
شمع ہے اک سوزن گم گشتہ اس کاشانے مین

مین ہی ہون وحشت کہن مدت سے اس ویرانے مین
برسون مسجد مین رہا برسون رہا بتخانے مین

مستی و نا آشنائی وحشت و بیگانگی
یا تری آنکھو مین دیکھی یا ترے دیوانے مین

مین وہ کیفی ہون کہ پانی ہو تو بنجائے شراب
جوش کیفیت ہے میری خاک کے پیمانے مین

عشق کو نشو و نما منظور کب ہے ورنہ سبز
تخم اشک شمع ہو خاکستر پروانے مین

برق خرمن سوز دانائی ہے نافہمی تری
ورنہ کیا کیا لہلہاتے کھیت ہین دانے مین

کس نزاکت سے ہے دیکھو اتحاد حسن و عشق
زلف جانان شانے نے کھینچی درد ہی جان شانے مین

ایک پتھر چومنے کو شیخ جی کعبہ گئے
ذوق ہر بت قابل بوسہ ہے اس بتخانے مین

غزل ناتمام

رکھتا ز بسکہ جیفۂ دنیا سے ننگ ہون
پارس بھی ہو تو جانتا مردار سنگ ہون

ہون وہ شگفتہ دل کہ نہ دوزخ مین تنگ ہون
آہن کی طرح آگ مین بھی لالہ رنگ ہون

جو ہے سو پہلے میرے اوٹھانے کی فکر مین
محفل مین اوسکی کیا کوئی چوسکر رنگ ہون

ہفتاد و دو فریق حسد کے عدد سے ہین — اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین

مُردار ہین وہ طائر سدرہ ہی کیون نہون — تیز نگاہ یار کے جو دور زد سے ہین

خورشید وار دیکھتے ہین سب کو ایک آنکھ — روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہین

وہ مست ہون کہ رکھتے قدح کش تیمناً — بنیاد میکدہ مری خشتِ لحد سے ہین

جان دادگانِ عشق سے پوچھو رہِ فنا — اسمین جناب خضر ابھی نابلد سے ہین

چشم ثمر ہے سرو سے اونکو جو بیوقوف — رکھتے امید دوستی اوس سرو قد سے ہین

دشنام دو کہ بوسہ خوشی پر ہے آپ کی — رکھتے فقیر کام نہین ردّ و کد سے ہین

بر مین خنک دلون کے ہو گر خرقۂ فقیر — سمجھو کہ کرتے برف کی پوشش نمد سے ہین

وہ ایک دم کہ جسمین میسر ہو وصل یار — بہتر سمجھتے ہم اوسے عمر ابد سے ہین

جتنے ہین یان مزے روشِ نشۂ شراب — ہو جاتے بدمزہ ہین جو بڑھجاتے حد سے ہین

ہر چند ناتوان ہین مگر رکھتے دل قوی — ہم عشق کی کمک سے جنون کی مدد سے ہین

جان لباسیون کے نہ ظاہر لباس پر — عاری عبائے ہوش و قبائے خرد سے ہین

محفوظ ہین جو رکھتے وردِ عشر و قدر پر — ابجد کا قفل قاعدۂ ا ب جد سے ہین

دلکو ورق پہ ثبت ہین صد مہر داغ عشق — ہم کرتے ذوق عشق کا دعویٰ سند سے ہین

بلائین آنکھونسے اونکی مدام لیتے ہین — ہم اپنے ہاتھونکا مژگان سے کام لیتے ہین

ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے — قدم سب آنکے وقتِ خرام لیتے ہین

شبِ وصال کی روزِ فراق مین کیا کیا — نصیب مجھسے مرے انتقام لیتے ہین

ہوتی ہی جمع زر سے پریشانی آخرش
درہم کی شکل صورتِ درہم سے کم نہین

ساقی ملے ہزار فلاطون ہین خاک مین
جو خم تہی ہی قالبِ آدم سے کم نہین

اوس حور وش کا گھر مجھے جنّت سے ہی سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنّم سے کم نہین

شور ابہ سرشک سے دھوتا ہون زخم دل
تیزاب میری حق مین یہ مرہم سے کم نہین

ہاتھون سے تیرے پارۂ الماس زخم دل
مجھکو تو جلوۂ گل و شبنم سے کم نہین

اے ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھیے
سب ہمسے ہین زیادہ کوئی ہمسے کم نہین

ہان تامّل دم ناوک فگنی خوب نہین
ابھی چھاتی مری تیرون سے چھنی خوب نہین

تشنۂ دشت محبت کے لیئے اوس لب سے
کوئی دنیا مین عقیقِ یمنی خوب نہین

گل پریشان ہوا ہنسکے چمن مین آخر
دیکھ اے غنچہ یہان خندہ زنی خوب نہین

خوبیان یون تو ہین اوس غارتِ تصویر مین سب
اک مگر ناز سے یہ کم سخنی خوب نہین

چشم کہتی ہی تری جنبشِ مژگان سے کہ دیکھ
سر پہ بیمار کے یہ سینہ زنی خوب نہین

یہ نہین شیشۂ مے ہے کسی میخوار کا دل
محتسب دیکھ نکر دل شکنی خوب نہین

تا بہ دندان نہ کھا زہر ہین تو ہنس ہنسکر
کوئی کھا جاے جو ہیرے کی کنی خوب نہین

بات تو ہمنے بنائی تھی دہان خوب مگر
تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہین

خلشِ خار کا کھٹکا ہے بغل مین موجود
دیکھ گل دعوے نازک بدنی خوب نہین

اوٹھتا ہی جائیگا اک دل ہی دھوان آہ کی ساتھ
جبتلک جلنے کا یہ سوختنی خوب نہین

کون آتش نفس اے ذوق چمن سے گذرا
آج جو سرو نسیم چمنی خوب نہین

تن رہا یون ہی تپ غم سے اگر گرم مرا
سیخ آہن کی طرح ہونگے بدنپر مو گرم

نیشتر جلکے رہین کشتۂ فولاد ہو خاک
نکلے ہر آتش سودا سے مرے لوہو گرم

کٹ سکا صید محبت کا نہ قاتل سے گلا
اوسنے پتھر پہ یہ رگڑا کہ ہوا چاقو گرم

آتش دل سے پس از مرگ برنگ شعلہ
خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خودرو گرم

مہر دشمن بلا ہے ترے حسن جہانتاب کی تاب
رخ سے گرم آئنہ ہو آئنہ سے زانو گرم

کیا کہون نامۂ جانسوز کی اپنے تاثیر
جل گیا بس یہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر مجروح کو ٹھکرا کے گیا وہ وادرین
چوکا اوس وقت کہ جب منہ پہ بہا لوہو گرم

دست خورشید کی رعشہ سے سپر جاے چھوٹ
کھینچکر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم

دل عاشق کے جلانیکا ہی سارا سامان
بنتی شعلہ ہی تری رنگ بھبھوکا رو گرم

کونسا سوختہ جان جسم سے ہے گرم فغان
کہ ہوا آتی ہی ہر کوچے سے تہ گرد گرم

ہم تو سنتے تھے سدا گل کو مزاج بارد
ذوق ہوتا ہی وہ کیون کو ترش ابرو گرم

ردیف نون

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اس زلف فتنہ زا کے لیئے ہے مسیح دم
کچھ دست شانہ پنجۂ مریم سے کم نہین

زیبا ہی روی زرد پہ کیا اشک لالہ گون
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

سرعت ہی نبض کی رگ سنگ مزار مین
دل کی تپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہین

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
قربِ حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم

دوزخ بھی جلے نعرۂ ہل من مزید بول
لائین جو آہ کو شررافشانیون مین ہم

پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید
پھر ہین جنون کی سلسلہ جنبانیون مین ہم

تم بھی نہین جگر یہ رہے اسقدر رہے
سرگرم سوزِ عشق کی مہمانیون مین ہم

مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا
جون خطِ سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہین آئنہ مین صورتِ تصویر آئنہ
آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی جُدا
رکھین تری تشبیہ جو کنعانیون مین ہم

کیا جانین ہم زمانہ کو حادث ہے یا قدیم
کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہین فانیون مین ہم

کیون جی کے ہجر مین ہوے شرمندہ یار کے
اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم

پوشیدہ ان نگاہون مین سرخوش ہین یا تدن
شربِ الیہود کرتے ہین نصرانیون مین ہم

سینہ کا چاک سینے کی فرصت کہان کہ ہین
مصروف زخمِ دل کی نمکسرانیون مین ہم

بیمِ کدورتِ دلِ صیاد گر نہو
کیا کیا اوڑائین خاک پرافشانیون مین ہم

دکھلائین روزِ حشر کو بین السطور سے
اپنے سیاہ نامہ کی طولانیون مین ہم

جلسکتے ضعف سے نہین کوچے مین اوسکے ذوق
بہجائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

شمع نازان نہو اک رات بہا آنسو گرم
ہر سو دن یان آنکھ سے ٹپکا ہے مرے لوہو گرم

جل بوا اے آتشِ غم دل کو کرے یہ تو گرم
کہ زمین پشت سمک تک ہو تہ پہلو گرم

لطفِ بوسہ نہ رہا ہم پہ ہوا جب تو گرم
شربتِ قند دیا کرکے پہ آتش خو گرم

پڑے جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن
حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل

عیان ہے یون مرے روز سیاہ مین خورشید
کہ جیسے شب کو نظر آئے دور کی قندیل

سوا ہے دل کے ہو نارنج باغ خلد سے بھی
کبھی پسند نہ اوس رشک حور کی قندیل

اوڑے جو آہ کے ہمرہ نکل کے پارۂ دل
ہوئی ہوا مین وہ صورت طیور کی قندیل

وہ تیر ہین یہ مرے نالۂ قیامت زا
کہ انکے رکھنے کو لازم ہے صور کی قندیل

نسیم کیا ہے کہ روضہ مین نقشہ جانو نکی
نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل

سمجھتا قدر ہی ناقص کب اس غزل کی ذوق
یہ روشن آئی کیون پیش کور کی قندیل

ناتمام

دیوانہ ہون تیرا مجھے کیا کام کہ لون گل
زیبائش سر کو ہی مرے داغ جنون گل

سو ٹکڑے ہین اڑتی کی برنگ گل صد برگ
کیا دشت نوردی مین کترتا ہی جنون گل

اوس گل مین نپایا اثر بوے محبت
سو بار سونگھا اوسی پڑھ پڑھ کی فسون گل

ہی روشنی خانۂ دل سوز محبت
کافر تو بتا شمع حرم کیونکہ کرون گل

پیکان تو دلدوز ہے سوفار ہے باہر
اوس تیر سی ہی دلمین درون غنچہ برون گل

ردیف میم

پابند جو نہ خان ہین پریشانیون مین ہم
یارب ہین کسکی زلف کی زندانیون مین ہم

ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ مین
لکھتے الف خطون کی نہ پیشانیون مین ہم

زنجیر مین بھی نالہ زنجیر کی طرح
جوش جنون سے رہتے ہین جولانیون مین ہم

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے
نہ ایسا ہو کسی دشمن کے بھی کنار مین دل

نکل نہ جائے دلِ اضطراب سینہ سے
برنگِ شعلہ کہین آہِ شعلہ بار مین دل

ہمیشہ روزنِ سینہ سے کیون ہی چشم براہ
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل

ترا سنگار بھی ہے وہ بلا کہ جائے گہر
پروئے زلفِ مسلسل کے تار تار مین دل

اوڑیگا مثلِ شرر ٹکڑے ہو کے سنگِ مزار
رہا اگر یونہی گرمِ تپش مزار مین دل

برنگِ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر
نہ کیا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل

فلک کے رنگ سے ظاہر ہی ماتمی آثار
خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگون حصار مین دل

برنگِ بیضۂ نوروز توڑسے دل وسنے
ہزارون ایک ہمارا ہی کس قطار مین دل

ہزار دشمنِ جان سے ہی ایک دوستِ ما
جو پوچھو کون ہی سو مین کہون ہزار مین دل

نہوتین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کون
لگے ہے صحبتِ خوبانِ گلعذار مین دل

یہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین دل
گرہ ہی تار مین یا میرے جسمِ زار مین دل

اوٹھا تو لائی مجھے سیرِ گلشن اے ذوق
رہیگا سیر سے خوش کب مرا کوئے یار مین دل

ازل سے یون دلِ عاشق ہی نور کی قندیل
کہ جیسے عرش خدائے غفور کی قندیل

سمجھ وہ دُرِّ بناگوش نور کی قندیل
خجل ہی اخترِ صبحِ نشور کی قندیل

ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہے
کسی کی تابِ کمالِ ظہور کی قندیل

جہان ہی خانۂ عشرت جبھی ہوا اسکا فروغ
کہ لٹکے اسمین سرِ پرغرور کی قندیل

رہے ہی جون قمرِ منخسف سدا بے نور
سیاہ بختون کے بالینِ گور کی قندیل

ردیف عین مہملہ مقطع

ذوق کیونکر ہو اپنا دیوان جمع	کہ نہیں خاطر پریشان جمع

ردیف قاف

پھر کر ادھر ادھر نہ ہمارا اگیا قلق	لفظ قلق کی طرح سے وہ ہی رہا قلق

ردیف کاف تازی

جو کھلکر اونکا جوڑا بال آئیں سر سے پاؤں تک	بلائیں آکے لیں سو سو بلائیں سر سے پاؤں تک
ہم اونکی چال سے پہچان لینگے اونکو برقع مین	ہزار اپنے کو وہ ہمسے چھپائیں سر سے پاؤں تک
یہ جتنے سرو ہین سب اوسکے قد پر زہر کھائے ہین	چمن مین سبز کیونکر ہو نجائین سر سے پاؤں تک
ہزارون ایک دو بن اوس خوشادا کی کس ادا کو مین	کہون وان تو ادائین ہی ادائین سر سے پاؤں تک
سراپا شوق جائین سر کے بل ہم جنکے جلسے مین	مثال شمع وہ ہمکو جلائین سر سے پاؤں تک
نہین بے پردہ تو بھی وہ کمر سے ہو کہ شوخی سے	پھبن جلوہ نہین پردہ دکھائین سر سے پاؤں تک
بنایا اسلیے اس خاک کے پتلے کو تھا انسان	کہ اسکو درد کا پتلا بنائین سر سے پاؤں تک
سراپا پاک ہین دھوئے جنھون نے ہاتھ دنیا سے	نہین حاجت کہ وہ پانی بہائین سر سے پاؤں تک
مزا ہی ذوق افزون ہے جتنے زخم افزون ہون	نہ کیون ہم زخم تیغ عشق کھائین سر سے پاؤں تک
صفحہ دہر پہ یکدل نہوا ایک سے یک	دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک

ردیف لام

پھنسے نہ حلقہ گیسوے تابدار مین دل	بلا سے گر ہو نوالہ دہان مار مین دل

چمن سے بعد ہمین ہی جیسے سین و قاف قفس
مطلع
قفس مین بند ہین ہم مثلِ فلسے ناف قفس

ردیف صاد مہملہ

سب مذاہب مین یہی ہی نہین اسلام مین خاص
کہ جہان عام ہی ہوتا ہی وہان عام مین خاص

ساغرِ دل کی تو واقف نہین کیفیت سے
دیکھ عکسِ رخِ ساقی ہی اسی جام مین خاص

خضر باتین ہین کہ ہی چشمۂ حیوان جانبخش
ہی یہی خاصیت اوسکی لبِ دشنام مین خاص

شیخصاحب کے ہین نزدیک وہ خاصانِ خدا
خدمتی اونکے ہین جو زمرۂ خدام مین خاص

کام دنرات ہی عاشق کا ترے ناکامی
کہ دیا تو نے لگا اوسکو اسی کام مین خاص

عشق کا جوش ہی جبتک کہ جوانی کے ہین دن رات
یہ مرض کرتا ہی شدت انھین ایام مین خاص

ذوق اسماء الٰہی مین ہی سب اسمِ اعظم
اوسکے ہر نام مین عزت ہی نہ اک نام مین خاص

ردیف ضاد معجمہ

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہی مقراض
ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

بحر و بر مین نہین کسکو ہوسِ قطع و برید
ناخنِ شیر ہے خنجر دمِ ماہی مقراض

گل کترتی ہین ہزارون تری آنکھین کافر
ہی عجب طرح کی اک تیز نگاہی مقراض

کیا زبان چلتی ہی اوس بزم مین بدگویونکی
منھ مین انکے یہ زبان ہی کہ الٰہی مقراض

محضرِ خون جو مرا سارا کتر کر پھینکا
دیگی اس ظلم کی محشر مین گواہی مقراض

باس کیا قطع تعلق مین کہ یکسان سمجھے
قطع مین کسوتِ درویشی و شاہی مقراض

رشتۂ عمر کیا قطع سراسر ذوق
کموسکی شمع کی دل کی نہ سیاہی مقراض

ساقی لبِ ظرفِ شراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی
خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر

خود اوڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغِ نامہ بر
اوس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر

کرتا ہی دل کا قصد کماندار تیر اتیر
پر ہے نشانِ داغ سے دور اور شکستہ پر

اے ذوق میرے طائرِ دل کو کہان فراغ
کوسون ہی وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

اشعار متفرقات ردیف رے مہملہ

شرحِ بختِ برگشتہ گر گردون رقم پھر کر
تیر بازگشتی ہو ہاتھ مین قلم پھر کر

تو نے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑ کر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچے نے یہ منھ پھوڑ کر

وہ کہے کون ہے قربان مری اس چتون پر
مین کہون مین تو کہے ہین کے چھری گردن پر

تیرے دندان سی زیب کی دیکھی جو بہار
اوس سی پڑ گئی گلشن مین گلِ سوسن پر

بعد مردن آ چکے رونیکو سنگر گور دور
جیتے ہی جی کہتے ہو صورت تری گور دور

روکشِ بالِ ہما ہین اون ہوا گیرون کے پر
ملگئے جن طائرون کو پر ترے تیرون کے پر

اونکو بے پر عرشِ اعظم پر اوڑاتے ہین پیر
کیا غضب لائین خدا جانے جو ہون پیرون کے پر

بادام دو جو بھیجے ہین بٹوے مین ڈالکر
ایما ہے یہ کہ بھیجدو آنکھین نکالکر

اے دل وہ سرِ غمزۂ پنہان عیان نکر
ایضاً آنکھون سے دیکھ اور زبان سے بیان نکر

آہون مین دود دل جو نکالون تو وہ کہے
اے تفتہ جان ہوا ہو یہان سے دھوان نکر

اشعار متفرقات ردیف سین مہملہ

مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھی ہے تو آنے کے پاس
بدگمان وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس

ساغرِ دل بیچتا آیا ہون کہو مت ہاتھ سے
جو کہتا ہی کیون یہ خسیس دستگر وان چھوڑ کر

پڑھ غزل اک ذوق کوئی گرم سی تو بجا
جانبِ مضمون طرزِ نغمہ جانان چھوڑ کر

جب چلا وہ مجھکو بسمل خون مین غلطان چھوڑ کر
کیا ہی پچتاتا تھا مین قاتل کا دامان چھوڑ کر

مین وہ مجنون ہون جو نکلون کنجِ زندان چھوڑ کر
سیبِ جنت تک نہ کھاؤن سنگِ طفلان چھوڑ کر

پیوے میرا ہی لہو مانی جو لب اوس شوخ کے
کھینچے تو شنگرف سے خونِ شہیدان چھوڑ کر

مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا
رہگیا بس منشیِ قدرت جگہ وان چھوڑ کر

سایۂ سروِ چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی مین اک سروِ خرامان چھوڑ کر

ہو گیا طفلی ہی سے دل مین ترازو تیرِ عشق
بھاگتے ہین مکتب سے ہم اوراقِ میزان چھوڑ کر

اہلِ جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر

شوق ہے اوسکو بھی طرزِ نالۂ عشاق سے
دمبدم چھوڑے ہے منہ سے دودِ قلیان چھوڑ کر

دل تو لگتے ہی لگیگا حوریانِ عدن سے
باغِ ہستی سے چلا ہون ہاے پریان چھوڑ کر

گھر سے بھی واقف نہین اوسکے کہ جسکے واسطے
بیٹھے ہین گھر بار سب ہم خانہ ویران چھوڑ کر

وصل مین گر ہووے مجھکو رویتِ ماہِ رجب
روے جانان ہی کو دیکھون مین تو قرآن چھوڑ کر

اندنون گرچہ دکن مین ہے بڑی قدرِ سخن
کون جائے ذوق پر دلی کی گلیان چھوڑ کر

بلبل ہون صحنِ باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈھے وحشت گم شدگی مین مجھے کہ ہے
عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر

اوس مرغِ ناتوان پہ ہے حسرت جو رہ گیا
مرغانِ کوہ و زاغ سے دور اور شکستہ پر

مجھسا مشتاقِ جمال ایک نہ پاؤ گے کہین | گرچہ ڈھونڈھو گے چراغِ رخِ زیبا لیکر
جب یہ دیکھا نہ ملا مجھ مین کہین میرا پتا | پھر گیا نامہ بر یار خط الٹا لیکر
رہگیا اپنا سا منھ لیکے وہ اے آئینہ رو | تیری تصویر کو یوسف نے جو دیکھا لیکر
وان سے یان آئے تھے اے ذوق تو کیا لائے تھے | یان سے تو جائینگے ہم لاکھ تمنا لیکر

کل گئے تھے تم جسے بیمارِ ہجران چھوڑ کر | چل بسا وہ آج ہستی کا سامان چھوڑ کر
طفلِ اشک ایسا گرا دامانِ مژگان چھوڑ کر | پھر نہ اوٹھا کوچۂ چاکِ گریبان چھوڑ کر
کیونکہ نکلے تیر اوسکا دل مین پیکان چھوڑ کر | جائے بیضے کو کہان یہ مرغِ پران چھوڑ کر
کام یہ تیرا ہی تھا رحمت ہے اے ابرِ کرم | ورنہ جائے داغِ عصیان میرا دامان چھوڑ کر
جسنے ہو لذت اوٹھائی زخمِ تیغِ عشق کی | کب وہ مرہم ان کو ڈھونڈھے نمکدان چھوڑ کر
صید دلکو کیونکہ چھوڑے جبکہ دکھلائے ہے تو | مچھلیان دستِ حنائی مین مرجان چھوڑ کر
سرد مہری سے کسی کی آگئے ہی دل سرد ہے | یا نسیم ہٹ جا دھوپ اے ابرِ بہاران چھوڑ کر
دیکھیے کیا ہو کہ ہے اب جان کے پیچھے پڑی | دلکو اے کافر تری زلفِ پریشان چھوڑ کر
اے دل اوسکے تیر کے ہمراہ سینے سے نکل | ورنہ پچھتائیگا تو یہ ساتھ نادان چھوڑ کر
کیون نہ رم کر جائین آہو ایسے وحشی ہی ترے | شیر بھاگین جسکے نالون سے نیستان چھوڑ کر
سرخیِ پان دیکھ لے زاہد جو دندان پر ترے | اوٹھ کھڑا ہو ہاتھ سے تسبیحِ مرجان چھوڑ کر
پیش خیمہ لیکے نکلا گرد بادِ دودِ آہ | ہے جو سر گرمِ سفر تن کو مری جان چھوڑ کر
گر خدا دیوے قناعت ما دیکھنے کسطرح | دوڑے ساری کو کبھی آدھی نہ انسان چھوڑ کر

قتل کو کسکے چڑھائی تیغ تو نے سان پر
اوتری ہے آنکھوں مین زخمونکی مری خون دیکھکر

لیگیا دل کون ہے اے ذوق کسکا نام لون
سامنے آجائے تو شاید بتا دون دیکھکر

کہا پتنگ نے یہ دار شمع پر چڑھکر
عجب مزا ہے جو مریئے کسی کی سر چڑھکر

مرے خیال پہ وہ چشم فتنہ گر چڑھکر
یہ خانہ جنگ ہے آتی ہے لڑنے گھر چڑھکر

دکھا نہ جوش و خروش اپنا زور پر چڑھکر
گئے جہان مین دریا بہت اوتر چڑھکر

ستمگرون کی کشاکش مین آبرو ہو سوا
کہ ہوتی سان پہ ہے تیغ تیز پر چڑھکر

الٰہی خیر ہو مانند شعلہ سر کش
پھر آیا باد کے گھوڑے پہ وہ ادھر چڑھکر

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبی زر
اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھکر

کہین فلک پہ نہ چڑھ جائے چاند جھومر کا
کہ دور آپکو کھینچے ہے تیرے سر چڑھکر

ترا مکان تو کیا لامکان مین کود پڑین
امید وصل مین ہم بام عرش پر چڑھکر

جو مارے نفس کو اور کرے اپنے غصے کو زیر
بنائے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھکر

ہماری خاک پہ برپا ہے ذوق فتنہ حشر
سمند ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھکر

جان ہوا یون ہوئی اوس خال کا بوسا لیکر
جیسے اوڑ جائے ذہن مین کوئی لٹکا لیکر

تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر
چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو مسیحا لیکر

شرط ہمت نہین مجرم ہو گرفتار عذاب
تو نے کیا چھوڑا اگر چھوڑیگا بدلا لیکر

ذبح کرنیکو مرے پوچھتے ہو کیا تکبیر
تم چھری پھیرو دو نام خدا کا لیکر

کھینچی روز قیامت سے بھی ہے آپکو دور
تیری زلفون کی بلائین شب یلدا لیکر

ذوق دل سوختہ دیوان لکھے اپنا کیا خاک
متحمل نہیں گرمیِ سخن کا کاغذ

ردیف راے مہملہ

نگہ نہیں حرف دلنشیں تھا دہن کی تنگی سے تنگ ہو کر
نکلکر آیا جو راہ آنکھوں کی دلمیں بیٹھا خدنگ ہو کر

پھر آیا لو وہ نگار خونی ادھر کو سر گرم جنگ ہو کر
کہ جسکے ہاتھوں سے اوڑ گئی سبزہ زاروں مہندیکا رنگ ہو کر

وہ چشم مخمور اک نظر سے چبھوئی لاکھوں جو نیشتر سی
تو ہو رواں ہر رگِ جگر سے لہو مے لالہ رنگ ہو کر

جو رنگ الفت سے آشنا ہیں وہ گر بُرے بھی ہیں خوشنما ہیں
کہ رنگ ہی سے گراں بہا ہیں عقیق و یاقوت سنگ ہو کر

جو سمجھیں حسنِ بتاں کو ایماں اُنھیں ہے کفر و دیں ہی یکساں
پہونچتے کعبہ میں وہ مسلماں ہمیشہ چین و فرنگ ہو کر

صفاے دلکی یہی ہے صورت کہ دلمیں آنے نہ دے کدورت
کہ بیٹھ جائینگے بالضرورت اس آئینہ میں یہ زنگ ہو کر

غزالِ رم دیدہ بنگیا ہے جو خواب آنکھوں میں تو بجا ہے
کہ پھاڑ کھانیکو دوڑتا ہے پلنگ تجھ بن پلنگ ہو کر

ہوئی جو یکرنگ انکو زیبا نہیں جہاں میں رعونت اصلا
کہ پایا گل نے یہ نام رعنا تو اِس چمن میں دو رنگ ہو کر

حلاوتِ شرم و پاسداری جہاں میں ہے ذوق سنج و خواری
مزے سے گذری اگر گذاری کسینے بے نام و ننگ ہو کر

خوب روتے آج ہم سنساں ہاموں دیکھکر
یاد آیا ہمکو مجنوں بید مجنوں دیکھکر

اوڑ گئے اک آن میں جادوے بابل کے دھوئیں
سرمہ آلودہ تری چشمِ پر افسوں دیکھکر

دیکھکر غیروں میں مہتابی پر اوس مہوش کو رات
آہ کی اک دل سے ہمنے سوے گردوں دیکھکر

سچ کہا ہے آگے کالی کے نہیں جلتا چراغ
چھپ گیا مہ رخ پہ تیرے زلفِ شبگوں دیکھکر

بل بے میرے ساغرِ سرشار وحشت کا نشہ
چھپ گیا خم میں مری صورت فلاطوں دیکھکر

آگئیں اونکو لگانی اونگلیوں میں فندقیں
نوک مژگاں پہ بھرے اشکِ جگر گوں دیکھکر

گو دو گھڑی تک اوسنے نہ دیکھا ادھر تو کیا
آخر ہمین سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد

کیا جانئے دو گھڑی وہ رہے ذوق کسطرح
پھر تو نہ ٹھہرے پانوں گھڑی دو گھڑی کے بعد

مطلع
جھومر کا نظر سر پہ ترے آتو پڑا چاند
تھا وعدہ چڑھے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند

فرد
ہے آئینہ خانہ بھی گذرگاہ بد و نیک
دیکھا نہ کبھی ہمنے درِ اہل صفا بند

ردیف ذال معجمہ

مژدۂ قتل سے اوس عہد شکن کا کاغذ
ہے مری روح کو آزادیِ تن کا کاغذ

گور مین پیش ہو جب دفترِ تن کا کاغذ
ہو سیاہہ کو سفیدیِ کفن کا کاغذ

بنگیا عکس سے اوس شوخ گلستان رو کے
صفحۂ آئینہ تصویرِ چمن کا کاغذ

کیا کرے خانۂ گیتی کا کوئی دعویِ ملک
نام پر کسکے ہے اِس قصرِ کہن کا کاغذ

لکھین اوس چشم کے وحشی کے لیے گر تعویذ
اہل تکسیر کرین پوست ہرن کا کاغذ

رقعۂ شادیِ شہادت کا ہو خون سے رنگین
ایسی شادی کو ہو ایسی ہی پھبن کا کاغذ

سینۂ صافو نکو زمانے کے ہے ہاتھ سے شکست
ہے صفائی سے سزاوار شکن کا کاغذ

ورقِ چرخ ہو گو نسخۂ آشوب نہو
سرمۂ چشم مہِ سیم بدن کا کاغذ

یون اسیرانِ قفس تک کوئی پہونچا گلبرگ
جیسے غربت مین شفیقانِ وطن کا کاغذ

ظاہر آرا نہ کتابون سے ہو ڈر دوزخ سے
کرنہ آتش مین لباس اپنے بدن کا کاغذ

جعلسازی پہ زمانے کی گواہی دی ہے
مہری و سادہ مہِ چرخ کہن کا کاغذ

مہر وہ کرتا ہے نامے پہ مجھے آئے ہے رشک
ہاے یون چوسے لعاب اوسکی دہن کا کاغذ

مسواک نے بڑھایا ہے زاہد کا اعتبار
ہے یہ بھی اسکی اک شجر مکر و فن کی شاخ

تاثیر بیکسی سے ہو سارا درخت خشک
ڈالے جو سایہ نعش پہ اس بے کفن کی شاخ

شاخ نبات کو نئے قلیان نہ منہ لگائے
ایسی مصاحبت سے لگے اوس دہن کی شاخ

اشعار قصیدہ

گلگون سے تیرے بڑھ نسکے اک قدم صبا
مارے جو تازیانہ نہال چمن کی شاخ

کر دے جو تو نہال تو لائے ابھی نکال
پروین کا خوشہ گاو سپہر کہن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد

کیا روکا اپنے گریہ کو ہمنے کہ لگ گئی
پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

کوئی گھڑی اگر وہ ملائم ہوئے تو کیا
کہہ بیٹھیں گے پھر ایک کڑی دو گھڑی کے بعد

اوس لعل لب کے ہمنے لیے بوسے اسقدر
سب اوڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد

اللہ رے ضعف سینے سے ہر آہ بے اثر
لب تک جو پہونچی بھی تو چڑھی دو گھڑی کے بعد

کل اوس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا
پھر اوس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد

کہتا رہا کچھ اوس سے عدو دو گھڑی تلک
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری شیخی اونکی جھڑی دو گھڑی کے بعد

پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا
پھر دیکھی اوسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد

تو دو گھڑی کا وعدہ نکر دیکھ جلد آ
آنے میں ہوگی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد

کرتی خراب اوسی کو ہی تیری نگاہ مست
جسکو کہ دیکھتی ہے نکوکار و با صلاح

یارب ہو دل کی خیر کہ کچھ کہہ رہے ہین آج
چشم و نگاہ مشورہ ناز و ادا صلاح

منظور گر ہو قتل مرا غیر سے نہ پوچھ
ہی تو صلاح نیک مین کیا پوچھتا صلاح

قلابے آسمان و زمین کے ملا نہ تو
اوس مہروش سے ملنے کی ناصح بتا صلاح

یہ ہے مرا رفیق یہی ہے مرا شفیق
لون کس سے وان کے جانیکی دل کے سوا صلاح

ای ذوق جا نہ ہوش و خرد کی صلاح پہ
دے عشق جو صلاح وہی ہی بجا صلاح

ردیف خای معجمہ اشعار سراپا

ہی زلف تیری سنبل صحن چمن کی شاخ
قطروں سے پر عرق کی بنی یاسمن کی شاخ

ناف اوس صبیح کی ہی کوئی نسترن کا پھول
تا ناف سیلی سینے سے ہی نسترن کی شاخ

اشعار تشبیہ

ہی فیض سے وقار کہ میری نگاہ مین
جس شاخ مین ثمر ہی وہ ہی لاکھ من کی شاخ

بدخصلتو نکو کرتا ہے بالا نشین فلک
اونچی ہی آشیانۂ زاغ و زغن کی شاخ

رہتی ہی کشمکش مین پس از مرگ پر جفا
آخر کو زیر ارّہ کٹی کرگدن کی شاخ

اشعار مجموع

کہتی تھی چوب تیشہ مری طرح ایکدن
سوکھے گی نخل آرزوے کوہکن کی شاخ

بیمار چشم دلبر آہو نگاہ کو
شاخین بھی گر لگائین تو لیکر ہرن کی شاخ

ہر صید کی کمر سے گئی ٹوٹ جسگھڑی
ٹوٹی کمان دلبر ناوک فگن کی شاخ

وہ ہی بیماری الفت سی دلِ زار کو رنج
جس سے خود رنج کو آزار ہی آزار کو رنج

دیدۂ آبلۂ پا کا یہی رونا ہے
کہ نہ پہونچا ہو کہین مجھسے کسی خار کو رنج

ہوش کو بیچ کے لی دارو ے بیہوشی تو
ذوق بیہوش کو آرام ہے ہشیار کو رنج

ردیف جیم فارسی

وہ شل ہی ناو یہ کسنے ڈبوئی خضر نے
لیگیا خطِ ذقن دل کو سوی گرداب کھینچ

ردیف حاء حطی

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمانِ صبح
ہوگی اذان گور ہماری اذانِ صبح

پُر نور ہے ترا رخِ سیمین بسانِ صبح
آنکھین ہین تیری مست صبوحی کشانِ صبح

اب بتکدہ مین شام کو ناقوس پھونکیے
مسجد مین مدتون رہے تسبیح خوانِ صبح

ریشِ سفید شیخ مین ہی ظلمت فریب
اس مکر چاندنی پہ نکر نا گمانِ صبح

ایضاً

ٹھہری ہی اونکے آنیکی یان کل پہ جا صلاح
ای جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح

منظور چشمِ یار ہے سب عینِ مصلحت
پوچھے بلاکشون کی کسی سی بلا صلاح

سیدھی ہی جائین کعبے کو بیت الصنم سی ہم
گر پھیر دے نہ وہ صنمِ کج ادا صلاح

اوس چشمِ مست کی ہین خراباتیون مین ہم
تقوی کجا و زہد کجا و کجا صلاح

اوس بدمعاملہ سے ترا کیا معاملہ
کس بد صلاح نے تجھے دی یہ دلا صلاح

رہتا ہی اپنا عشق مین یون دل سی مشورہ
جسطرح آشنا سے کرے آشنا صلاح

زاہد یہ کیا کہا کہ نہ مل ان بتون سے تو
دیتا ہی کوئی ایسی بھی مرد خدا صلاح

شوقِ حرم کو چہ قاتل مین کفن کو / ہم جانتے ہین جامۂ احرامِ محبت

کی جسنے رہ و رسمِ محبت اُسے مارا / پیغامِ قضا ہے ترا پیغامِ محبت

نہ زہد سے ہے کام نہ زاہد سے کہ ہم تو / ہین بادہ کشِ عشق و مَی آشامِ محبت

ایمان کو گرو رکھے اگر کفر کو لے مول / کافر نہو گرویدۂ اسلامِ محبت

کہتی تھی وفا نوحہ کنان نعش پہ میری / سونپا کسے تونے مجھے ناکامِ محبت

معراج سمجھ ذوق تو قاتل کی سنان کو / چڑھ سر کے بل اس زینے پہ تا بامِ محبت

مجنون نے دی لگا جو سرِ خارزار پشت / پشت اب ہجومِ خار سے ہے پشت خار پشت

حورون کی گر ہو پنجۂ مژگان سے پشت خار / کھجلاے وہ پری نہ کبھی زینہار پشت

ماہی سے تا بماہ ہین دستِ فلک سے داغ / وان داغدار سینہ ہے یان داغدار پشت

پیدا فلک سے ایک نہو تجھسا ماہوش / نہ پشت تک تو کیا کہ نہ تھا نہ ہزار پشت

بارِ زمانہ پشت پہ لیکر بشر کی طرح / سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایکبار پشت

ہوجاے ہے زیادہ گرانبارِ گناہ / پیری مین ہو خمیدہ نہ کیون زیربار پشت

سینہ سپر جو منہ پہ ہین تیغِ نگاہ کے / دکھلاتے وہ کبھی نہیں آئینہ وار پشت

ڈر ہے یہی کہ ایسا نہو بعدِ مرگ بھی / لگنے نہ دے زمین سے دلِ بیقرار پشت

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق / اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

ردیف جیم تازی

بیمارِ عشق کا جو نہ تجھسے ہوا علاج / کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

ہو مبارک خضر کو سرچشمۂ آبِ بقا / ہی ہمین تجھکو اگر ہی اپنی شہرت کی طلب

دور رہ اور دیر بیٹ رہ سامنے مثلِ ہلال / شہر ہین تجھکو اگر ہی اپنی شہرت کی طلب

بڑھگئی ہی عشق مین یہ حرص اسقدر اپنی کہ ہے / غم پہ غم کی آرزو حسرت پہ حسرت کی طلب

جو حلاوت زندگی کی چاہتا ہی چرخ سے / کاسۂ زہراب سے کرتا ہی شربت کی طلب

ہو کے دل غمزے کا بسمل ناز پر دیتا ہے دم / کرتا ہی آفت طلب آفت پہ آفت کی طلب

لطف ملا دہی ہی جب پیدا ہو تکلیف سے / یان کہان راحت کہ تو کرتا ہی راحت کی طلب

گر گلستانِ جہان مین تنگ ہی تو غنچہ وار / کر کشادِ دل سے اپنے ذوق وسعت کی طلب

کرے ہی شرع کا پاس نک مدام شراب / حرام ہی نہین لیکن نک حرام شراب

یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید / شروع دیکھئے کیجے مہِ صیام شراب

عوض ہی نشۂ دنیا کا ذوق عقبیٰ پر / دوام بکتی ہی اس میکدہ مین دام شراب

دس بہت نامہربان کو ہی پسند اپنا رقیب / ورد اسماء الٰہی مین بھی ہی تو یا رقیب

ردیف تاء مثناۃ

معلوم جو ہوتا ہمین انجامِ محبت / لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نامِ محبت

ہین داغ محبت درم و دامِ محبت / مژدہ تجھے ای خواہش انعامِ محبت

ہر روز اڑا دیتا ہے وہ کر کے تصدق / دو چار اسیرِ قفس و دامِ محبت

مانند کباب آگ پہ کرتے ہین ہمیشہ / دلسوز ترے بسترِ آرامِ محبت

کاسہ مین فلک کے نہی ناحق کو زہراب / دم کھینچیے اگر تشنہ لب جامِ محبت

مجھکو اوس بوسۂ دندان نی پس از بوسۂ لب
دیے نقل نمکین چند پس جام شراب

ذوق جلدی مے گلرنگ سے بھر ساغر دل
لب نازک کو ہی اوسکے ہوس جام شراب

ہو یہ سو ہجر وصل ہو گر اک دم نصیب
کم ہوگا کوئی مجھسا محبت مین کم نصیب

ہون میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب
کھایا کرین نصیب کی میرے قسم نصیب

بہتر ہین لاکھ لطف وکرم سے ترے ستم
اپنے رہے نصیب کے ہون یہ ستم نصیب

ماہی ہو یا ہو ماہ وہ دے ایک یا ہزار
بیداغ ہون نہ دست فلک سے درم نصیب

ہی خوش نصیب عشق مین ای بوالہوس وہی
جسکو کہ غم پہ غم ہو الم پر الم نصیب

غافل جو دم کی آمد و شد سے نہووے تو
ہر دم ہی تجھکو سیر وجود و عدم نصیب

سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم
اک حرف ہو نہ مثل زبان قلم نصیب

مجنون سیاہ خیمۂ لیلے کے گرد پھر
اے خوش نصیب تجھکو طواف حرم نصیب

دے جسکو اپنی ہاتھ سے تو ایک جام مے
ساقی دیے خدانے اوسے مثل جم نصیب

ایمان ہے تیرا شوق لقا جسکو یہ نہو
دیدار اوسے خدا کا نہوا ی صنم نصیب

جاتے ہین کوی یار کو اسمین جو ہو سو ہو
ای ذوق آزمانی ہین آج اپنی ہم نصیب

دل عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب
کام چور اس کام پر کس منہ سی اجرت کی طلب

حشر تک دل مین رہی اوس سرو قامت کی طلب
یہ طلب ہی اپنی یارب کس قیامت کی طلب

دل سلگ جائیگا نہ جبتک اور بھڑک جائے نہ جان
کم نہو قلیان کش سوز محبت کی طلب

واسطے نظارۂ قاتل کے فرصت چاہیے
اور یہان فرصت کہان جو کیجئے فرصت کی طلب

دل مرا جام شراب ہوس جامِ شراب
اور ہی خال سویدا عکس جامِ شراب

پہونچے ہر اوس ہاتھ مین جو قسمت ہوس جامِ شراب
ساغرِ دل کو جو ہو دسترس جامِ شراب

جھمکتا مستی میں وہ صاحب ہوس جامِ شراب
عکس خال اپنا جو سمجھا مگس جامِ شراب

بازگشت اپنی ہی یون جانب قسام ازل
جیسے ساقی کی طرف بازپس جامِ شراب

دست بدست دور کی لوٹ گئے فریاد بہت
نہوا کوئی بھی فریادرس جامِ شراب

جوش مستی ہی عجب قافلہ جس مین کہ نہین
بے شکست ایک صدائے جرس جامِ شراب

محتسب شعلۂ آواز سے جل جاوےگا
گرچہ ٹوٹا دلِ آتش نفس جامِ شراب

رات میخانے مین ساقی جو نشے مین بہکا
خس شیشہ کو لگا کہنے خس جامِ شراب

مرغ دل نرگس میگون کے ہی مژگان مین اسیر
تازہ مضمون ہی جو باندھون قفس جامِ شراب

دل شکستہ ہون وہ مین ٹوٹ گئے ہون سو ٹکڑے
نام لکھدے جو کوئی میرا پس جامِ شراب

ساقی اس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہی
رات بھر گشت کرے ہی عسس جامِ شراب

نوشدارو سے بھی بہتر ہے دمِ رنج خمار
ساقیا شربت فریادرس جامِ شراب

بیخبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہے
بے زبان ہی جو دہان جرس جامِ شراب

ابلق چشم سیہ مست کو تیری دیکھا
ورنہ ابتک نہ سنا تھا فرس جامِ شراب

سمجھے میخانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز
سر جمشید پہ اور کرکس جامِ شراب

قلقل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکو
پہلے پہونچے ثمر پیش رس جامِ شراب

بادۂ صاف مین آیا ہے کمان سے تنکا
عکس مژگان تراکش ہی خس جامِ شراب

یان تک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا — جھلسین ہین منہ شکار کیے پر بھی شیر کا
جسکے سبب لڑائی ہو وہ آدمی نہین — کانٹا ہے گھر مین ساہی کا یا گل کنیر کا

پل بے گریہ گل زمین ہو کر قدم گڑنے لگا — اور قدم اوکھڑے تو کیا دیکھا بھنور پڑنے لگا

ضبط گریہ نے تماشا طرفہ تر دکھلا دیا — چشم کے کوزے مین دریا بند کر دکھلا دیا

نالہ جب دل سے چلا سینہ مین پھوڑا اٹکا — چلتی گاڑی مین دیا عشق نے روڑا اٹکا

ہاتھ آکر دل وحشی جو کوئی چھوٹ گیا — ہوس صید سے صیاد کا جی چھوٹ گیا

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا — خوب طوطی بولتا ہے ان دنون صیاد کا
مین ہون چکر مین لگی جب سے دنیا کی ہوا — حال میرا ہے بعینہ آسیاے باد کا

ذوق ہے ترک وطن مین صاف نقص آبرو — بکتا پھرتا ہے گہر ہو کر سمندر سے جدا

لگا ہے تیر دل پر آہ کس کافر کی مژگان کا — نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکان کا

دل کہان جسپر گمان ہو غنچۂ تصویر کا — ہے کوئی سینہ مین خون آلودہ پیکان تیر کا

چشم و نگہ کو تیری بدنام کیون کریگا — مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے مریگا

عہد پیری نے بھلایا دوڑ چلنا کودنا — ہاے طفلی کھیلنا کھانا اوچھلنا کودنا

مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھا کے مارا — کافر کی دیکھ شوخی گھر مین خدا کے مارا

ردیف باے موحدہ

پی بھی جا ذوق اگر پیش و پس جام شراب — لب پہ توبہ تری دل مین ہوس جام شراب
لب تک اوسکے جو ہوئی دسترس جام شراب — بنگیا خال لب اوسکا مگس جام شراب

کوچۂ زلفِ بتان مین دل پڑا ہوگا کہین
پوچھتے کیا ہو ٹھکانا اوس خدائی خوار کا

چاندنی نے شب تجھ بن یہ روپ دکھایا تھا
مجھکو ماہتابی پر دھوپ مین بٹھایا تھا

آنا تو خفا آنا جانا تو رولا جانا
آنا ہے تو کیا آنا جانا ہے تو کیا جانا

کیا طبع مین جودت ہی چپٹے دلکی اوڑا جانا
ہونٹونکا یہان ہلنا وان بانکا پا جانا

کیون کہکے مکرتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کہہ جو تجھے کہنا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کرون درد آشنا کیونکر دلِ احباب اپنا سا
بلا سے جیسا ہو مین ڈھونڈ دون بیتاب اپنا سا

وہ دیکھین کسطرح ہی روز فرقت دیکھکر جیتا
کہ جو عاشق ہو تیرا تیری صورت دیکھکر جیتا

یون لائے وانسے ہم دل صد پارہ ڈھونڈھکر
دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھا لیا

کعبے کا قصد اور ترے درد ہجر سے
مین ای صنم ہون پہلی ہی منزل مین لوٹتا

دل کا سا دیتے گردِ غلطان کو اضطراب
پھرتا تمام دامنِ ساحل مین لوٹتا

جنت ہی زندگی مین زمانہ شباب کا
پیری ہی پہلے مرگ سے ہونا عذاب کا

ہم برہنہ پا جنون اور گرم پتھر زیر پا
دوپہر ہے سایہ بھی بیٹھے ہی دیگر زیر پا

نخل گل سنہدی نہ ہو نصفِ سبو مین ای نگار
تو کھڑا ہو رکھلے میرا کاسۂ سر زیر پا

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون
کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہگیا

کیا کہین اوس سے جو ہمسے زیادہ جانتا
وہ ارادہ ہی ہمارا بے ارادہ جانتا

کیون تکبر بولتا یہ بندہ محکوم القضا
گر برا بول اپنا قاضی کا پیادہ جانتا

مژہ پیکان کا ہی ٹکڑا کہ سری کا ٹکڑا
مکھڑا ہی چاند کا ٹکڑا کہ پری کا ٹکڑا

جاتی رہی زلفون کی لٹک دل سے ہمارے
افسوس کچھ ایسا ہمین لٹکا نہین آتا

آئے تو کہان جا کے تا جی سے کوئی جائے
جبتک نہین آتا اُسے غصہ نہین آتا

قسمت ہی سے ناچار ہون اے ذوق وگرنہ
سب فن مین ہون مین طاق مجھے کیا نہین آتا

ساتھ آہ کے دل بھی مع پیکان نکل آیا
تھا کام تو مشکل مگر آسان نکل آیا

شب ہمنے تہیہ جو کیا توبہ کا ساقی
مغرب سے سحر مہر درخشان نکل آیا

عصمت بھی ہے کیا شے کہ الگ یوسف کنعان
در ہائے مقفل سے عزیزان نکل آیا

تھا کوچۂ قاتل مین شہادت کا دفینہ
کھودا جو کنوان گنج شہیدان نکل آیا

ہر اک سے ہے قول آشنائی کا جھوٹا
مطلع وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا

نہ منہ ڈال خار آبلہ مین کہ ہوگا
یہ ساغر مئے کہربائی کا جھوٹا

مجھے نعمت خلد سے بھی ہے بہتر
ترے در پہ ٹکڑا گدائی کا جھوٹا

رسائی ہوئی جبکہ دامن تک اُس کے
ہوا ہاتھ اپنی رسائی کا جھوٹا

خدا جانے ہے ذوق جھوٹا کہ سچا
مگر وہ نہین آشنائی کا جھوٹا

ردیف الف اشعار متفرقات غزلیات ناتمام

سر سے ہی سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا
سچ کہا ہے باڑھ کاٹے نام ہو تلوار کا

گرد کھا دون عالم اپنے نالہائے زار کا
کام لون ہر تار مو سے تار موسیقار کا

دیتا ہے کعبہ کو آرائش سیہ جامے کیطرح
زاہد وسایہ مرے بتخانہ کی دیوار کا

استخوان اس سوختہ جان کے نہ کھانا زینہار
اے ہما یہ رزق ہے مرغان آتشخوار کا

اجل آئی نہ شب ہجر مین اور تو نے فلک
بے اجل ہمکو ستانے اجل مین مارا

عشق کے ہاتھ سے نہ قیس بچا نہ فرہاد
اسکو گردشت مین تو اسکو جبل مین مارا

کھینچکر عشق جفا پیشہ نے شمشیر جفا
پہلے اک ہاتھ مجھی پر یہ تھا ازل مین مارا

ہمسے جانا وہین اس عشق نے مارا اوسکو
تیشہ فرہاد نے جسوقت جبل مین مارا

آنکھ سے آنکھ ہی لڑتی مجھے ڈر ہی دل کا
کہین یہ جاے نہ اس جنگ و جدل مین مارا

دل کو اوس کاکل پیچان سے نہ بل کرنا تھا
یہ سیہ بخت گیا اپنے ہی بل مین مارا

چرخ بدبین کی کبھی آنکھ نہ پھوٹی سو بار
تیر نالے نے مرے چشم زحل مین مارا

اوس لب و چشم پہ ہے زندگی و مرگ اپنی
کہ کبھی دم مین جلایا کبھی پل مین مارا

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یارون نے بہت زور غزل مین مارا

مذکور تری بزم مین کسکا نہین آتا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا

جینا ہمین اصلا نظر اپنا نہین آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا

کیا جانے اوسے وہم ہے کیا میری طرف سے
جو خواب مین بھی رات کو تنہا نہین آتا

کسدم نہین ہوتا قلق ہجر سے مجھکو
کسوقت مرا منہ کو کلیجا نہین آتا

ہم رونے پہ آجائین تو دریا ہی بہا دین
شبنم کی طرح سے ہمین رونا نہین آتا

آنا ہی تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت
پھر دیکھیے آتا بھی ہے دم یا نہین آتا

ساتھ اوسکے ہین ہم سایہ کے مانند ولیکن
اسپر بھی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا

دل مانگنا مفت اور یہ پھر اوسپہ تقاضا
کچھ قرض تو بندے پہ تمھارا نہین آتا

آتا کیون مصر مین کنعان سے نکلکر یوسف
جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا

موت نے کردیا ناچار وگرنہ انسان
ہی وہ خودبین کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

آپ آئینۂ ہستی مین ہی تو اپنا حریف
ورنہ یان کون تھا جو تیری مقابل ہوتا

دل گرفتون کی اگر خاک چمن مین ہوتی
تو جہان دیکھتے ہو غنچہ وہان دل ہوتا

سینۂ چرخ مین ہر اختر اگر دل ہے تو کیا
ایکدل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا

ہوتی گر عقدہ کشائی نہ ید اللہ کی ہاتھ
ذوق حل کیونکہ مرا عقدۂ مشکل ہوتا

جو نہ رنگ رنج و ماتم کا یہان نمود ہوتا
تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

کسی نحل کش کو دیتا تو کچھ اوسکو سود ہوتا
دل سخت کاش کافر حجر الیہود ہوتا

تری بزم مین تو جلتا کہ تجھی بھی بو بہو بختی
جو یون ہی تھا دل کو جلنا تو بلا سی عود ہوتا

لب نازک اوسکا کیونکر کہو بار حرف اٹھائے
کہ جو صدمۂ تبسم سے بھی ہو کبود ہوتا

یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی
تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا

جو حسد کسی کو تجھپر ہو تو ہے یہ تیری خوبی
کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون حسود ہوتا

وہ ہین کیا جو زر بکف ہین یہ ہمیشہ سر بکف ہین
ترے عاشق نثار کا سا نہین دست جود ہوتا

ترے در کی جبہہ سائی اگر اشک اپنی کرتے
سر قطرہ قطرہ پر ایک اثر سجود ہوتا

کوئی زہر نوش مجھسا نہین ہو نجا ذوق ورنہ
شجر زقوم دوزخ مین بھی خشک دود ہوتا

اوسنے جب دل بہت ردو بدل مین مارا
ہمنے دل اپنا اوٹھا اپنی بغل مین مارا

نیمچہ جب مرے قاتل نے بغل مین مارا
جو چڑھا منہ اوسے میدان اجل مین مارا

پڑھتا نہین خط غیر مرادان کسی عنوان — جبتک کہ عبارت مین تصرف نہین کرتا
کچھ اور گمان دل مین نہ گذرے ترے کافر — یاد اسلیے مین سوءِ یوسف نہین کرتا
ای ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر — آرام سے وہ ہی جو تکلف نہین کرتا

محفل مین شور قلقلِ مینائے مُل ہوا — لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قُل ہوا
دریائے غم سے سیر گذرنے کے واسطے — تیغ خمیدہ یار کی لوہے کا پل ہوا
پروانہ بھی تھا گرم تپش پر کھلا نہ راز — بلبل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غل ہوا
آئی تھی اندرون کی نہ ہرگز سمجھ مین بات — آوازہ گو بلند مثال دُہل ہوا
جنکی نظر چڑھا ترا رخسار آتشین — اونکا چراغ گور ہے تا حشر گُل ہوا
بندہ نواز یان تو یہ دیکھو کہ آدمی — جزوِ ضعیف محرم اسرار کُل ہوا
اوس بیچ ہا چمن مین بھی ہے ذوق دلخراش — ناخن سے تیز تر مجھے ہر برگ گُل ہوا

اس تپش کا ہے مزا دل ہی کو حاصل ہوتا — کاش مین عشق مین سر تا بقدم دل ہوتا
آسمان دردِ محبت کے جو قابل ہوتا — تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا
چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق — دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا
چین پیشانی اگر تیری نہوتی زنجیر — نالہ دیوانہ تھا جو پابہ سلاسل ہوتا
کرتا بیمارِ محبت کا مسیحا جو علاج — اتنا دق ہوتا کہ جینا اوسے مشکل ہوتا
ذبح ہونیکا مزہ جانتا گر صید حرم — رکھکے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا
گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیبون مین مرے — زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا

سیے جاتے ہین کس سے زخم اوس تیغ تبسم کے
کہ یان کھلتا ہی بخیہ سوزن عیسی مریم کا

دلیران محبت کو خلش سے اوسکی مژگان کی
پس مردن لحد مین بھی ہی عالم چاہ رستم کا

خراش سینہ مین اک رہگیا ہی ٹوٹ کر ناخن
غلط ہی جو سمجھتے ہین کہ یہ پھایا ہے مرہم کا

اگر آتش مزاجون کو حسد ہو خاکسارون پر
تعجب کیا کہ ابلیس لعین دشمن ہی آدم کا

خط اوسکا وصل کی دولت کا ہی پیغام ای قاصد
لگا قسمت سے نسخہ ہاتھ یہ اکسیر اعظم کا

شہید اے ذوق سینے مین ہوئی ہین حسرتین لاکھون
مری جو آہ ہی گویا وہ ہی اک نخل ماتم کا

گل اوس نگہ کے زخم رسیدون مین ملگیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین ملگیا

کیا جانے تیغ عشق کی لذت کو بو الہوس
گو جون ملخ وہ حلق بریدون مین ملگیا

گر بعد فقر پھر سگ دنیا ہوا فقیر
کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین ملگیا

دکھلا کے کہکشان سی فلک چاک سینہ رات
اوس ماہوش کے سینہ دریدون مین ملگیا

اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار
صاف آئنہ کا دیدہ ندیدون مین ملگیا

آخر کو فیض بیعت دست سبو سے آج
پیر مغان کی مین بھی مریدون مین ملگیا

حسب حسین ذوق وہ شی ہی کہ جس سی تو
تھا گرچہ اشقیا مین سعیدون مین ملگیا

وہ کون ہی جو مجھپہ تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا

کیا قہر ہے وقفہ ہی ابھی آنے مین اونکے
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا

تا صاف کرے دل نہ مئی صاف سے صوفی
کچھ سود و صفا علم تصوف نہین کرتا

دل فقر کی دولت سی مرا اتنا غنی ہے
دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

ترا ہنسنا جو یاد آیا برنگ قہقہہ مینا — تو مین نے تار اک رونے کا لی ہچکیان باندھا
تڑپ کر دامن زین کو نہ آلودہ کہ ہی خون سے — سر فتراک سی کیون تو نے صید نیمجان باندھا
نہ جھاڑا غیر کو ہرگز کہ ہوکر جھاڑ لپٹا تھا — مجھی پر گالیون کا جھاڑ تو نے بدزبان باندھا
وہ ہون ناکام سمجھا نامرادی جو مراد اپنی — مرے مرقد پہ چلہ اوسنے آکر دوستان باندھا
اوڑادینگے دھوین اک آئین اس چرخ گردان کے — اگر چکر دھوین نے دل کے زیر آسمان باندھا
تنک وا رستہ پھرنے دے ہی کوئی پر خروشو نکو — گیا ہی آخرش زنجیر سے پل دمان باندھا
بلا ہون مضطرب مین بھی کہ مجھسے برق نے دیکر — حصار اک گرد اپنے شعلۂ جوالہ سان باندھا
مرا دل آگے ہی سینے مین اک پھوڑا سا پکتا ہی — خیال خط سبز یار نے کیون رگ پان باندھا
دل مجروح پر میرے نہ سمجھو داغ حسرت کا — پر طاؤس اس زخمی نے ہی اک دوستان باندھا
کہان دل بھاگ کر جائے کہ تیری نخل قامت سے — عجب اک گرد نامہ خط نے ای سرو روان باندھا
تپ سوز محبت کے لیے چارہ نہین قمری — یہ گنڈا نیلگون گردن پہ کیون اے تفتہ جان باندھا
سمجھکر موج دریائے فنا کو خنجر بران — کفن مثل حباب ای ذوق ہمنے سر سے یان باندھا

بھڑکتا کیا کہون سینے مین اپنے آتش غم کا — کہ جائے پنبہ ہی ہر داغ پر شعلہ جہنم کا
جہان مین عرصۂ عشرت کے سوا وہ چند ہی غم کا — اگر ہو عید کا اکدن تو عشرہ ہی محرم کا
ترے عاشق کو یون ہی خوشگوار آب دم خنجر — مسلمان کو لگے جسطرح شیرین آب زمزم کا
برنگ طوق قمری کوئی نکلے ہی نکالے سی — کمند گردن دل ہی جو حلقہ زلف پرخم کا
ترے رخسار کا پرتو پڑے گر عارض گل پر — کری چشمک زنی خورشید پر ہر قطرہ شبنم کا

بندھ سکا ہمسے نہ مضمون اوس دہانِ تنگ کا
ہاتھ اپنا فکر مین زیرِ زنخدان ہی رہا

جاہلِ منکر نہ آئے راہ پر معجز سے بھی
جہل سے بوجہل اپنے نامسلمان ہی رہا

پانون کب نکلے رکابِ حلقۂ زنجیر سے
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا

کب لباس دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

جلوہ ای قاتل اگر تیرا نہین حیرت فزا
دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا

حلقۂ گیسو مین دیکھی کسکے رخسار کی تاب
شب مہِ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتون دل اور پیکان دونون سینہ مین رہے
آخرش دل بہہ گیا خون ہوکے پیکان ہی رہا

سبکو دیکھا اوس سے اور اوسکو نہ دیکھا جون نگاہ
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا

آگ ذرافین دل مین بستی تھین اور اب آنکھین تری
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا

مجھ مین اوسمین ربط ہے گویا برنگ بوی گل
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اسوقت مین
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

طلسم طرفہ ترا آنسو نے میرے مردمان باندھا
کہ ہے اک اک گرہ مین حاصل صد بحر و کان باندھا

ترے جوڑے کے کھلنے نے مراد دلستان باندھا
عجب تقدیر نے عقدہ وہان کھولا یہان باندھا

یہ بہتان کسنے افشائے محبت کا یہان باندھا
جو بعد از مرگ میری منہ کو تو نے بدگمان باندھا

ہوئی تشہیر لاش اس ناتوان کی جبکہ پانون مین
کوئی تارِ نگاہِ مور جائے ریسمان باندھا

کیا مجنون مجھے آشفتگی زلف نے کسکی
کہ میرے سر پہ مرغِ شانہ سر نے آشیان باندھا

کہے ہے خنجرِ قاتل سے یہ گلو میرا
کمی جو مجھسے کرے تو پیے لہو میرا

نہ پہونچا گردنِ جانان تک اوسے ٹوٹ گیا ہی
پڑا گلے مین مرے دستِ آرزو میرا

صدا ملائکِ تسبیح خوان کو آئے رشک
جو بتکدے مین سنین شور ہای و ہو میرا

عجب نہین ہی مری سوزشِ محبت سے
کہ تارِ شمع ہو ہر ایک تارِ مو میرا

برنگِ آئنہ چشمِ پرآب سے میرے
گرا نہ اشک گیا پاس آبرو میرا

فلک کا رنگ جو اب تک سیاہ ہی اسپر
پڑا تھا سایۂ بختِ سیہ کبھو میرا

ہمیشہ مین ہون اسی داؤگھات مین اے ذوق
کہ رام ہو وہ غزالِ پلنگ خو میرا

نہوا آبِ شہادت سے گلو تر نہوا
مستعد جب وہ ہوا ہارے تو خنجر نہوا

جلکے مین خاک ہوا تو بھی رہا دل مضطر
یہ وہ سیماب ہی کشتہ نہوا پر نہوا

بیچراغ اوسکو نرکھ داغِ الم سے ای عشق
خانۂ دل کوئی ویرانہ ہوا گھر نہوا

کب صبا آئی تری کوچہ سے ای یار کہ مین
جون حبابِ لبِ جو جامہ سے باہر نہوا

خون رگہاے گلو کب تنِ بسمل سے مرے
آگے کب جوش پہ فوارہ سے ہمسر نہوا

عشق یہ معجزہ کیسا ہے کہ اس کشتہ کے
موے ہر حلق سے پیدا ہوی اور سر نہوا

ذوق بیمارِ محبت ہے خدا خیر کرے
کہ یہ آزار ہوا جسکو وہ جانبر نہوا

بعد مردن بھی خیالِ چشمِ فتان ہی رہا
سبزۂ تربت مرا وقفِ غزالان ہی رہا

مین ہمیشہ عاشقِ پیچیدہ مویان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میری عشق پیچان ہی رہا

پستۂ قندی ہی کامِ غیر مین وہ لعل لب
پر مرے حق مین تو سنگِ زیرِ دندان ہی رہا

رکاوٹ دل کی اوس قاتل کی وقتِ ذبح ظاہر ہے
کہ خنجر ہی مری گردن پہ رک رک کر رواں ہوتا

نکرتا ضبط مین گریہ تو ای ذوق اک گھڑی بھر مین
کٹوری کیطرح گھڑیال کی غرقِ آسمان ہوتا

آنکھین مری تلوون سے وہ ملجاے تو اچھا
ہے حسرتِ پابوس نکلجاے تو اچھا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جلجاے تو اچھا

بیمارِ محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جاے تو اچھا

ہو تجھسے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
لینے کو خبر اوسکی اجل جاے تو اچھا

کھینچے دلِ انسان کو نہ وہ زلف سیہ فام
اژدر کوئی انسان کو نگلجاے تو اچھا

اے گریہ نہ رکھ میرے تنِ خشک کو غرقِ آب
لکڑی کی طرح پانی مین گلجاے تو اچھا

تاثیرِ محبت عجب اک حب کا عمل ہے
لیکن یہ عمل یار پہ چلجاے تو اچھا

فرقت سے تری تارِ نفس سینے مین میرے
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکلجاے تو اچھا

ہان کچھ تو ہو حاصل ثمرِ نخلِ محبت
یہ سینہ پھپھولون سے جو پھلجاے تو اچھا

دل گر کے نظر سے ترے اوٹھنے کا نہین پھر
یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھلجاے تو اچھا

وہ صبح کو آئے تو کرون باتون مین دوپہر
اور چاہون کہ دن تھوڑا سا ڈھلجاے تو اچھا

ڈھلجاے جو دن بھی تو اسی طرح کرون شام
اور پھر کہون گر آج سے کلجاے تو اچھا

جب کل ہو تو پھر وہ ہی کہون کل کیطرح سے
گر آج کا دن بھی یونہین ٹلجاے تو اچھا

القصہ نہین چاہتا مین جاے وہ یان سے
دل اوسکا یہین گرچہ بہلجاے تو اچھا

ہے قطعِ رہِ عشق مین ای ذوق ادب شرط
جون شمع تو اب سر ہی کے بل جای تو اچھا

پنجۂ شانہ کو دیتا ہے فلک کب ناخن
جانتا ہی کہ یہ ہے عقدہ کشائی کرتا

دیکھتا اوس بت مغرور کا گر جاہ و جلال
کبھی فرعون نہ دعوائے خدائی کرتا

خاک آئینہ سے ہی نام سکندر روشن
روشنی دیکھتا گر دل کی صفائی کرتا

نہین گوش شنوا باغ جہان مین غافل
ورنہ ہر برگ ہی یان نغمہ سرائی کرتا

بند آنکھین کیے جاتا ہی کدھر تو کہ تجھے
ہے ترا نقش قدم چشم نمائی کرتا

سوز دل کون بجھائے کہ نہین چشم مین اشک
پر ہے کچھ خون جگر کار روائی کرتا

بیٹھ رہیے تو قفس ہی عجب آرام کی جا
پر ہے بیچین ہمین شوق رہائی کرتا

ذوق اوس پنجۂ نگارین کا جو ہی وصف نگار
اشک خونین سے ہی کاغذ کو حنائی کرتا

نکرتا ضبط مین نالہ تو پھر ایسا دھوان ہوتا
کہ نیچے آسمان کے اک نیا اور آسمان ہوتا

ابھی کیا سرد قاتل یہ شہید تفتہ جان ہوتا
کوئی دم شمع مردہ مین بھی ہی باقی دھوان ہوتا

کہے ہی مرغ دل ای کاش مین زاغ کمان ہوتا
کہ تا شاخ کمان پر اوسکے میرا آشیان ہوتا

عزاداری مین ہی کسکے یہ چرخ ماتمی جامہ
کہ جیب چاک کی صورت ہی خط کہکشان ہوتا

نہوتی دل مین گر کاوش کسی کی نوک مژگان کی
تو کیون حق مین مرے ہر موئے تن مثل سنان ہوتا

نرکھتا پر نرکھتا سینہ پہ دانہ یہ مریض غم
اگر تیرا میسر بوسۂ خال دہان ہوتا

جو روتا کھولکر جی تنگنائے دہر مین عاشق
تو جوئے کہکشان مین بھی فلک خون روان ہوتا

بگولا گر نہوتا وادی وحشت مین ای مجنون
تو گنبد ہمسے سرگشتون کی تربت پر کہان ہوتا

ترے خونین جگر کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ
تو مژگان کی طرح سے اوسکی دائم خونچکان ہوتا

برنگِ غنچہ خون مین دل ہنسے کیا اس گلستان مین
بھر آیا منھ مین خون گرا کے تبسم زیرِ لب آیا

وہ آئین یا نہ آئین مین نہین رنجیدہ دل اونسے
مگر یہ رنج ہی کیون رنج اونسی بی سبب آیا

لگائی زلف کو شانے نے جو اونگلی تمہارا دل
یہ گستاخی بھلا رہ تو سہی او بی ادب آیا

ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی نیمجانون کے
مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا

مین اپنے ذوق کے قربان کہ مستی مین محبت کے
بلایا کسنے اوسکو یہ جب آیا بے طلب آیا

مری طالع مین ہی کیا کام اے گردون ستاریکا
چمک جانا ہی کافی آتشِ غم کے شراریکا

اوتارا تونے تو سر تن سے اس شامت کے ماریکا
ارے احسان ہانون سر سے مین تنکا اوتاریکا

ستارے دیکھکر موتی تمہارے گوشواریکا
کہین ہمکو ملا یہ نور صدقہ اس ستاریکا

جسے کہتے ہین بحرِ عشق اوسکی دو کنارے ہین
ازل نام اس کنارے کا ابد نام اوس کناریکا

ملے اکسیر گر اس کشت وخون سے مین نلون ہرگز
مرے مذہب مین خون کرنا ہی کشتہ کرنا پاریکا

نہ پکڑین دامن الیاس گردابِ بلا مین ہم
کہ بدتر ڈوبکر مرنے سے ہی جینا سہاریکا

مرے منزل مین ہی ماہ سریع السیر وہ مہوش
خواص اوسکا ہے گھر مین دشمنونکی قطب تاریکا

سرِ راہِ فنا مین ہون مہیاے سفر لیکن
برنگِ اشکِ مژگان منتظر ہون اک اشاریکا

خریدار اوسکی رحمت جنس عصیانکی ہی گریہ سے
جھڑک کر بیچتا ہون نفع پر سود اخساریکا

ڈھلکتا ہی مثال دانۂ تسبیح کیون منکا
کہ جب ٹھہرا سفر دنیا سے کیا کام استخاریکا

فقط تارِ نفس کا ذوق خطِ جادہ کافی ہی
ہی عمرِ روان کیا جا ہی رستا گذاریکا

نالہ ہے اونسے بیان دردِ جدائی کرتا
کام قاصد کا ہے یہ تیر ہوائی کرتا

سنکے مجنون نہ مرے شورِ جنون کو یون کہا ۔ واقعی مجھسے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا
بندھ گیا اوس مو کمر کا جب کہ مضمونِ کمر ۔ ہو گئی مضمون مین دقّت شعر پر اچھا ہوا
مجھکو صدقے کر اگر ہے بدمزہ تیرا مزاج ۔ یہ ادھر صدقہ دیا تو نے اودھر اچھا ہوا
ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا ۔ زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچھا ہوا
کھچ گیا میری طرف ہی اور اوس دلبر کا دل ۔ واہ وا جذبِ محبت کا اثر اچھا ہوا
قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہتا کہ لو ۔ اتبو دامن بھی ہوا لوہو سے تر اچھا ہوا
نامہ بر جاتا ہے جا جلدی چلی جان حزین ۔ دیر مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا
آئینہ خانے مین عالم کے سمجھ لے یہ مثال ۔ تا تجھے جانین کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا
ہے برا تو ہی اگر آیا نظر تجھکو برا ۔ تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا
ذوق کی مرنیکی سنکر پہلے تو کچھ رک گئے ۔ پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

خلافِ وعدہ سہی مین تیری کل تو جان بلب آیا ۔ نہ آیا آج بھی گر تو تو ہی ظالم غضب آیا
چمن مین کہتے ہین پھر موسمِ عیش و طرب آیا ۔ بہارین خوب لوٹین گے اگر وہ غنچہ لب آیا
عبث جان منتظر ہو تو نہ یہ ہی وہ شوخ کب آیا ۔ اگر حلیم کو بھی آیا تو ہم جانین گے اب آیا
نوید اے تشنہ کامی ہائے آبِ خنجرِ قاتل ۔ گلو تک میری اور زخمِ گلو کے تا بہ لب آیا
تامل کیجیو ذوقِ طپیدن دیکھیے کیا ہو ۔ کہ اتبک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈھب آیا
وہ مستِ ناز لیکر مجھسے میری شیشۂ دل کو ۔ ہوا خوش اس قدر گویا کہ ہاتھ اوسکے حلب آیا
نوشتے سی ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ بیش و کم ۔ جو پیشانی مین تھا لکھا ہوا وہ پیش سب آیا

حضرتِ عشق کی درگاہ مین آکر ای ذوق — دل و دین دیتے ہین سب گبر و مسلمان چڑھا

تیمچہ جب معمول وہ بانکا جوان لینے لگا — موت کی جیسی مزی یہ نیمجان لینے لگا

تیر چٹکی مین لیا اوسنے پئے جانِ عدو — رشک سے تیر دل مین کیا کیا چٹکیان لینے لگا

نام میرا سنکے مجنون کو جمائی آ گئی — بید مجنون دیکھکر انگڑائیان لینے لگا

مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روزِ حشر — مجھسے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا

ہے جو غنچون کا چٹکنا اونگلیون کی سی چٹک — یہ بلائین کسکی باغ اے باغبان لینے لگا

جسنے کی اس سیکدی مین بیعتِ دستِ سبو — وہ قدم تیرے بس ای پیرِ مغان لینے لگا

لیکے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار — اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا

تیز جو کرنے لگا عشاق پر تیغ نگاہ — چشم کی گردش سے وہ کارِ فسان لینے لگا

حسن سے ہے تا دل آہن بھی گرم اختلاط — شمع کی گلگیر جو منہ مین زبان لینے لگا

موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور — یون ترا بیمارِ غم جو ہچکیان لینے لگا

رات کو ای ذوق اوس نوکِ مژگان کا خیال — تن پہ ہر موسے مرے کارِ سنان لینے لگا

پہونچا آبِ تیغ قاتل تا بہ سر اچھا ہوا — اے دلِ مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا

ایکدن بالکل نہ مین اے چارہ گر اچھا ہوا — داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا

کم نہوا وس آبِ خنجر کی الٰہی آبرو — آج مدت مین ہمارا حلق تر اچھا ہوا

آ رہیگا دشت مین لیلی تری ناقے کے کام — ہو گیا مجنون جو کانٹا سوکھکر اچھا ہوا

روز کہتا تھا مزہ مجھکو چکھا دے عشق کا — بھر دیا نون اوسنے دلکو چیر کر اچھا ہوا

ناتواں ہیں نہ تن زار مرا دیکھ سکا
خوب دھوکے ہیں اوسے تار قبا نے رکھا

نہ کھے خوبی و زشتی سے غرض آئینہ وار
گھر میں مہماں جسے اہل صفا نے رکھا

کیا تماشا ہے کہ دیوانہ بنا کر اپنا
نام مجنوں مرا اوس ہوش ربا نے رکھا

شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی خضر
لیک ناکام اوسے آب بقا نے رکھا

نہ گیا مر کے بھی اوس مصحف رخسار کا شوق
کہ رہا گور پہ قرآں سرہانے رکھا

بے نشاں ہیں بقا سے ہو جو ہو تجکو بقا
ورنہ ہے کسکا نشاں ذوق فنا نے رکھا

نشۂ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کی اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کی ڈھب پہ نہ کوئی بجز انسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو ہی نادان چڑھا

چڑھ گیا جبکہ زمیں توسن وحشت اپنا
دینگے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا

سینے دیکھا نہ تو کوتاہ اوس ابرو کا خیال
لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہیں آن چڑھا

دیکھئے ملت و دیں کتنے کریگا برباد
باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا

مصحف رخ پہ ترے رنگ سنہرا تیرا
واہ کیا خوب ہی سونا سر قرآن چڑھا

جب لڑی آنکھ تری کوئی مری دل کے سوا
فوج مژگاں کے نہ سینہ پہ سر میدان چڑھا

ناز سے تانکے ابرو سے لگا تیر نگاہ
چلہ جلد اپنی کمان پر تری قربان چڑھا

دیکھو قسمت کا لکھا اوسنے پڑھا خط سو بار
دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا

غمزۂ یار کو دی سونپ متاع دل و جان
جو رہا پر نظر اپنی پہ نگہبان چڑھا

اشک آ ڈٹھیں مژگاں پہ کہ یارو نے ابھی
پانی سو نیزے دیا باندھ کے طوفان چڑھا

ہم آپ جل بجھے مگر اب دل کی آگ کو
سینے میں ہمنے ذوق نہ پایا بجھا ہوا

جُدا ہوں یار سے ہم اور نہو رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جُدا نصیب جُدا

تری گلی سے نکلتے ہی اپنا دم نکلا
رہے ہے کیونکہ گلستان سے عندلیب جدا

دکھا دے جلوہ جو مسجد میں وہ بت کافر
تو چیخ اوٹھے مؤذن جدا خطیب جدا

جُدا نہ درد جُدائی ہو گر مرے اعضا
حروف درد کی صورت ہوں ای طبیب جُدا

ہے اور علم و ادب مکتب محبت میں
کہ ہے وہاں کا معلم جدا ادیب جدا

ہجوم اشک کے ہمراہ کیوں نہو نالہ
کہ فوج سے نہیں رہتا کبھی نقیب جدا

فراق خلد سے گندم ہے سینہ چاک اب تک
الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا

کیا حبیب کو مجھسے جدا فلک نے اگر
نکر سکا مرے دل سے غم حبیب جدا

کریں جدائی کا کس کس کی رنج ہم اے ذوق
کہ ہونیوالے ہیں سب ہم سے عنقریب جدا

شکر پردے ہی میں اوس بت کو حیا نے رکھا
ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا

رہا پامال رہ عشق کی تربت کا نشان
اوسپہ تعویذ جو نقش کف پا نے رکھا

تلخکامی کا رہا بعد فنا بھی یہ اثر
استخوان کو مرے باقی نہ ہما نے رکھا

آشیان باغ میں ڈھونڈا جو قفس سے جا کر
ایک تنکا بھی نہ تھا باد صبا نے رکھا

دل جو دیوانہ تھا میرا تو کیوں پھر اوسکو
پابزنجیر تری زلف دوتا نے رکھا

آنکھیں دیدار طلب گور سے آئی ہیں نکل
دستہ نرگس کا نہیں میری سرہانے رکھا

پئے ناواقف رہ پہلے ہی رہبر موجود
گور سے آگے قدم دیکھ عصا نے رکھا

قیس و فرہاد کو بتلاؤنگا کچھ عشق کی راہ
اب کہین گر طرف دشت و جبل جاؤنگا

گر پڑا آگ مین پروانہ دمِ گرمیِ شوق
سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤن گا

ہون وہ مشتاق شہادت کہ تری ہاتھ سے مین
پا ہی کو بان تہِ شمشیر اجل جاؤنگا

جنبشِ برگ صفت باغ جہان مین اے ذوق
کچھ نہ ہاتھ آئیگا تو ہاتھ تو مل جاؤنگا

اس سے تو اور آگ وہ بیدرد ہو گیا
اب آہ آتشین سے بھی دل سرد ہو گیا

سینے مین بوالہوس کے بھی تھا آبلہ مگر
نشتر کا نام سنتے ہی مُنھ زرد ہو گیا

سو بار مر کے عاشقِ جان باختہ ترا
لڑنے کو پھر کھڑا بروشِ نرد ہو گیا

مجنون بھی دشت گرد تھا مانند گردباد
جب خاک اوڑائی ہمنے تو وہ گرد ہو گیا

اُس صیدِ تیر خوردہ کو تو نے کیا نہ ذبح
آخر تڑپ تڑپ کے یون ہی سرد ہو گیا

وان تیری شگفتگی سے گل ورد بنگیا
یان غم سے روے زرد گل زرد ہو گیا

پیرِ مغان کے پاس وہ دارو ہے جس سے ذوق
نامرد مرد مرد جوان مرد ہو گیا

پانی طبیب دے ہے ہمین کیا بجھا ہوا
ہے دل ہی زندگی سے ہمارا بجھا ہوا

کہتے تھے آفتابِ قیامت جسے سو وہ
نکلا چراغ داغ دل اپنا بجھا ہوا

چشمِ غضب سے نیم نگہ میرے واسطے
اک نیمچہ ہے زہر مین گویا بجھا ہوا

پھر دل مین آہ سرد ہوئی میرے شعلہ ور
لو پھر بھڑک اوٹھا یہ فتیلہ بجھا ہوا

پہلے نشانہ کرتا وہ بندوق کا مجھے
پر تھا مرے نصیب سے توڑا بجھا ہوا

جلتا اگر بجھا بھی دلِ سوختہ مگر
تو پھر جلیگا جیسے کہ کولا بجھا ہوا

اوس روے تابناک پہ ہر قطرۂ عرق
گویا کہ اک ستارہ ہے صبح بہار کا

اے ذوق گر ہین ہوش تو دنیا سے دور بھاگ
اس میکدے مین کام نہین ہوشیار کا

ہمارے خون سے دل پائمال کے کیسا
چلا ہی دیکھو وہ دامن سنبھال کے کیسا

بغل سے لیگئے دل کو نکال کے وہ صریح
جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا

نہین ہے جوگی اگر چشم یار گرد اوسکے
ہجوم کرتے ہین مژگان کے بال لگکے کیسا

نمود خال کی دیکھو تو زیر ابروی یار
ستارہ نکلا ہے نیچے ہلال کے کیسا

ہماری نعش پہ ہنگامہ کیون ہی اے قاتل
اوٹھا ہے قصہ یہ بعد انفصال کے کیسا

شب فراق مین اوس مہ جبین کی انجم چرخ
مجھے ڈراتے ہین آنکھین نکال کے کیسا

ہزار دم ہین اوسی یار نے تو نے دیکھا ذوق
گیا وہ غیر کے گھر تجکو ٹال کے کیسا

مین کہان سنگ در یار سے ٹل جاؤنگا
کیا وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤنگا

نالہ کہتا ہی کہ تا چرخ زحل جاؤنگا
بلکہ مین توڑ کے اوسکو بھی نکل جاؤنگا

دل یہ کہتا ہے کہ تو ساتھ نہ لیچل مجکو
ورنہ مین جا کے وہان دیکھ مچل جاؤنگا

مدرسے مین بھی اگر جاؤنگا تو جاے کتاب
شیشۂ بادہ لیے زیر بغل جاؤنگا

کوچۂ یار مین جاونگا تو مثل خورشید
پاس آداب سے مین سر ہی کے بل جاؤنگا

دل کہی ہی کہ مجھے روزن سینہ سے نکال
ورنہ خون ہوکے مین آنکھونسے نکلجاؤنگا

سرد مہرونسے فلک ڈال نیا لاکہ بن آگ
نخل سرمازدہ کی طرح سے جل جاؤنگا

آنکھ سے اشک صفت مجکو گرا کر نہ سنبھال
مین نہین وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤنگا

نہین وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر
جو اوسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نتھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یان رونا ہے مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بیخبر مارا تو کیا مارا

مے آنسو ہمیشہ ہین برنگ لعل غرق خون
جو غوطہ آب مین تو نے گہر مارا تو کیا مارا

جگر دل دونون پہلو مین ہین زخمی اوسنے کیا جانین
ادھر مارا تو کیا مارا ادھر مارا تو کیا مارا

دل سنگین خسرو پر بھی ضربے اکوہکن پہونچا
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نکرنے مین
اگر لاکھون برس سجدے مین سر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ مین تھا مارنا یا چشم بدبین مین
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہنگامہ گرم ہستی ناپائدار کا
چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا

مین جو شہید ہون لب خندان یار کا
کیا کیا چراغ ہنستا ہے میرے مزار کا

ہو راز دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا
پردہ جو درمیان نہو دل کے غبار کا

ہو پاکدامنون کو خلش گر سے کیا خطر
کھٹکا نہین نگاہ کو مژگان کے خار کا

ہو پوچھے ہے کیا حلاوت تلخ آبہ سرشک
شربت ہے باغ خلد برین کے انار کا

پہونچے گا تیرے پاس کبوتر سے پیشتر
مکتوب شوق اوڑ کے ترے بیقرار کا

ہے عین وصل مین بھی مری آنکھ سوے در
لپکا جو پڑ گیا ہے مجھے انتظار کا

ہے دل کی داؤگھات مین مژگان سے چشم یار
کرتی ہے قصد ٹٹی کے اوجھل شکار کا

بجھنے کی دل کی آگ نہین زیر خاک بھی
ہوگا درخت گور پہ میری چنار کا

سنہ سے بس کرتے نہ ہر گز یہ خدا کے بندے — گر حریصوں کو خدا ساری خدائی دیتا

دیکھ گر دیکھنا ہی ذوق کہ وہ پردہ نشین — دیدۂ روزن دل سے ہی دکھائی دیتا

ہونا عاشق سو چکا اوس دشمن ایمان کا — دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہی شیطان کا

جھوٹ ہی جانو کلام اوس رہزن ایمان کا — پہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا

تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید — تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

جو دل پر آرزو سے نکلا نالۂ عشق مین — ایک پتلا تھا سراپا حسرت و حرمان کا

بنگیا جوش محبت سے ہمارے سینے مین — ماہی دریای خون جوہر ترے پیکان کا

جو فرشتے کرتے ہین کر سکتا ہے انسان بھی — پر فرشتون سے نہو جو کام ہے انسان کا

یہ تپ غم کی ہے شدت اس ترے بیمار کو — یوم راحت بھی ہے حق مین اوسکے دن بحران کا

ای اجل تکلیف مت کر کیا کریگی آن کر — ہو چکا پہلے ہی مین کشتہ کسی کی آن کا

ہو سکے آلودہ دامن پاکدامن کسطرح — اے زلیخا چھوڑ دامن یوسف کنعان کا

نفس بیمقدور کو قدرت ہو گر تھوڑی سی بھی — دیکھ پھر سامان اس فرعون بے سامان کا

دیکھنا ای ذوق ہونگے آج پھر لاکھونکے خون — پھر چبایا اوسنے لعل لب سے لاکھا پان کا

کسی بیکس کو لے بیداد گر مارا تو کیا مارا — جو آپ ہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بنجاتا — اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا — نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دلکی تھی قابل بہت سی مار کھانیکی — تری زلفون نے مشکین باندھکر مارا تو کیا مارا

ہم ہین اور سایہ ترے کوچے کی دیوارون کا — کام جنت مین ہی کیا ہم سے گنہگارونکا

محتسب گرچہ دل آزار ہے میخوارونکا — دیجے اِک جام تو بہی یار ابھی یارونکا

اپنا تو سوز فغان ہو کہ چمن مین بلبل — خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہوا انگارونکا

چرخ پر بیٹھ رہا جان بچا کر عیسیٰ — ہو سکا جب نہ مداوا ترے بیمارونکا

ہون رنگین حلق بریدہ کی بہار خونبار — گر تماشا تجھے منظور ہو فوارون کا

ہین کماندار ترے تیر مژہ تشنۂ خون — مُنھ کھُلا رہتا ہی اسواسطے سوفارونکا

کیون نہ ہر تار مین سو دل ہون گرفتار کہ زلف — جیلخانہ ہے محبت کے گرفتارونکا

دینگے جان بوسۂ لعل نمکین پر ہم بھی — جان نثاری ہی اگر شیوہ نمکخوارونکا

بے سیاہی نہ چلا کام قلم کا اے ذوق — روسیاہی سو سامان ہی سیہ کارونکا

نالہ اِس شور سے کیون میرا دہائی دیتا — ای فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

دیکھو چھوٹونکو ہے اللہ بڑائی دیتا — آسمان آنکھ کے تِل مین ہی دکھائی دیتا

لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر — ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا

پنجۂ مہر کو خون شفقی مین ہر روز — غوطے کیا کیا ہی ترا دست حنائی دیتا

روشِ اشک گرا دینگے نظر سے اکدن — ہی یہ اِن آنکھون سے مجھکو بھی دکھائی دیتا

مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جاکر — گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

کون گھر آئنہ کے جاتا اگر وہ گھر مین — خاکساری سے نہ جاروب صفائی دیتا

خوگرِ ناز ہون کبسا کہ مجھے ساغرِ مے — بوسۂ لب نہین بے چشم نمائی دیتا

ہے مقامِ زندگی زیرِ دمِ شمشیرِ مرگ
ہوگیا جس طرح کوئی دم گزارا ہوگیا

رشک سے اوس زلف کے کیا مشک ہی کیسر ہے خون
بلکہ جلکر سوختہ عنبر بھی سارا ہوگیا

دل پہ زخمون کی ترقی سے ہوئی اور اک بہار
آگے تھا صد برگ یہ گل اب ہزارا ہوگیا

ظلمتِ عصیان سے تیری بنگیا شب روزِ حشر
آفتاب اک نیزے پر دُم دار تارا ہوگیا

دی شہادت نشہ کی سرخی سے چشمِ یار نے
خون رہا اپنا نہ پنہان آشکارا ہوگیا

ذوق اس بحرِ جہان مین کشتیِ عمرِ روان
جس جگہ پر جا لگی وہی کنارا ہوگیا

مین ہجر مین مرنیکے قرین ہو ہی چکا تھا
تم وقت پر آپہونچے نہین ہو ہی چکا تھا

اب جان پہ آفت ہے جو آئے ہو دوبارا
اکبار تو غارتِ دل و دین ہو ہی چکا تھا

برہم اوسے کیون تونے کیا چھیڑ کے پھر زلف
ایدل وہ ابھی چین بجبین ہو ہی چکا تھا

ہوتا جو نہ پیوندِ زمین تیری گلی مین تو
آسودہ یہ دل زیرِ زمین ہو ہی چکا تھا

آنے سے مرے ٹھہر گئے آپ وگرنہ
جانے کا ارادہ تو کہین ہو ہی چکا تھا

جو خط مین لکھا اوسنے وہ اس لکھنے سے پہلے
مکتوب بسرِ لوحِ جبین ہو ہی چکا تھا

بے بدرقۂ مرگ توقف رہا ورنہ
عزمِ سفرِ جانِ حزین ہو ہی چکا تھا

کیا ہوتا جو سمجھاتے اوسے جاکے مرے دوست
دشمن کا سخن ذہن نشین ہو ہی چکا تھا

کیا دیکھتے ہم یوسفِ کنعان کو کہ اپنا
منظورِ نظر ایک حسین ہو ہی چکا تھا

کیا گرم تپش ہوتا تڑپکر ترے آگے
مین سر دتہِ خنجرِ کین ہو ہی چکا تھا

جو کچھ کہ ہوا ہم سے وہ کس طرح نہوتا
حکمِ ازلی ذوق یونہین ہو ہی چکا تھا

تہ خنجر ترے بسمل نے ہئے ہئے
ذرا قابو ترڑپنے کا نپایا

احاطے سے فلک کے ہمتو کب کے
نکل جاتے مگر رستا نپایا

جہان دیکھا کسیکے ساتھ دیکھا
کبھی ہم نے تجھے تنہا نپایا

چراغ داغ لیکر دل مین ڈھونڈھا
نشان پر صبر و طاقت کا نپایا

وہ ازخود رفتہ ہون جسکو خودی نے
خدائی مین اگر ڈھونڈا نپایا

کہے کیا ہاے زخم دل ہمارا
دہن پایا لب گویا نپایا

کبھی تو اور کبھی تیرا رہا غم
غرض خالی دل شیدا نپایا

سوا تیرے خط مشکین کے کوئی
مجرب نسخہ سودا نپایا

وہ بولے دیکھکر تصویر یوسف
سنا جیسا اوسے ویسا نپایا

نہ مارا تو نے پورا ہاتھ قاتل
ستم مین بھی تجھے پورا نپایا

مرے طالع کی وہ گردش ہی جس سے
فلک نے بھی قرار اصلا نپایا

نظیر اوسکا کہان عالم مین ای ذوق
کہین ایسا نپائے گا نپایا

نام یون پستی مین بالاتر ہمارا ہوگیا
جس طرح پانی کنوین کی تہ مین تارا ہوگیا

میرے نالون ہی جو پانی سنگ خارا ہوگیا
کوہ کے چشمون کا آنسو ہر شرارا ہوگیا

ذکر دنیا نفس مردہ کو ہوا مارالحیات
مرکے یہ سیماب پھر زندہ دوبارا ہوگیا

دانت یون چمکے ہنسی مین رات اوس مہ پارہ کے
مین نے جانا ماہ تابان پارہ پارہ ہوگیا

ایکدم بھی ہمکو جینا ہجر مین تھا ناگوار
پر امید وصل مین برسون گوارا ہوگیا

چشم مخمور کا ہون کسکے مین کشتہ یارب
کہ مری خاک سے بھی جام مئے ناب بنا

تیرہ روزی نے مرے مہر جہانتاب کا نور
دیا جسوقت اوڑا کر مگس شب تاب بنا

ہاے پچتاتا ہون کیون اوس سے کیا مین نے بگاڑ
کہ جواب پھرتا ہون اس طرح سے بیتاب بنا

سرمۂ چشم عزیزان نہ بنا مین اے چرخ
کیا بنا خاک غبار دل احباب بنا

آیت سجدہ ہے حق مین مری ہر جوہر تیغ
ہے نہ ہر تیغ فقط کیا خم محراب بنا

خال عارض ترا ہندو ہے بلا سے کافر
تیرہ بختون کے لئے ذبح تو قصاب بنا

تو اگر آپ کو دیکھے تو میری آنکھ سے دیکھ
اپنا آئینہ مرا دیدۂ پر آب بنا

آہ کے ساتھ جو نکلا شرر آتش دل
چرخ پر جا کے وہ خورشید جہانتاب بنا

نہ بجھی اشک کے دریا سے مری سوزش دل
گرچہ دے شعلۂ جوالہ کو گرداب بنا

جب کیا عشق کے دریا نے تلاطم اے ذوق
تو کہین موج بنی اور کہین گرداب بنا

اوسے ہمنے بہت ڈھونڈھا نپایا
اگر پایا تو کھوج اپنا نپایا

جس انسان کو سگ دنیا نپایا
فرشتہ اوسکا ہم پایا نپایا

مقدر ہی پہ گر سود و زیان ہے
تو ہمنے یان نہ کچھ کھویا نپایا

لحد مین بھی ترے مضطر نے آرام
خدا جانے کہ پایا یا نپایا

سراغ عمر رفتہ ہو تو کیونکر
کہین جسکا نشان پایا نپایا

رہ گمگشتگی مین ہم نے اپنا
غبار راہ بھی عنقا نپایا

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نپایا

دیکھنا زہر آب پیکان محبت کا اثر
چشم افعی بن گیا روزن ہر اک ناسور کا

کھینچے مانی اوس پری کی کیونکہ تصویر کہ فلک
جمع ہو جبتک نہ رنگ سرخ روے حور کا

تیری قامت سی جو ہو برپا قیامت سرو پر
کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہی جسکی خاک مین
ہی دُر تاج سلیمان بیضۂ مور کا

لکھیے اوسے خط مین کہ ستم اوٹھ نہین سکتا
پر ضعف سی ہاتھون مین قلم اوٹھ نہین سکتا

بیمار ترا صورت تصویر نہالی
کیا اوٹھے سر بستر غم اوٹھ نہین سکتا

آتی ہے صداے جرس ناقۂ لیلیٰ
صد حیف کہ مجنون کا قدم اوٹھ نہین سکتا

جون دانۂ روئیدہ تہ سنگ ہمارا
سر زیر گران بار الم اوٹھ نہین سکتا

ہر داغ معاصی مرا اس دامن تر سے
جون حرف سر کاغذ نم اوٹھ نہین سکتا

اتنا ہون تری تیغ کا شرمندۂ احسان
سر میرا ترے سر کی قسم اوٹھ نہین سکتا

پردہ در کعبہ سے اوٹھانا تو ہے آسان
پر پردۂ رخسار صنم اوٹھ نہین سکتا

کیون اتنا گرانبار ہے جو رخت سفر بھی
اے راہ رو ملک عدم اوٹھ نہین سکتا

دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق
کچھ فائدہ بے دست کرم اوٹھ نہین سکتا

واہ کیا مرہم زخم دل بیتاب بنا
آب سے نیشتر تیز کے تیزاب بنا

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

دل بیتاب کو ہم سینے مین ٹھہرا سکتے
شعلہ خون دیکھتے ہی تجکو وہ سیماب بنا

پوچھین گر مجھسے مئے عیش ہوئی کب سے تلخ
کہون جسدن سے فلک کاسۂ زہر آب بنا

اگر لکھوں مضمون اپنے نالۂ پرشور کا
لوں صریر خامہ سے میں کام بانگ صور کا

نزع میں بھی دھیان تھا اوس نرگس مخمور کا
مجھکو شربت میں مزہ آیا مئے انگور کا

تیرے کوچے میں تن لاغر ترے رنجور کا
اک غبار ناتوان ہی کاروان مور کا

باندھوں میں مضمون جو اپنی شوربختی کا کوئی
ہو زمین شعر میں عالم زمین شور کا

میں وہ ہوں نخچیر جسکو دیکھتا ہی وقت ذبح
دیدۂ حسرت سے حلقہ جوہر ساطور کا

اس نزاکت پر نظر کرنا کہ وہ رشک پری
بال بھی باندھی جو مستی پر تو زلف حور کا

دل کا یہ احوال ہی غم سے ترے ای مست ناز
جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا

تفتہ دل وہ ہوں کہ میری داغ سوزان کے لئے
گرمی مرہم سے اوڑ جائے اثر کافور کا

گر ترے فریادیوں کے نامۂ پیچیدہ کو
لب پہ رکھکر پھونکیے پیدا ہو نالہ صور کا

حق تو یوں ہی یہ انانیت عجب غماز ہے
قصہ پہونچایا زبان نے دار پر منصور کا

عشق کی مکتب میں ہو فرہاد سب سے تیز ذہن
تین دن چاٹے اگر تعویذ میری گور کا

زخم میرا ہی وہ ایذا دوست خون رونے لگے
منہ سے گر جراح کی سن پائے نام انگور کا

جھانکتے تھے وہ ہمیں جس روزن دیوار سے
وائے قسمت ہو اسی روزن میں گھر زنبور کا

دفن ہے جس جا پہ کشتہ سرد مہری کا تری
بیشتر ہوتا ہے پیدا وان شجر کافور کا

تو ہو بعد از مرگ بھی گر ای محبت دستگیر
استخوان سے ہو مری دستہ ترے ساطور کا

عشق نے ڈالی تھی جب قصر محبت کی بنا
لکھدیا تھا کوہکن بھی نام اک مزدور کا

بل بے وحشت ابتلک بھی شاخ آہو کی طرح
پیچ کھاتا ہے دھوان میرے چراغ گور کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہوا احمد خدا مین دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا

صراطِ عشق پر از بسکہ ہی ثابت قدم میرا
دمِ شمشیر قاتل پر بھی خون جاتا ہی جم میرا

ہوا یہ سینہ یکسر خارزار دشت غم میرا
کہ آیا پا بخون آغشتہ ہو کر لب پہ دم میرا

وہ ہون مین گیسوِ موجِ محیطِ اعظمِ وحشت
کہ ہی گھیری ہوی روی زمین کو پیچ و خم میرا

نشانِ بے رواجی گر دکھائے زور ٹھپائے
جھجک سی دیدۂ صراف کی نقشِ درم میرا

وہ ہون مین رہ نوردِ شوق میری ساتھ جاتا ہی
برنگِ سایۂ مرغِ ہوا نقشِ قدم میرا

نہو بے وقر ترکِ سجدۂ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سی ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

شوق نظارہ ہی جیسے اوس رُخ پُر نور کا
ہی مرا مرغِ نظر پروانہ شمعِ طور کا

ای صنم کیا پوچھتا ہی حال اِس رنجور کا
دل نہ اٹکائے کہین اللہ بے مقدور کا

لطف جاتا ہی سرودِ نالۂ پُر شور کا
خونِ دل پینا ہی یہ کھانا مجھے سیندور کا

وادیِ ظلمت مین اپنی دخل کب ہی نور کا
مہر اِک شعلہ سا ہی سو بھی چراغِ دور کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ کہ دیوان فصاحت تبیان مقبول پیروجوان منظور نظر اہل شوق اعنی

دیوان ذوق

۱۳۲۸

باہتمام ابوالحسنات قطب الدین احمد غفرلہ الصمد پروپرائٹر بار ہشتم ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

مطبع نامی واقع گولہ گنج لکھنؤ مطبوع گردید